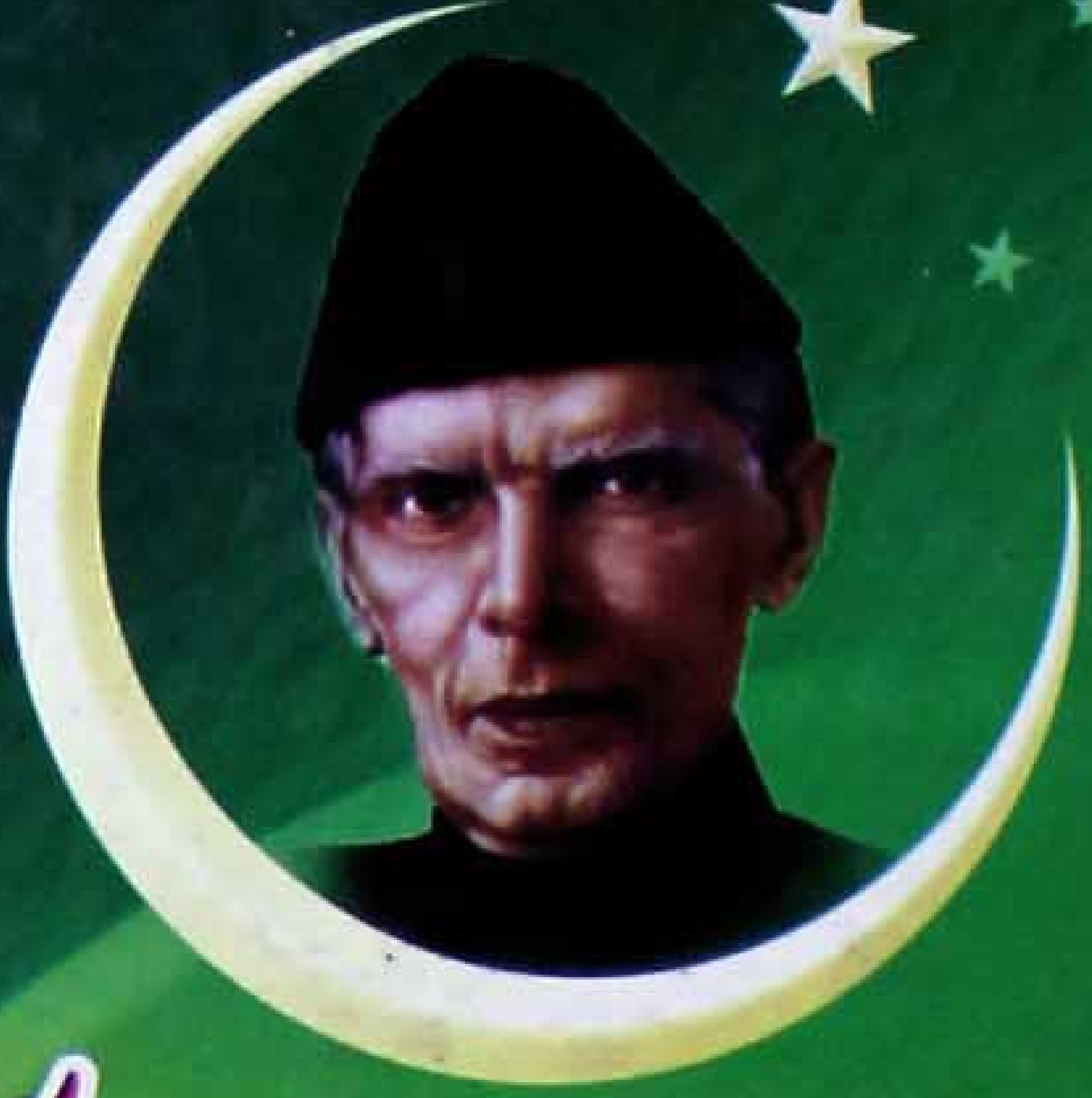

اخلاقِ قائدِ اعظمؒ

فقیر محمد ندیم باری

2004	2002	1984
قومی سیرت ایوارڈ	نیشنل ایوارڈ	صدارتی ایوارڈ

مکتبہ نوریہ رضویہ۔ گلبرگ اے فیصل آباد

اخلاقِ قائدِ اعظمؒ

دوسرا نیشنل ایوارڈ 2002
قومی انعامی مقابلہ کتب۔ نیشنل بک فاؤنڈیشن

فقیر محمد ندیم باری
صدارتی ایوارڈ یافتہ

مکتبہ نوریہ رضویہ۔ گلبرگ اے فیصل آباد

قیمت -------- 80 روپے

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Federal Shariat Court of Pakistan

JUSTICE CH. EJAZ YOUSAF
CHIEF JUSTICE

پیش لفظ

Islamabad ۱/مارچ ۲۰۰۲ء

حضرت مجدد الف ثانیؒ، شاہ ولی اللہؒ، سید احمد شہیدؒ، سر سید احمد خان، مولانا محمد علی جوہر، علامہ ڈاکٹر محمد اقبال اور دوسرے اکابرین نے برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کے فکری، نظری، معاشی و معاشرتی تشخص کو اجاگر کرنے اور خوابیدہ امتِ مسلمہ کو خوابِ خرگوش سے بیدار کرنے کے سلسلے میں جس جہاد کا آغاز کیا قائداعظم نے اس کو منطقی انجام تک پہنچایا اور دنیا کے نقشے پر مملکتِ خداداد پاکستان معرضِ وجود میں آئی۔ یہ قائداعظمؒ کا ایک زبردست کارنامہ اور امتِ مسلمہ کے لئے ایک انمول تحفہ ہے۔

زیرِ نظر کتاب ندیم باری صاحب کی بڑی تحقیق و کاوش کا نتیجہ ہے۔ مصنف کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ وہ ہمہ جہت شخصیت کے مالک اور سیرت نگاری میں صدارتی ایوارڈ کے حامل ہیں۔ انہوں نے مشاہیر سے متعلق کتب میں اپنے قلم کا خوبصورتی سے استعمال کیا ہے۔ اخلاقِ رسول محمد ﷺ، روشن باتیں، محمد ﷺ معلمِ اخلاق، اخلاقِ بتول فاطمہؓ، اخلاقِ صدیق اکبرؓ، اخلاقِ حسینؓ، محمد ﷺ سب سے اچھے اور محبتِ رسول ﷺ ان کی گرانقدر تصانیف و تالیفات ہیں، جو صاحبانِ علم و دانش سے داد تحسین وصول کر چکی ہیں۔ یہ کتاب ''اخلاقِ قائداعظم'' ملت کے پاسبان کی شخصیت اور کردار کے رخِ روشن کی منفرد انداز میں عکاسی کرتی ہے۔ کتاب کے مطالعے سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ قائداعظم نہ صرف ایک عظیم سیاست دان اور اعلیٰ قانون دان تھے بلکہ صاحبِ کردار انسان بھی تھے اور انہیں اسلام اور اسلامی روایات سے گہرا لگاؤ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ سیاست کے میدان میں بھی قائداعظم منافقت، بے اصولی اور اقربا نوازی سے کوسوں دور رہے۔ انہوں نے برملا کہا ''میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات اسوہ حسنہ پر چلنے میں ہے جو قانون عطا کرنے والے پیغمبر اسلام ﷺ نے ہمارے لئے بنایا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی جمہوریت کی بنیادیں صحیح معنوں میں اسلامی تصورات اور اصولوں پر رکھیں''۔ بیرسٹری سند کے حصول کی خاطر داخلے کے لئے انہوں نے لنکنز ان کو صرف اس لئے ترجیح دی کہ اس ادارے پر آویزاں عظیم قانون دانوں کی فہرست میں رسول پاک ﷺ کا اسم گرامی سرِ فہرست تھا۔

قائداعظم نے امتِ مسلمہ کو پاکستان کی صورت میں عظیم تحفہ دیا۔ عالمِ اسلام کے اس بطلِ جلیل کی سوانح حیات پر بے شمار کتب تحریر ہو چکی ہیں جن میں ان کی سیاسی جدوجہد کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا ہے۔ فاضل مؤلف نے پہلی بار اس اچھوتے موضوع کو خوبصورتی سے قلمبند کیا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حیات و تعلیماتِ قائداعظم کے بارے میں مزید تحقیقی کتب تحریر و تالیف کی جائیں تا کہ قوم کو اپنے محسن کے بارے میں مزید آگاہی ہو اور وہ ان کے افکارِ جلیلہ سے استفادہ کر سکے۔

جسٹس اعجاز یوسف

چوہدری اعجاز یوسف

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	ا۔ ایمانداری	13
2	ا۔ احسان	16
3	ا۔ اخلاق	19
4	ا۔ اسلام پر ایمان	22
5	ا۔ اصول پسندی	32
6	ا۔ اقربا پروری کی مخالفت	35
7	ا۔ امن پسندی	38
8	ب۔ بہادری	40
9	ب۔ برداشت	43
10	پ۔ پابندی وقت	46
11	ج۔ جمہوریت پسندی	49
12	ح۔ حاضر جوابی	52
13	ح۔ حیا	55
14	خ۔ خطابت	57
15	خ۔ خوشامد سے گریز	60
16	د۔ دانائی	63
17	ذ۔ ذہانت	66
18	ر۔ رشوت سے نفرت	69
19	س۔ سفارش سے نفرت	72
20	ش۔ شفقت	75
21	ص۔ صداقت	79
22	ض۔ ضبط و نظم — تنظیم	82
23	ط۔ طنز و مزاح	86
24	ظ۔ ظاہر داری سے نفرت	89
25	ع۔ عاجزی و انکساری	92
26	ع۔ عدل و انصاف	95
27	غ۔ غریب پروری	98
28	فرقہ واریت سے پاک — اتحاد	101
29	ق۔ قربانی	105
30	ک۔ کفایت شعاری	107
31	م۔ محبت رسول ﷺ	109
32	م۔ محنت	113
33	م۔ مساوات	116
34	م۔ مشاورت	119
35	و۔ وقار	122
36	ی۔ یقینِ کامل — ایمان	124
	ضابطہ:	128

Marfat.com

حرفِ اوّل

ڈاکٹر طاہر تونسوی (چیئرمین)

بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن ،فیصل آباد

کہانی کار اور سوانح نگار ندیم باری کی خصوصیت یہ ہے کہ اُنھوں نے مشاہیر کے اخلاق کو اپنا محور و مرکز بنالیا اس نادر موضوع پر ان کی کتابیں تسلسل کے ساتھ سامنے آ رہی ہیں۔ اخلاقِ رسول محمد ﷺ ،محمد ﷺ معلم اخلاق ،اخلاقِ بتول فاطمہؓ ،اخلاقِ حسینؑ اور اخلاقِ صدیق اکبرؓ اسی سلسلے کی مربوط کڑیاں ہیں اور یہ مذہبی اور مسلکی تناظران کی بخشش کا سامان فراہم کر رہا ہے۔ عقیدت اور اعتراف کی یہ لو مدھم نہیں ہوئی بلکہ تخلیقی فعالیت کی ہَوانے اُسے اور تیز کر دیا ہے کہ ان کا رُخ مشاہیر پاکستان کی طرف ہوا ہے اور اس روشن رُخ نے اخلاقِ قائداعظمؒ کی شکل اختیار کر لی ہے۔ وہی قائداعظمؒ جن کی بدولت ہمیں آزادی کی نعمت میسر آئی ہے اور جس کے لیے بجاطور پر یہ کہا گیا ہے۔

ملت کا پاسباں ہے محمد علی جناح

ندیم باری نے اخلاقِ قائداعظمؒ میں نام کی مناسبت سے قائداعظمؒ کی شخصیت کے ایک نہایت ہی وقیع پہلو کا جائزہ لیا ہے اور یوں قائداعظمؒ کی پہلودار اور تہ دار شخصیت کے سارے عکس نمایاں ہو گئے ہیں کہ وہ اصول پسند کتنے تھے ،امن پسند کتنے تھے ،حاضر جواب کیسے تھے۔ ان میں قوتِ برداشت کیسی تھی۔ دانائی اور ذہانت کا ملکہ کتنا تھا۔ غریب پروری ،عدل و انصاف ،عاجزی و انکساری ،محبّت رسول ﷺ ،محنت ،مساوات ،مشاورت ،نفاست ،وقار اور یقینِ کامل جیسی خصوصیات کیسی تھیں۔ کیا وہ خوشامد سے گریز کرتے تھے اور سفارش سے پرہیز کرتے تھے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ نہایت ہی سنجیدہ طبیعت رکھتے ہوئے ان میں خوشدلی کتنی تھی۔۔۔ معلومات کا یہ سارا خزینہ آپ ایک ہی کتاب اخلاقِ قائداعظمؒ میں ایک ساتھ پڑھ سکتے ہیں اور ندیم باری کے کمالِ تحقیق و ترتیب کی داد بھی دے سکتے ہیں اور ان کی محنت و ریاضت کے معترف بھی ہو سکتے ہیں اور مجھے یقینِ کامل ہے کہ آپ ایک سچے اور مخلص پاکستانی کی حیثیت سے ایسا ہی کریں گے۔ اس لیے بھی کہ ندیم باری نے آپ کو اپنے محسن کی اصلی اور سچی تصویر دکھادی ہے اور لُطف کی بات یہ ہے کہ وہ آپ کی داد و تحسین کے محتاج نہیں ہیں۔ بس دعائے خیر کے طلب گار ہیں۔ ایک زندہ قوم کے باشعور فرد کی حیثیت سے میں ان کا شکر گزار بھی ہوں اور دُعاگو بھی۔

Marfat.com

پیش لفظ

پروفیسر محمد جہانگیر عالم

اخلاقِ قائداعظمؒ ۔۔۔ جناب ندیم باری کی نئی تالیف ہے۔ اس میں انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح کی زندگی کے عام واقعات کو مختلف موضوعات کے تحت ترتیب دے کر ایک ایسا مرقع تیار کیا ہے جو نونہالانِ ملت کے لیے نشانِ راہ ہی نہیں بلکہ جادہ عمل بھی ہے۔ ''اخلاقِ قائداعظمؒ'' نہ صرف مؤلف کے وسیع مطالعہ کی شاہد ہے بلکہ یہ ان کی قائداعظمؒ محمد علی جناح کی شخصیت کے ساتھ گہری وابستگی کی بھی آئینہ دار ہے۔ قائداعظمؒ محمد علی جناح بانی پاکستان ہی نہیں ہیں بلکہ وہ بابائے قوم بھی ہیں۔ ان کا کردار قوم کے لیے مثال کی حیثیت رکھتا ہے اور ان کا عمل ملت کے لیے قابلِ تقلید ہے۔ ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر پاکستان کو ایک مثالی، جمہوری اور فلاحی ریاست بنایا جاسکتا ہے۔

قائداعظمؒ محمد علی جناح نے جب برصغیر کے مسلمانوں کی قیادت سنبھالی تھی۔ اس وقت مسلمان انتشار کا شکار اور مختلف علاقائی جماعتوں میں بٹے ہوئے تھے۔ آپ نے قوم کے سامنے تین رہنما اصول، اتحاد، تنظیم اور ایمان رکھے کہ ان پر عمل کرتے ہوئے ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے۔ تاریخ شاہد ہے کہ برصغیر کے مسلمانوں نے قائداعظمؒ محمد علی جناح کے اصولوں پر عمل کرتے ہوئے اپنی منزل مُراد پاکستان حاصل کی۔ قیامِ پاکستان کے بعد جلد ہی قائداعظمؒ محمد علی جناح وفات پاگئے اور قوم ان کی بے لوث قیادت سے محروم ہوگئی۔ صحیح اور بے لوث قیادت کے فقدان کے باعث پاکستان سیاسی عدم استحکام کا شکار ہو کر گوناگوں معاشرتی، سماجی اور اقتصادی مسائل میں اُلجھ گیا۔ ملک آج فرقہ واریت، علاقائیت، معاشی ناہمواریت، معاشرتی شکست و ریخت اور سیاسی عدم استحکام کا شکار ہے ان کا مقابلہ اور ان مسائل کا حل قائداعظمؒ محمد علی جناح کے ان اصولوں اتحاد، تنظیم اور ایمان پر عمل کر کے ہی ہوسکتا ہے۔ جناب ندیم باری ایک مستند قلم کار اور معروف سیرت نگار ہیں۔

آپ نے اخلاقِ عظیم کی تعلیم کا ایک سلسلہ کتب شروع کیا ہوا ہے۔ اخلاقِ قائداعظمؒ اسی سلسلہ کتب کی ایک کڑی ہے۔ اُمید ہے کہ اس کتاب کو بھی پہلی کتابوں کی طرح پذیرائی اور مقبولیت حاصل ہوگی۔ مؤلف سے میں یہ بھی توقع رکھتا ہوں کہ دیگر اکابرین ملک و قوم سے متعلق کتب بھی ترتیب دیں گے۔ جو بڑی اور چھوٹی عمر کے بچوں کو اخلاقِ عالیہ سے مزین کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں اپنے اسلاف سے متعارف بھی کردیں گی۔ خلف سلف کی روایات پر چل کر ہی بڑا ہوتا ہے۔

Marfat.com

تحریکِ پاکستان میں لائلپور (فیصل آباد) کا کردار

مقالہ خصوصی از ندیم باری

14 اگست 1947ء ہماری قومی آزادی کا دن ہے جب پاکستان معرضِ وجود میں آیا روم ایک رات میں نہیں بن گیا تھا کی تاریخی ضرب المثل کے مصداق پاکستان بھی ایک دن میں نہیں بن گیا تھا۔ در حقیقت مسلمانوں کے لیے ایک الگ وطن کی بنیاد تو اسی دن پڑ گئی تھی جب برصغیر کا پہلا باشندہ مسلمان ہو گیا تھا۔ مسلمان کی فطرت میں آزادی اور حریت ایسے سمو دی گئی ہے کہ وہ کسی دوسری قوم کا غلام نہیں رہ سکتا تحریکِ پاکستان در حقیقت ہزار سے بھی زیادہ برسوں پر محیط ہے اپنے دینی تہذیبی ثقافتی اور نظریاتی اقدار کے تحفظ کا خیال تو ہمیشہ سے برصغیر کے مسلمانوں کے دلوں میں تھا لیکن انگریزی حکومت کی امتیازی پالیسی اور ہندو کی شدید متعصبانہ روش نے ان کے احساس عدم تحفظ کو مہمیز دیا اور اُن کو اپنے ملی تشخص کی بقاء کے لیے کوئی نہ کوئی راستہ تلاش کرنے پر مجبور کرتی رہی یہ جدوجہد تاریخ کے مختلف ادوار میں مختلف انداز سے ظاہر ہوئی 1857ء کی جنگ آزادی ہو یا کھرل حریت پسندوں کی سرگرمیاں یہ سب تحریکِ پاکستان کے سلسلے کی مختلف کڑیاں ہیں جس نے بالآخر بھارت کے مسلمانوں کے لیے ایک الگ اور جداگانہ مملکت کے مطالبے کی شکل اختیار کر لی سب سے پہلے حضرت علامہ اقبالؒ نے جنوب مشرقی ایشیاء کے مسلمانوں کے لیے ایک الگ مملکت کا تصور پیش کیا چوہدری رحمت علی جن کا نسبی تعلق فیصل آباد کے ایک زمیندار گھرانے سے بنتا ہے نے اس الگ مملکت کے لیے ''پاکستان'' کا نام تجویز کیا اور انگلینڈ میں ''پاکستان نیشنل موومنٹ'' قائم کر کے جدوجہد کا آغاز کر دیا اس سے متاثر ہو کر پنجاب کے مسلم طلباء نے اس عظیم مقصد کے لیے عملی جدوجہد شروع کر دی۔ اس سلسلے میں ''مجلس کبیر پاکستان'' اور ''مجلس پاکستان'' قائم کی گئیں جس میں (لائلپور) فیصل آباد کے ایک طالب علم ظہور عالم شہید کی بڑی نمایاں خدمات ہیں ان ہی دنوں پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا قیام عمل میں آیا جس کا واحد مقصد مسلمانوں کے لیے ایک الگ ملک کا قیام تھا۔

18 اگست 1937ء کو لائلپور (فیصل آباد) کے مسلم طلباء نے بھی اس تحریک کی حمایت میں ایک بیان جاری کیا جن میں گورنمنٹ کالج لائلپور کے فقیر محمد، مختار احمد اور نثار احمد، خالصہ کالج کے مقبول احمد اور نذر محمد اور زرعی کالج لائلپور کے محمد عباس نمایاں تھے۔ اسی سلسلے میں 8 نومبر 1937ء کو گورنمنٹ کالج لائلپور میں اس کے مسلم طلباء کا ایک اجلاس ہوا جس میں اس کالج کے تھرڈ ایئر کے طالب علم ارشاد احمد نے مسلمانوں کے لیے الگ وطن کی ضرورت اور اہمیت کے بارے میں خطاب کیا اور مسلم طلباء سے اپیل کی کہ وہ آپس میں متحد ہو کر اس عظیم مقصد کے لیے جدوجہد کریں اس اجلاس میں عارضی طور پر عاصم نظامی کو صدر اور ارشاد احمد کو سیکرٹری منتخب کیا گیا اور اسی اجلاس میں یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی شاخ لائلپور میں بہت جلد قائم کی جائے گی۔

39-1938ء کے دوران قیام مجلس پاکستان کی لائلپور میں شاخ بن چکی تھی جس میں خلیق قریشی اور

Marfat.com

ریاض الدین آف جڑانوالہ شامل تھے۔ جبکہ تحریک پاکستان کا باقاعدہ آغاز مارچ 1940ء سے ہوا جب آل انڈیا مسلم لیگ نے اپنے ستائیسویں سالانہ اجلاس میں 24 مارچ 1940ء کو ایک قرارداد (قرارداد لاہور‘ قرارداد پاکستان) منظور کی جس میں برصغیر کے مسلمانوں کے لیے ایک الگ وطن کے قیام کو اپنا نصب العین قرار دیا جس میں وہ اپنے عقیدے اور نظریئے کے مطابق زندگی بسر کر سکیں اس اجلاس کی استقبالیہ کمیٹی میں دسوہہ لائلپور کے ایم اے مختار پیش پیش تھے۔ مسلم لیگ ضلع لائلپور کے جو اصحاب اس اجلاس میں بطور مندوب شریک ہوئے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ چوہدری عزیزالدین پلیڈر‘ خواجہ غلام حسین ایڈووکیٹ‘ چوہدری رحمت علی ناگرہ‘ چوہدری غلام رسول باجوہ‘ جناب عطا محمد ‘صفدر سلیمی‘ ڈاکٹر فرید بخش‘ چوہدری فضل احمد‘ چوہدری محمد اکبر بی اے بی ٹی‘ جناب محمد رمضان سرمد‘ اس کے بعد 20 جولائی 1941ء کو لائلپور میں پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن نے پاکستان کانفرنس کا اہتمام کیا اس کانفرنس کی بدولت لائلپور میں تحریکِ پاکستان کو بڑی تحریک ملی اور آزادی وطن کی جدوجہد تیز تر ہو گئی۔ فیصل آباد کی تاریخ کا سب سے قیمتی لمحہ 17 نومبر 1942ء میں آیا جب لائلپور میں پنجاب مسلم لیگ کی سالانہ کانفرنس منعقد ہوئی جس میں شرکت کے لیے حضرت قائداعظمؒ بنفس نفیس تشریف لائے اور پاکستان کے قیام کی بشارت کے ساتھ ساتھ لائلپور (فیصل آباد) کی بے پناہ صنعتی و حرفتی اور تجارتی ترقی کی بھی پیشین گوئی کی اور اسے مستقبل کا ایک نہایت اہم شہر قرار دیا جو حرف بحرف پوری ہوئی الحمدللہ (یہ قیمتی لمحے سلولائیڈ فلم کی صورت میں محفوظ ہیں۔ ناہید نواز فیملی میں۔)

حضرت قائداعظمؒ کی تشریف آوری کے موقع پر لائلپور کے مسلم عوام کا جوش و جذبہ دیدنی تھا اور ہر طرف پاکستان کا چرچا تھا۔ پاکستان کے لیے حسن طلب کی شدت اور حضرت قائداعظمؒ کے لیے عقیدت کے بے پناہ جذبات فیصل آباد کے مسلم عوام کے دلوں میں پائے جاتے تھے نامور اور مقبول مسلم لیگی راہنما میاں عبدالباری آف جڑانوالہ لائلپور نے بطور چیئرمین استقبالیہ کمیٹی حضرت قائداعظمؒ کا استقبال کیا اپنے خطاب کے دوران اس کانفرنس کے افتتاح پر حضرت قائداعظمؒ نے فرمایا۔

مجھے پنجاب کے مسلمانوں سے بہت سی باتیں کہنی ہیں پنجاب میں اب ایک نئی زندگی ہے مسلمان عوام اب مسلم لیگ کے ساتھ ہیں خدا کی رحمت ہے کہ آج ہم منظم ہیں خدا کے فضل و کرم اور آپ کی مدد سے ہماری کامیابی یقینی ہے اب تک پاکستان کی جدوجہد میں مسلم اقلیت کے صوبوں کے مسلمان حصہ لیتے رہے ہیں حالانکہ زیادہ فائدہ اکثریت کے صوبوں کا ہے مگر اب صورتحال بدل چکی ہے اب ہر طبقہ کے لوگ مسلم لیگ کے ساتھ ہیں وہ ایک جھنڈے تلے کھڑے ہیں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہیں اور ایک آواز میں بولتے ہیں حضرت قائداعظمؒ کی اس فکر انگیز اور روح پرور تقریر اور ان کی انقلاب آفرین رہنما شخصیت نے لائلپور کے مسلم عوام میں ایک نئی روح پھونک دی جس سے حصولِ پاکستان کی تحریک میں ایک نئی جان پڑ گئی اس جدوجہد لائلپور کے ہر طبقے کے لوگ شریک تھے۔ نوجوانوں میں ظہور عالم شہید (جہاں گرد) اور غلام رسول خلیق قریشی نمایاں تھے جو مسلسل اخبارات خصوصاً نوائے وقت میں پاکستان کے حق میں مضامین لکھتے رہتے تھے (فیصل آباد) لائلپور کا اخبار ”سعادت“ حضرت ناسخ سیفی اور فصیح اللسان اختر سدیدی کی ادارت میں

Marfat.com

پاکستان کی جدوجہد میں ''زمیندار'' اور ''احسان'' کی طرح اپنا خوبصورت مقامی کردار ادا کر رہا تھا۔ فیصل آباد نے تحریکِ پاکستان میں جو کردار ادا کیا ہے اس کی لحمہ بہ لحمہ رپورٹ ''سعادت اخبار'' کے شماروں کی شکل میں شفیق سیفی کے پاس محفوظ ہے اور آج یہ فیصل کے عوام کا قابلِ قدر اور قابلِ فکر تاریخی ورثہ ہے. جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ (فیصل آباد) لائلپور نے تخلیقِ پاکستان میں نہایت نمایاں کردار ادا کیا لیکن حضرت قائداعظمؒ کے رفیقِ خاص اور وطن عزیز کے نامور پارلیمنٹرین حضرت میاں عبدالباریؒ کی خدمات کے ذکر کے بغیر یہ داستان نامکمل رہے گی جن پر آفتاب قرشی نے اپنی کتاب کارواں آزادی کا پورا باب تحریر کیا ہے) جنہوں نے یہاں مسلم لیگ کی تنظیم کا بیڑہ اُٹھایا اور اپنی انتھک محنت سیاسی بصیرت اور ارفع اخلاق سے منزلِ مقصود تک پہنچا کر دم لیا جس کے نتیجے میں مرکزی اسمبلی کے لیے 1946ء کے مطالبہ پاکستان کی بنیادی پر لڑے گئے انتخابات میں مسلم لیگ پنجاب نے بشمول (فیصل آباد) لائلپور سو فیصد نشستیں حاصل کیں جو حضرت قائداعظمؒ کی قیادت پر مسلمانانِ ہند بھرپور اعتماد کا مظہر تھا لائلپور میں اس کامیابی میں مسلم لیگ لائلپور کے رہنماؤں میاں عبدالباری صاحب کے ساتھ ساتھ چوہدری عزیزالدین، حکیم ملک محمد شریف اور شیخ بشیر احمد اور صاحبزادہ سید محمود الحسن کا گرانقدر حصہ تھا۔ مسلمان قوم کے بے مثل اتحاد اور حضرت قائداعظمؒ کے بایاں سیاسی تدبر کی بدولت اور مرکزی و صوبائی اسمبلیوں میں مسلم نشستوں پر مسلم لیگ کی اتنی بھرپور اکثریت نے انگریز اور ہندو دونوں کو مجبور کر دیا کہ وہ بادل نخواستہ اسلامیان ہند کا الگ وطن کا واحد مطالبہ قبول کریں اس طرح 14 اگست 1947ء کو ایک نئی اسلامی مملکت خداداد پاکستان معرضِ وجود میں آ گئی جس کی تخلیق میں فیصل آباد نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا تھا' آزادی سب سے بڑی نعمت ہے اور پاکستان یقیناً اللہ کی نعمتوں کا سب سے بڑا پیکج ہے جس پر ہم جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے آزادی کے بعد ہجرت کر کے لاکھوں مسلمان اپنی قیمتی جانوں' جائیدادوں اور عزتوں کی قربانی کر کے اپنے خوابوں کے گھر پاکستان آ گئے۔ ان میں تحریکِ پاکستان کے نامور کارکن طالب جالندھری' عبدالحمید بچ' رانا محمد نواز خان' حکیم سلطان احمد داؤدی' میاں عبدالعزیز جالندھری' صغرا بیگم' آغا غضنفر علی خان' بیگم راحت غضنفر اور بے شمار دوسرے اصحاب شامل ہیں جن پر فیصل آباد بجا طور پر فخر کر سکتا ہے. جس طرح خالق اسم پاکستان چوہدری رحمت علی کی فیصل آباد سے ایک نسبت بنتی ہے اسی طرح تحریکِ پاکستان کی ممتاز ترین خاتون راہنما اور تحریکِ پاکستان میں خواتین کا کردار کی مصنفہ آپا شمیم جالندھری کا تعلق بھی ان کے برادر بزرگ ڈاکٹر محمد افضل کی بدولت فیصل آباد سے بنتا ہے۔ یہ سب آسمان آزادی کے تابندہ ستارے ہیں اور ہم سب کے دلی احترام کے مستحق ہیں لیکن میں اس دور کے ایک ان پڑھ لیکن قابلِ احترام مسلم لیگ کے اسٹریٹ ورکر سے بہت متاثر ہوں. جس نے جالندھر کے محلہ کھودیاں کی بند گلی میں اپنے چند ساتھیوں کی مدد سے درجنوں ڈوگروں اور گورکھوں کو مٹی کے گملے مار کر بھگا دیا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد وہ عظیم کارکن جس کا نام مجید تھا لائلپور کی سبزی منڈی میں کلچے چھولے بیچتا ہے۔ اس نے پاکستان سے کبھی کچھ نہیں مانگا۔ نہ اپنی خدمات کا تذکرہ یہ اپنی قربانیوں کا ثمر' وطن میں سب کے لیے سب کچھ ہے پیارے بس ذرا محنت کرنی پڑے گی۔ ''یعنی کام کام اور بس کام'' میرے حساب میں مجید ان تمام کارکنان تحریکِ آزادی کے ماتھے کا جھومر ہے. جن پر فیصل آباد کے لوگ بلا تامل فخر کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

حرفِ آخر

طاہر حُسین
(D.C.O)فیصل آباد

ندیم باری وطن عزیز کے ممتاز سیرت نگار ہیں۔ درجن بھر کتب سیرت کے مصنف ہونے کے باوجود ہمیشہ پینٹ کوٹ یا سفاری سوٹ میں ملبوس نظر آتے ہیں۔ ان کا یہ طریقہ کچھ قدامت پسند لوگوں کو ہماری مشرقی اور دینی اقدار سے متصادم دکھائی دیتا ہو گا۔ البتہ وہ جناح کیپ ہمیشہ زیب سر رکھتے ہیں مگر جو بات مدتوں اہلِ دانش سے پوشیدہ رہی۔ وہ چند معصوم بچوں نے ظاہر کر دی۔ ایک اسکول کے تقریری مقابلے میں چیف جج بن کر داخل ہوئے تو وہ پکار اُٹھے۔ "بابا جناح آ گیا" پھر انہیں دیکھتے ہی بے ساختہ نعرہ لگا دیا "قائداعظمؒ زندہ باد" ان کا لمبا قد' پتلا دبلا' چھریرا بدن' پُر وقار اور پُر اعتماد انداز' شائستہ اطوار اور سر پر جناح کیپ کے ساتھ فیشن ایبل انگریزی لباس کی ایک جھلک دیکھ کر بچے یقیناً دھوکہ کھا گئے ہوں گے۔ اس وقت تو ان کے چہرے پر داڑھی بھی نہیں تھی۔ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں ایسی کوئی ریاکاری یا بناوٹ بھی نہیں تھی۔ موصوف اسکول کے زمانے سے ہی جناح کیپ پہنتے رہے ہیں کہ تب سے ہی حضرت قائداعظمؒ کو اپنا ماڈل سمجھتے رہے ہیں۔ عمر بھر اپنے آئیڈیل سے گہری دلی وابستگی سے خُود اپنی شخصیت میں ان کی ایک ہلکی سی جھلک آ جانا چنداں بعید از قیاس نہیں۔ شاید اسی لیے ان کی تحریریں انسانی' اسلامی اور اخلاقی اقدار سے پر ہونے کے باوجود مسلک اور فرقے کے اختلاف سے پاک ہوتی ہیں۔

اب تو تازہ کتاب "اخلاقِ قائداعظمؒ" سامنے آنے سے ان کی بابائے قوم سے گہری عقیدت کھل کر سامنے آ گئی ہے۔ جس میں انہوں نے نہایت سادہ و سلیس الفاظ اور بہت موثر انداز میں قائد کی عملی زندگی کے حقیقی واقعات حوالے کی اسناد کے ساتھ پیش کر دیئے ہیں۔ قائداعظمؒ کی عظمت کی قدم قدم پر گواہی دیتی یہ تحریری جھلکیاں بڑی فکر انگیز اور سبق آموز ہیں۔ یہ مختصری کتاب جہاں حضرت قائداعظمؒ کی خدمت میں ایک بڑا خوبصورت خراجِ عقیدت ہے وہاں نوجوان نسل کو ان کی ہمہ صفت شخصیت سے متعارف کرانے کی ایک کامیاب کوشش ہے۔ بلکہ موجودہ پست حالات میں ساری قوم کی نشانِ منزل کی جانب راہنمائی کرتی ہے۔ جب ہماری نئی نسل ان کی بے داغ قیادت' بے مثل دیانت' لاجواب ذہانت و فطانت' بے پایاں سیاسی بصیرت' لازوال استقامت' بے پناہ جذبہ خدمت اور بے مثال جرأت اظہار کی یہ مثالیں دیکھے گی تو حیرت سے پکار اُٹھے گی'

یا رب ایسی چنگاری بھی ہمارے خاکستر میں تھی

Marfat.com

ایک عہد ۔ ایک تاریخ

﴿ عبدالستار نعیم ﴾

زیرِ نظر کتاب ایک ایسے موضوع کا احاطہ کرتی ہے جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے بالکل نادر اور اچھوتا ہے اور اردو کے پورے ذخیرۂ ادب میں اس موضوع پر کوئی وقیع علمی کام نہیں پایا جاتا۔ وطنِ عزیز پاکستان جیسے خطۂ جمیل کو دنیا کے نقشے پر کندہ کر دینے والے عظیم رہنما قائداعظم محمد علی جناحؒ کی سیاسی عظمت، نظریاتی پختگی، اصابتِ رائے، جلالتِ فکر اور بصیرتِ علمی کے بارے میں تو بہت کچھ لکھا گیا مگر ان کی شخصی زندگی کے حوالے سے معاشرے میں ان کے عمومی رویے اور ایک عام آدمی کی حیثیت سے ان کے اخلاق کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں خاصی تشنگی پائی جاتی ہے۔ "**اخلاق قائداعظمؒ**" میں فاضل مصنف نے اس کمی کو پورا کرنے کی کماحقہٗ سعی کی ہے۔

حق تو یہ ہے کہ میاں ندیم باری کی ذاتِ گرامی فیصل آباد جیسے بلادِ صنعت وحرفت میں ایک ادبی لیجنڈ کی حیثیت رکھتی ہے۔ پاکیزہ سوچ، اجلے نصب العین اور شستہ ذوق رکھنے والے ندیم باری کے قلم سے سینکڑوں نابغہ روزگار مضامین نکل کر خوبصورت کتابوں کی زینت بنے ہیں اور اہلِ علم سے بھرپور تحسین پا چکے ہیں۔ ان کے رشحاتِ فکر ندرتِ خیال، مقصد برآری اور ادبی جمال کا حسین امتزاج ہوتے ہیں اور اس ضمن میں وہ حکایتِ سود و زیاں سے بے نیاز ہو کر اپنا کام کرتے ہیں۔ قنوطیت، ژولیدہ فکری اور بے مقصد داستان گوئی ان کے حریمِ قلم سے کوسوں دور رہتے ہیں۔

"**اخلاق قائداعظمؒ**" ان کی تازہ ترین ادبی کاوش ہے جس کے موضوعات تنوع سے بھرپور اور ادبی چاشنی سے مزین ہیں۔ واقعات کی تاریخی صداقت کی جانچ پرکھ کے لئے انہوں نے بڑی جانفشانی سے کام لیا ہے۔ امید ہے ان کا یہ قابلِ قدر کام علمی حلقوں سے بھرپور داد وصول کرے گا اور ہماری نوجوان نسل کے سامنے تادیر اپنے عظیم قائد کے نقوشِ راہ واضح کرتا رہے گا۔ اس سے منزل کے تعین اور راستے کے نشانات کے بارے میں انہیں پیہم رہنمائی ملتی رہے گی اور یوں ہمارا قومی سفر زیادہ خوش اسلوبی سے پایۂ تکمیل تک پہنچ سکے گا۔

اللہ کرے ان کی علمی آب وتاب اور ادبی رکھ رکھاؤ نہ صرف جاوداں رہے بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ اس میں مزید نکھار اور دلکشی پیدا ہوتی چلی جائے۔ (آمین)

Marfat.com

ارشاداتِ قائداعظمؒ

☆ ایک خُدا' ایک رسول' ایک کتاب' متحد ہو جاؤ۔ متحد

☆ اتحاد' تنظیم اور ایمان۔۔۔ کام + کام + کام اور بس کام۔

☆ پاکستان کا قیام مشیت ایزدی (تقدیر الٰہی) ہے۔

☆ اور یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا روحانی فیض ہے۔

☆ سچی بات تو یہ ہے کہ رسول پاکؐ جیسا انسان دُنیا نے کبھی پیدا نہیں کیا۔

☆ میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات اسوہ حسنہ پر چلنے میں ہے۔

☆ پاکستان میں نے نہیں بلکہ ہر مسلمان نے بنایا ہے۔

☆ پاکستان تمام مسلمانوں کا قومی وطن ہو گا۔

☆ مَیں نہ مولوی ہوں' نہ دینیات کا فاضل' پھر بھی اپنے مذہب پر کچھ نہ کچھ معلومات رکھتا ہوں اور اس پر مجھے ناز بھی ہے۔

☆ دین کے معاملے میں میرا مسلک (فرقہ) وہی ہے جو ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہے۔

☆ لوگوں کو چاہیئے کہ وہ مجھے معمولی آدمی (عام انسان) تصور کریں۔ پیر و مُرشد نہ سمجھ لیں۔ اس طرح لوگوں میں تباہ کُن اور غلط طریقے پر سَر جھکانے کی عادت پڑ جاتی ہے جسے عرفِ عام میں شخصیت پرستی کہتے ہیں اور یہ مرض نقصان دہ اور ضرر رساں ہے اور اسلام میں ناروا اور ناجائز ہے۔۔۔

☆ صرف خُدائے بزرگ و برتر کے آگے جھکنا چاہیئے کہ اسلام کی اسی تلقین کرتا ہے۔۔۔

☆ اسلام صرف چند عبادات (عقائد) کا نام نہیں بلکہ اسلام سیاسیات' معاملات' معاشیات' معاشرت اور اخلاق کا مجموعہ ہے اور ہمیں ان سب کو ساتھ لے کر چلنا ہے۔

☆ ہم کیوں متفکر ہوں جبکہ ہمارے پاس یہ عظیم کتاب (قرآن پاک) راہنمائی کیلئے موجود ہے۔

☆ میری زندگی کی واحد تمنا یہ ہے کہ مسلمانوں کو آزاد و سَربلند دیکھوں۔

☆ جب مروں تو یہ یقین اور اطمینان لے کر مروں کہ میرا خُدا گواہی دے رہا ہو کہ جناح نے

Marfat.com

اسلام سے خیانت اور غداری نہیں کی اور مسلمانوں کی آزادی، تنظیم اور مدافعت میں اپنا فرض ادا کردیا۔ مَیں آپ سے اس کی داد اور شہادت (گواہی) کا طلب گار نہیں ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ مرتے دم میرا اپنا دل۔ میرا اپنا ایمان اور میرا ضمیر گواہی دے کہ جناح تم نے واقعی مدافعت اسلام کا حق ادا کردیا۔ جناح! تم مسلمانوں کی تنظیم، اتحاد اور حمایت کا فرض بجالائے۔ میرا خُدا یہ کہے کہ بیشک تم مسلمان پیدا ہوئے اور کُفر کی طاقتوں کے غلبے میں عالمِ اسلام کو سربلند رکھتے ہوئے ''مسلمان'' مرے۔

☆ اب تو ہم سب پاکستانی ہیں۔ ہم نہ بلوچی ہیں، نہ پٹھان ہیں، نہ سندھی ہیں، نہ بنگالی ہیں، نہ پنجابی ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ بجائے کسی اور نام کے پاکستانی کہلائے جانے پر فخر کریں۔ ہم سب پاکستانی ہیں اور مملکت پاکستان کے لیے ہم سب کو مل کر کام کرنا ہے۔ قربانیاں دینی ہیں اور وقت پڑے تو جان بھی دے دینی ہے۔

☆ یہ مشیت ایزدی (رضائے الٰہی) نہیں تو اور کیا ہے کہ وہ قوم جس کو برطانوی سامراج اور ہندو بنیئے نے ہندوستان سے مٹانے کی سازش کر رکھی تھی۔ آج وہ قوم آزاد ہے۔ اس کا اپنا ملک ہے۔ اپنی حکومت ہے، اپنا سکّہ ہے۔ اپنا دستور ہے۔ کیا کسی قوم پر اس سے بڑھ کر خُدا کا کوئی انعام ہو سکتا ہے؟ خُدا کے اس انعام کی حفاظت کرنا اب مسلمانوں کا فرض ہے۔ یہ خُدا کا تحفہ ہے۔ انسان آتے جاتے رہیں گے لیکن اللہ کا شکر ہے کہ پاکستان اب مضبوطی سے قائم ہو چکا ہے اور انشاءاللہ ہمیشہ قائم و دائم رہے گا۔

☆ ہماری بنیاد کی چٹان اور ہماری کشتی کا لنگر اسلام ہے۔ ذات پات کیا شیعہ سنی کا بھی کوئی سوال نہیں۔ ہم ایک ہیں اور ہمیں ایک متحدہ قوم کے طریقے سے ہی آگے بڑھنا ہے۔ صرف ایک رہ کر ہی ہم پاکستان کو قائم رکھ سکیں گے۔ ہمارے لیے اسلام ہی کافی و شافی ہے۔ یہی ہماری زندگی کا مکمل آئین ہے۔ ہمیں کسی اور نظام کی ضرورت نہیں۔

☆ کون کہتا ہے کہ پاکستان کے آئین کی بنیاد شریعت پر نہیں ہوگی؟ ہماری زندگی میں آج بھی اسلامی اصولوں پر اسی طرح عمل ہوتا ہے جس طرح کہ تیرہ سو سال پہلے ہوتا تھا۔ اسلام نے جمہوریت دکھائی ہے۔ مساوات اور انصاف کا سبق دیا ہے۔ لہٰذا اسلامی اصولوں پر عمل ضروری ہے۔

قائداعظم زندہ باد۔ پاکستان پائندہ باد

Marfat.com

ایمانداری

امانت　　　　　دیانت

ایمانداری' امانت اور دیانت ایک بنیادی اخلاقی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ حکیم میں فرماتے ہیں کہ "وہ مومن ہیں جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی پابندی کرتے ہیں۔" (المومنون:8)
رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ "اس کا ایمان نہیں جس میں امانت نہیں۔"

ہمارے پیارے رسول ﷺ شروع سے ہی مکہ میں صادق وامین مشہور تھے۔ قائداعظمؒ کو بھی بچپن ہی سے اپنے راہبر و راہنما کی اسی سنت پر عمل کرنے کی تربیت ملی تھی۔ جوان ہونے تک دیانتداری انکے کردار کی سب سے بڑی خصوصیت بن چکی تھی۔ (سید شمس الحسن)

زیادہ فیس واپس

1)۔ اس زمانے کے مشہور تاجر عبدالکریم نے حضرت قائداعظمؒ کو اپنے مقدمے کی پیروی کے لیے پانچ ہزار روپے دیئے۔ ان دنوں قائداعظمؒ کی فیس پانچ سو روپے روزانہ تھی۔ اپنی خداداد قابلیت کی بدولت وُہ تین ہی دن میں یہ مقدمہ جیت گئے اور صرف پندرہ سو روپے رکھ کر باقی رقم اپنے موکل کو واپس کردی۔ یہ ہے ان کی دیانتداری' اصول پرستی اور اعلیٰ کردار کی مثال۔　(نوراحمد سابق رکن مرکزی اسمبلی)

انعام کی رقم واپس

2)۔ ایک مرتبہ ایک موکل نے مقدمہ میں کامیابی کی خُوشی میں مقررہ فیس سے زیادہ رقم آپ کی خدمت میں بھیج دی تو آپ نے اپنی فیس رکھ لی اور باقی رقم واپس کردی۔

Marfat.com

مقدمہ جیتنے کے بعد بھی فیس لینے سے انکار

3)۔ ان کی کاروباری دیانت کا یہ عالم تھا کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ مَیں آپ کی فیس ادا نہیں کر سکتا لیکن مَیں چاہتا ہوں کہ آپ میری وکالت کریں۔ کامیابی کے بعد جو کچھ ہو سکا آپ کی نذر کردوں گا۔ آپ نے مقدمہ کی پیروی کی اور کامیاب ہو گئے۔ اس شخص نے کچھ رقم پیش کرنا چاہی لیکن آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ پہلے فیصلہ ہو چکا ہے کہ فیس نہیں لی جائے گی۔

انگریز ریذیڈنٹ کو موکل کا وقت دینے سے انکار

4)۔ حضرت قائداعظم گولکنڈہ فیکٹری کیس کے سلسلے میں ایک فریق کی وکالت کے لیے حیدر آباد گئے تو انگریز ریذیڈنٹ نے انہیں فون پر کھانے اور تبادلہ خیالات کی دعوت دی جسے انہوں نے یہ کہتے ہوئے ٹھکرا دیا کہ میرا سارا وقت میرے موکل کا ہے جس کے مقدمے کی پیروی کے لیے مَیں آیا ہوں۔ یہ دوٹوک انکار کسی معمولی اہلکار کو نہیں تاج و تخت برطانیہ کے نمائندے کو تھا جس کی حیثیت نواب اور راجے سے بڑھ کر تھی۔

چندے کی رسید پر اصرار

5)۔ حضرت قائداعظم عطیات اور چندے کی رقوم کے بارے میں انتہائی محتاط واقع ہوئے تھے جیسے ہی کوئی منی آرڈر یا دستی طور پر کوئی رقم وصول ہوتی وہ اسی دن متعلقہ بینک اکاؤنٹ میں جمع کروا دیتے۔ رقم کی رسید فوری طور پر اسے بھجوا دیتے۔ اگر بینک بند ہو جاتا تو علیحدہ لفافے میں رقم رکھ کر اس پر اپنے ہاتھ سے یہ نوٹ لکھ دیتے کہ یہ رقم فلاں مد میں جمع کروائی جائے اور معطی کو باضابطہ رسید بھیجی جائے۔ (مطلوب الحسن سید)

بلا رسید چندہ لینے سے انکار

6)۔ الٰہ آباد کے اجلاس میں حضرت قائداعظمؒ نے اپیل کی تو ایک لڑکے نے اسٹیج پر آ کر چندہ پیش کرنا چاہا۔ حضرت قائداعظمؒ نے فرمایا "مَیں یہاں کوئی چندہ پیش کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ جن صاحب کو چندہ دینا ہو باقاعدہ منی آرڈر کریں اور رسید حاصل کریں۔"

Marfat.com

سرحد کے مسلم لیگی راہنما سردار اورنگ زیب نے کہا کہ اس بچے کی دل شکنی ہوگی اسے اجازت دے دیجیے کہ وہ ڈائس پر آکر چندہ پیش کرے مگر حضرت قائداعظمؒ نہ مانے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا بدترین دشمن بھی قائداعظمؒ پر قوم کے ایک پیسے کے ضیاع کا الزام عائد نہیں کر سکتا۔ (سیّد شمس الحسن)

سونے کے زیورات لینے سے انکار

7)۔ 1942ء میں تحریکِ پاکستان شروع ہو جانے کی وجہ سے مسلم لیگ کو روپے پیسے کی اشد ضرورت تھی۔ 1943ء میں مسلم لیگ کے دہلی سیشن کے موقع پر عورتوں نے اپنی طلائی زیورات سونے کی چوڑیاں وغیرہ اُتار کر مسلم لیگ فنڈ کے لیے پیش کر دیے۔ فاطمہ بیگم یہ زیورات لے کر اسٹیج پر آئیں لیکن حضرت قائداعظمؒ نے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ مَیں ان عطیات کو اس شکل میں قبول نہیں کر سکتا۔ اس صاف انکار کی وجہ یہ تھی کہ زیورات کا حساب کتاب رکھنا مشکل تھا اور ان کی باقاعدہ رسید بھی جاری نہیں ہو سکتی تھی۔

شہرت بھی قوم کی امانت

8)۔ ان کی خداداد قابلیت و صلاحیت کی بدولت حضرت قائداعظمؒ کی وکالت خُوب چمکی۔ 1940ء میں جب انہوں نے تحریکِ پاکستان کی قیادت سنبھالی تو ان کی وکالت اپنے عروج پر تھی اور ان کا شمار اس وقت کے کامیاب ترین وکیلوں میں ہوتا تھا۔ 1942ء تک جب وہ اور تحریکِ پاکستان لازم و ملزوم ہو گئے تو مقدموں کی بھرمار کے باوجود انہوں نے اتنی محنت سے جمائی ہوئی وکالت ترک کر دی اور اپنا دفتر تک بند کر دیا۔ ایک موکل نے جن سے ان کے ذاتی مراسم تھے۔ اپنا کیس ہر قیمت پر لینے پر اصرار کیا تو حضرت قائداعظم نے فرمایا: "لوگ اب محض میری قانون دانی کی وجہ سے نہیں بلکہ مجھے شبہ ہے کہ میری قومی حیثیت سے متاثر ہو کر بھی میرے پاس آتے ہیں۔ یہ شہرت میری قوم کی امانت ہے۔ مَیں اسے آمدنی کا ذریعہ نہیں بنا سکتا۔ گویا ایک شے پر اپنا کیریئر قربان کر دیا۔

(رضوان احمد۔ چند یادیں چند ملاقاتیں)

Marfat.com

احسان

حسن سلوک　　اچھائی　　بھلائی　　نیکی

اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔(المائدہ 13۔6)

اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ (احسان) بھلائی کرنے کا حکم دیا ہے۔
(سورۃ الاحقاف:15)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کے مطابق رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں (کے احسانوں) کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کرتا۔(ترمذی)

احسان بنیادی طور پر اللہ کی صفت ہے جس کے ساری مخلوق پر بے شمار احسانات ہیں۔
رسول پاک ﷺ کی تو ساری زندگی ہی احسان کا عملی نمونہ تھی۔

محمد علی جناح نے بچپن ہی سے قرآن و حدیث اور سیرت رسول ﷺ سے احسان کا درس سیکھ لیا تھا۔ ان کے حُسنِ سلوک کی چند مثالیں پیش ہیں۔

سیاسی مخالف پر احسان

1)۔ اپنے تو اپنے حضرت قائد اعظمؒ تو دشمنوں پر بھی احسان کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔ دسمبر 1945ء میں مرکزی مجلسِ قانون ساز کے انتخابات کے موقع پر بمبئی کے حلقے کے مسلمان چاہتے تھے کہ قائد اعظمؒ اسمبلی کے لیے بلا مقابلہ منتخب ہوں اور کوئی مسلمان ان کے مقابلے میں کھڑے ہونے کی گستاخی نہ کرے لیکن حُسین بھائی لال جی نہ مانے۔ کانگریس نے انہیں اپنا ٹکٹ دے دیا اور وہ مقابلے پر تُل گئے۔ ان کی اس حرکت پر مسلمان بہت مضطرب تھے۔ خصوصاً نوجوان تو بہت مشتعل تھے۔

Marfat.com

انتخابات قریب آئے تو حضرت قائداعظمؒ نے اپنے الیکشن سیکرٹری حنیف منیار کو خاص طور پر بلایا اور انہیں بتایا کہ الیکشن جیتنا اتنا مسئلہ نہیں جتنا یہ ہے کہ حسین بھائی لال جی کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچنے پائے بلکہ جہاں تک ہو سکے ان کی حفاظت کی جائے۔ چنانچہ حضرت قائداعظمؒ کے حکم پر حسین بھائی لال جی کی حفاظت کے لیے مسلم لیگ نیشنل گارڈز کی باقاعدہ ڈیوٹی لگائی گئی۔ سیاست میں مخالفت کے ساتھ یہ احسان اور حُسنِ سلوک حضرت قائداعظمؒ کا ہی حصہ ہے۔

بدترین دشمن پر احسان

2)۔ اسی طرح مشہور ہندو لیڈر تلک جی کا واقعہ ہے جو مسلمانوں کے بدترین دشمنوں میں سے تھے۔ وہ کھلم کھلا مسلمانوں کو غیر ملکی کہتے اور ان کو مٹانے کے درپے رہتے اور اس معاملے میں مرہٹہ سردار سیواجی کو اپنا گرو مانتے تھے لیکن جب وہ بغاوت کے مقدمے میں پھنسے تو مجبوراً حضرت قائداعظم کے دروازے پر ہی دستک دینا پڑی حالانکہ اس زمانے میں ایک سے ایک نامور ہندو وکیل موجود تھا۔ حضرت قائداعظم خُوب جانتے تھے کہ یہ شخص کتنا زہریلا ہے۔ اس کے باوجود جب وہ مؤکل کی حیثیت سے ان کے پاس آئے تو انہوں نے نہ صرف یہ کہ اس کی وکالت سے انکار نہیں کیا بلکہ ان کی خاطر اپنا ایک اصول بھی توڑا جس کا ذِکر مشہور بیرسٹر کے ایل گابا سے ملاقات کے دوران خُود حضرت قائداعظمؒ نے کیا۔ آپ نے بتایا کہ مَیں نے اپنی پیشہ ورانہ زندگی میں فقط ایک بار اپنی فیس میں کمی کی تھی اور وہ بھی تلک کے لیے۔ دُشمنوں پر احسان کی یہ ایک روشن مثال تھی۔

معالج کا شکریہ

3)۔ حضرت قائداعظمؒ کے پارسی معالج ڈاکٹر پٹیل سے روایت کے مطابق ستمبر 1944ء میں مسٹر جناح نے انہیں ایک روز بلا کر اپنا معائنہ کروایا۔ ان دنوں وہ بے پناہ مصروف تھے اور بے حد نحیف اور کمزور ہو گئے تھے۔ ان کے سینے میں درد رہتا تھا۔ کھانسی بھی آتی تھی۔ پھیپھڑوں میں نمونیا کے آثار تھے۔ ڈاکٹر پٹیل نے بڑی محنت سے ان کا علاج کیا اور اسی کے مشورے پر آرام کرنے کے لیے کسی پہاڑی مقام پر چلے گئے۔ جب وہ واپس آئے تو

Marfat.com

ان کا وزن اٹھارہ پونڈ بڑھ چکا تھا۔ جب جناح صاحب کی صحت یابی کی خبریں اخباروں میں چھپیں تو ساتھ ہی ڈاکٹر پٹیل کا نام بھی آیا۔ انہیں پڑھ کر وہ حضرت قائداعظم کے پاس گیا اور کہا "دیکھئے کسی احمق نے میرا نام بھی اخباروں میں چھپوا دیا۔" اس پر انہوں نے جواب دیا "جی وہ احمق میں ہی ہوں۔ جس شخص نے میری اتنی خدمت کی۔ مَیں اس کا شکریہ ادا کیوں نہ کرتا۔" یہ حضرت قائداعظمؒ کی عالی ظرفی کی ایک مثال تھی۔

ہندو پریس کا شکریہ

4)۔ ریاض صدیقی کی کتاب "قراردادِ پاکستان۔ منظر و پس منظر" کے دیباچے میں پاکستان کے مشہور سول سرونٹ اور ادیب شاعر سید ہاشم رضا فرماتے ہیں۔ مسلم لیگ نے جس قرارداد کو قراردادِ لاہور کہا تھا۔ کانگریس اور ہندو پریس نے ہائے واویلا کر کے اسے قراردادِ پاکستان کہا۔ جس پر حضرت قائداعظمؒ نے فرمایا کہ "ہم نے تو اسے قراردادِ لاہور ہی کہا تھا۔ ہندو پریس کا شکریہ کہ اس نے اسے ایک اچھا نام دے دیا۔"

Marfat.com

اخلاق

حُسنِ اخلاق　　　　　کردار

رسول پاک ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں میں سے سب سے زیادہ کامل ایمان اس شخص کا ہے جس کے اخلاق عمدہ ہوں۔ آپ ﷺ خُود سراپا خلق عظیم اور معلم اخلاق تھے۔ آپ ﷺ کے پیروکار محمد علی جناحؒ ایک نہایت خُوش اخلاق شخص تھے۔ اگرچہ وہ سرکاری اور دفتری فرائض میں نہایت متین، سنجیدہ، نظم وضبط کے پابند بلکہ کسی حد تک سخت گیر نظر آتے تھے لیکن درحقیقت وہ نہایت بلند اخلاق، خُوش اطوار، ہمدرد اور نرم مزاج انسان واقع ہوئے تھے اور اخلاقی فرائض کو بھی بہت اہمیت دیتے تھے۔ ان کی زندگی کی چند جھلکیاں پیشِ خدمت ہیں۔

سخت گیر باس

1)۔ جناب ممتاز حسن لکھتے ہیں کہ مجھے حضرت قائداعظمؒ کی ایک ہی شخص کی دو حیثیتوں (بطور گورنر جنرل اور بطور انسان) یعنی دو شخصیتوں کا احساس جس قدر مجھے ان سے 1948ء کی آخری ملاقات کے دوران ہوا۔ اس سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ اس موقع پر انہوں نے مجھے ایک سرکاری کام کے لیے بلایا تھا۔

خوش اخلاق انسان

2)۔ جب تک سرکاری کاغذات ان کے سامنے رہے۔ انہوں نے مجھ سے محض اسی معاملے پر گفتگو کی۔ میری تجویز پر کڑی نکتہ چینی کی۔ ایک سوال کے بعد دوسرا۔ دوسرے کے بعد تیسرا۔ غرضیکہ سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔ آخر جب پورے طور پر مطمئن ہو گئے اور کاغذات پر دستخط فرما دیئے تو ان کے چہرے پر فی الفور تبسم نمودار ہوا اور انہوں نے اس

Marfat.com

ملاقات میں پہلی بار میرا مزاج پوچھا۔ پھر ہنس ہنس کر باتیں کیں اور بڑے تپاک سے مجھے رُخصت کیا۔

اسٹاف کی سہولت کا احساس

3)۔ حضرت قائداعظمؒ اپنے ماتحت عملے کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ان کی سہولت کی خاطر اخبارات میں اہم خبروں پر نشان لگایا کرتے تھے۔ ایک سُرخ پینسل ہمیشہ ان کے پاس ہوا کرتی تھی۔ جب کوئی خبر کٹوانا ہوتی تو وہ اس پر خُود نشان لگادیا کرتے۔ بعد میں ان کے عملے کا کوئی فرد وہ خبر کاٹ کر رکھ دیتا۔ وہ خُود نشان اس لیے لگاتے تھے کہ عملے کے کسی فرد کو خبر کی تلاش میں مشکل پیش نہ آئے۔ (بیگم انور حُسین ہدایت اللہ)

لعنت نہیں ہدایت کی دُعا کرو

4)۔ حضرت قائداعظمؒ کسی کے لیے بھی بد دُعا نہ کرتے اور دوسروں کو بھی اسی بات کی تلقین فرماتے۔ الحاج واحد حُسین علیگ اپنے مکتوب مورخہ 5۔ اکتوبر 1985ء میں لکھتے ہیں۔

ہمارے علی گڑھ کے ساتھی مقرب اور اویس وغیرہ کمیونسٹ تھے جنہیں کانگرس نے جناح کے جلسوں کو ناکام بنانے کے لیے بھیجا تھا۔ وہ پبلک کی طرف سے سوالات کر کے جلسے ناکام بناتے تھے مگر ہم نے انہیں پہلے سے ہی بتادیا تھا کہ اگر ہمارے کسی جلسے میں گڑبڑ کرو گے تو مار کھاؤ گے۔ لہٰذا وہ کچھ نہ کر سکے۔ جب مسٹر جناح کلکتہ جانے کے لیے میرے اور جمال میاں کے ہمراہ میل ٹرین کا انتظار کرتے پلیٹ فارم پر ٹہل رہے تھے تو دوسری جانب مقرب اور اویس بھی ٹہل رہے تھے۔ تو مَیں نے مسٹر جناح سے کہا کہ یہ بھی ہمارے ساتھ ہی علی گڑھ میں تھے۔ خُدا ان کو غارت کرے جس پر مسٹر جناح نے مجھے ٹوکا کہ یہ نہ کہو۔ بلکہ یہ کہو کہ خُدا ان کو ہدایت دے یعنی قائداعظمؒ کا ہمیشہ اس ارشاد نبوی پر عمل رہا کہ خطا کا بدلہ عطا سے دیا جائے۔ (ہر برائی کو اچھائی سے دُور کیا جائے۔)

(قائداعظمؒ کا مذہب اور عقیدہ از منشی عبدالرحمان خاں)

خطوط کا جواب خُود دینا

5)۔ ممتاز حسن احسن لکھتے ہیں کہ قائداعظمؒ لندن میں صبح سات بجے سے پہلے اُٹھتے تھے۔

Marfat.com

سات بجے ان کے کمرے میں چائے پہنچائی جاتی تھی۔ وہ آٹھ بجے تک کپڑے پہن کر اور اخبار پڑھ کر اپنی ڈاک دیکھ رہے ہوتے تھے۔ خورشید صاحب کو ان کی ڈاک کھولنے کی اجازت نہیں تھی۔ وہ ہر خط سب سے پہلے دیکھتے اور پھر یا تو خود اس کا جواب لکھواتے یا اس پر کوئی حکم لکھ دیتے۔

یہ اخلاقی فرض ہے

6)۔ فقیر سید وحید الدین سے روایت کے مطابق واجد علی نے انہیں بتایا کہ ایک روز قائداعظم ؒ نے کہا "کیا بتایا جائے' ڈاک میں اتنی تعداد میں خطوط آتے ہیں کہ ان کے جوابات دینے میں خاصا وقت صرف ہو جاتا ہے۔" واجد علی نے عرض کیا "آپ حکم دیں تو میں آ کر خطوط کا جواب آپ کی ہدایت کے مطابق لکھ جایا کروں۔"

اس پر قائداعظم ؒ نے فرمایا "تم ایک بات بھول رہے ہو کہ یہ خط جناح کے نام آتے ہیں" یعنی اس کا جواب دینا ان کا اخلاقی فرض تھا۔

Marfat.com

اسلام پر ایمان

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاک کے فرمان کے مطابق اللہ کی طرف سے دین حق صرف دینِ اسلام ہی ہے۔ حضرت قائد اعظمؒ ایک پکے اور سچے مسلمان تھے۔ اس لیے وہ اسلام کی صداقت پر پورا یقین رکھتے تھے کہ انہیں دولتِ ایمان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت نصیب ہوئی تھی۔

اسلامی تربیت

قائد اعظمؒ ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے۔ نام "محمد علی" رکھا گیا۔ سندھ "مدرسۃ الاسلام" اور "انجمن اسلام" جیسے اسلامی اداروں میں زیرِ تعلیم رہے۔ جب اعلیٰ تعلیم کی لیے لندن تشریف لے گئے تو دوسرے تمام قانونی اداروں کو چھوڑ کر "لنکنز اِن" میں صرف اس لیے داخلہ لیا کہ سب سے بڑے قانون ساز حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی سرفہرست دیکھا۔ جب بمبئی کے انتہائی معزز بیرن ڈنشا پیٹٹ کی اکلوتی بیٹی مس رتن بائی نے شادی کی پیش کش کی تو آپ نے تجویز کیا کہ پہلے اسلام قبول کرو پھر شادی ہو گی۔ چنانچہ مس رتن بائی پہلے مسلمان ہوئیں پھر اسلامی شریعت کے مطابق آپ سے شادی انجام پائی۔

مسلمان ہونے پر فخر و غرور

1)۔ شریف الدین پیرزادہ کے مطابق حضرت قائد اعظمؒ نے بمبئی میں مسلم لیگ کے ایک جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں مغرور ہوں کہ مَیں مسلمان ہوں۔ درحقیقت وہ اپنے مسلمان ہونے پر برملا فخر کا اظہار کرتے تھے۔ (آئی۔ ایم۔ پراوڈ ٹو بی اے مسلم)

Marfat.com

سب سے پہلے مسلمان

2)۔ اپریل 1945ء میں حضرت قائداعظمؒ نے بلوچستان میں خان آف قلات کی دعوت پر ایک سکول کے دورے کے دوران ایک بچے سے پوچھا "تم کون ہو؟" بچے نے جواب دیا "مَیں تو بلوچ ہوں" حضرت قائداعظمؒ نے خان آف قلات کو کہا کہ "آپ آپ ان بچوں کو پہلا سبق یہ پڑھایئے کہ مَیں مسلمان ہوں۔"

نہ مولوی نہ فاضل مسلمان ہونے پہ نازاں

3)۔ حضرت قائداعظمؒ نے خود فرمایا۔ "مَیں نہ مولوی ہوں' نہ دینیات کا فاضل' پھر بھی اپنے مذہب کے متعلق کچھ نہ کچھ معلومات ضرور رکھتا ہوں اور مَیں اپنے دین کا ایک عاجز پیرو ہوں' لیکن اس حقیقت پر مجھے ناز بھی ہے۔"

انگریزی لباس میں تبدیلی

4)۔ حضرت قائداعظمؒ کی تربیت چونکہ انگریزی ماحول میں ہوئی تھی۔ اس لیے وہ انگریزی لباس پہننے کے عادی تھے۔ تبلیغی جماعت نے انہیں اسلامی وضع اختیار کرنے کی ترغیب دی۔ جب ان پر اسلام سے شباہت کی اہمیت اور کفار سے شباہت کا نقصان واضح ہو گئے تو انہوں نے ہر وقت انگریزی لباس پہننے کی عادت چھوڑ دی اور اکثر و بیشتر اسلامی لباس میں منظر عام پر نظر آنے لگے جس کے بعد جناح کیپ' شیروانی اور شلوار قومی لباس کی حیثیت اختیار کر گئی۔

شخصیت کا نمایاں ترین پہلو۔ اسلام سے لگاؤ

5)۔ افتخار علی ملک سے روایت کے مطابق حضرت قائداعظمؒ کی شخصیت کا سب سے نمایاں پہلو ان کا اسلام کے ساتھ لگاؤ تھا۔ ان کو اسلام کے زریں اصولوں پر پورا اعتماد تھا اور وہ اسلامی اخوت' رواداری اور اسلامی بھائی چارے پر پورا اعتماد رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنی ہر تقریر اور بیان میں اسلامی اقدار کی عظمت اُجاگر کرنے کی کوشش کی اور مسلمانانِ ہند پہ واضح کر دیا کہ ان کی نجات اس امر میں مضمر ہے کہ وہ اسلامی روایات پر عمل پیرا ہوں۔

Marfat.com

صرف خُدا کے آگے جھکنا۔ توحید پرستی

6)۔ جسٹس ذکی الدین پال سے روایت کے مطابق ان کے ایک دوست نے نیڈوز ہوٹل میں جوش عقیدت سے حضرت قائدِ اعظمؒ کے پاؤں چُھونا چاہے تو انہوں نے فرمایا صرف خُدائے بزرگ و برتر کے آگے جھکنا چاہیئے کہ اسلام اسی کی تلقین کرتا ہے۔ اس سے ان کی توحید پرستی صاف ظاہر ہوتی ہے۔

سجدے میں خُدا سے دُعا

7)۔ مولانا حسرت موہانی سے روایت کے مطابق وہ ایک روز جناح صاحب کی کوٹھی پر صبح سویرے نہایت ضروری کام سے گئے اور ملازم کی اجازت کے بغیر ہی ایک سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے کمرے میں جا پہنچے۔ برابر کے کمرے سے انہیں کسی کے بلک بلک کر رونے اور کچُھ کہنے کی آواز آئی۔ آواز چونکہ جناح صاحب کی تھی اس لیے وہ گھبرا گئے۔ آہستہ سے پردہ اُٹھایا تو کیا دیکھا کہ وہ سجدے میں پڑے نہایت ہی بے قراری سے کچُھ دُعا مانگ رہے ہیں۔ چنانچہ مولانا حسرف موہانی دبے پاؤں وہیں سے واپس آگئے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اب جب کبھی وہاں جاتا ہوں اور ملازم کہتا ہے کہ وہ اندر ہیں تو مَیں سمجھتا ہوں کہ وہ سجدے میں پڑے ہوئے دُعا کر رہے ہیں اور میرے تصور میں قائد کی ہر وقت وہی تصویر اور وہی آواز رہتی ہے۔

ہر مشکل میں اللہ سے رجوع

8)۔ نواب بہادر یار جنگ نے حضرت پیر عبداللہ حسنی کے صاحبزادے کو کہا کہ مَیں تمہیں ایک راز کی بات بتانا چاہتا ہوں جو حضرت قائدِ اعظمؒ نے مجھے بتائی انہوں نے فرمایا کہ قومی، ملکی اور سیاسی معاملات کی پیچیدگیوں کو سوچتے ہوئے کبھی کبھی مجھ پر ایسا وقت آتا ہے کہ کچُھ بجھائی نہیں دیتا۔ مَیں کوئی فیصلہ کن قدم اُٹھانے سے اپنے آپ کو قاصر پاتا ہوں تو اس وقت تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے رجوع کرتا ہوں اور مشکل پیش کرتا ہوں۔ اس عمل سے مجھے روشنی کی کرن دکھائی دیتی ہے اور تسکین حاصل ہو جاتی ہے۔

(قائدِ اعظمؒ کی زندگی کے چند واقعے از علامہ عرشی)

Marfat.com

نماز باقاعدہ پنجگانہ

9)۔ جس روز سے قائد اعظمؒ نے سفیر دربار اشرفیہ سے نماز پڑھنے کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد آپ آخری وقت تک اپنے آبائی (شیعہ) طریق کے بجائے مسنون طریقہ سے نماز پڑھتے رہے اور جب کبھی باجماعت نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا تو سواد اعظم کی مسجد میں نماز پڑھی جس کا ممتاز شیعہ راہنما راجہ صاحب محمود آباد نے وصل بلگرامی سے ان الفاظ میں تذکرہ کیا ”میں آپ کو عجیب بات بتاؤں وہ یہ کہ جناح صاحب باقاعدہ پنجگانہ نماز پڑھتے ہیں اور وہ بھی سنیوں کے طریق پر۔ (تعمیر پاکستان۔ علماء ربانی)

نماز تہجد کی ادائیگی

10)۔ یہ 1939ء کا واقعہ ہے کہ حضرت قائد اعظمؒ شیروانی صاحب کے بنگلے میں مقیم تھے۔ تین بجے رات فرسٹ فلور پر مسٹر جناح کے کمرے سے ایک زوردار آواز آئی۔ مسٹر شیروانی جو ساتھ والے کمرے میں تھے۔ آواز سن کر وہاں گئے تو دیکھا کہ محمد علی جناح نیت باندھ کر نماز تہجد ادا کر رہے ہیں اور پاس پانی کی ایک بوتل ٹوٹی پڑی ہے۔ پتہ چلا کہ حضرت قائد اعظمؒ اپنے خالقِ حقیقی کے سامنے جھکنے کے لیے اُٹھے تو بوتل سے ان کا ہاتھ ٹکرا گیا اور وہ گر کر چکنا چور ہو گئی۔

لندن میں نماز جمعہ غریبوں کی مسجد میں

11)۔ حضرت قائد اعظمؒ کی خدمت میں یہ تجویز پیش کی گئی کہ وہ جمعہ کی نماز لندن کی کسی مسجد میں ادا کریں۔ انہوں نے بڑی گرمجوشی سے یہ تجویز منظور فرمائی اور ساتھ ہی کہا کہ میں اس مسجد میں جانا پسند کروں گا جہاں عام مسلمان نماز پڑھتے ہیں۔ ہم نے غریب مسلمانوں کی آبادی کی ہوئی ایسٹ اینڈ کی ایک مسجد منتخب کی۔ قائد اعظمؒ وہاں پہنچے تو خطبہ ہو رہا تھا۔ کچھ لوگوں نے کھڑے ہو کر اگلی صفوں میں ان کے لیے جگہ خالی کر دی مگر انہوں نے آگے جانے سے انکار کر دیا اور فرمایا میں دیر سے آیا ہوں اس لیے جہاں مجھے جگہ ملی وہی مناسب ہے۔

Marfat.com

نماز سب سے ضروری

12)۔ حضرت قائداعظمؒ کا ملازم فقیر محمد بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ اس نے مس فاطمہ جناح سے کہا کہ مجھے نماز کے لیے چھٹی چاہیئے۔ وہ مان گئیں تو بے بی (قائداعظمؒ کی بیٹی) اندر سے آئیں اور بچوں کی طرح فرمائش کی کہ انہیں سہیلی سے ملنے کے لیے کار چاہیئے۔ فقیر محمد تو بچی کی خاطر اپنے پروگرام میں سے ایک آدھ گھنٹہ نکالنے کے لیے تیار ہو گیا لیکن حضرت قائداعظمؒ نے لاڈلی بیٹی کو سختی سے کہا "فقیر محمد جمعہ کی نماز پڑھنے جا رہا ہے۔ تم کار پر نہیں جاسکتیں۔ کسی سے کہو تمہارے لیے ٹیکسی لے آئے۔"

(فقیر محمد۔ نوائے وقت 11 ستمبر 1980ء)

خانہ خدا میں فانی انسان کے نعرے کیوں؟

13)۔ میاں محمد شفیع سے روایات کے مطابق حضرت قائداعظمؒ گورنر جنرل کی حیثیت سے جب پہلی بار لاہور تشریف لائے تو وہ بادشاہی مسجد گئے۔ عوام نے نہایت گرمجوشی سے ان کا استقبال کیا اور قائداعظمؒ زندہ باد کے نعرے لگائے۔ حضرت قائداعظمؒ نے انہیں نرمی سے روکا اور فرمایا۔ "خدا کے گھر میں ایک فانی انسان کے لیے زندہ باد کے نعرے اسے بقائے دوام نہیں دے سکتے۔"

مسجد کا احترام

14)۔ 21 نومبر 1936ء کو حضرت قائداعظمؒ مسجد شہید گنج کے سلسلے میں لاہور تشریف لائے۔ اس روز جمعہ تھا۔ آپ نماز کے لیے بادشاہی مسجد تشریف لے گئے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو خواجہ اشرف احمد ان کی خدمت میں آٹوگراف لینے کے لیے جا پہنچے۔ حضرت قائداعظمؒ نے فرمایا۔ "یہاں نہیں۔ گھر جا کر۔"

خواجہ اشرف احمد لکھتے ہیں کہ محض مسجد کے احترام کی خاطر انہوں نے آٹوگراف نہیں دیا تھا۔ بعد کو انہوں نے میاں احمد یار خاں کی کوٹھی پر جا کر ان سے آٹوگراف لیے۔

Marfat.com

روزے اور ماہِ رمضان کا احترام

15)۔ جارج ششم بادشاہ انگلستان کے زمانے میں ہندوستان میں مزید اصلاحات کے سلسلے میں حضرت قائداعظمؒ لندن تشریف لے گئے۔ مذاکرات جاری تھے کہ بکھنگم پیلس سے ظہرانے کی دعوت موصول ہوئی جو ایک بہت اعزاز کی بات تھی۔ قائداعظمؒ نے اس یادگار موقع پر دعوت میں شرکت سے معذوری ظاہر کردی کہ یہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے جس میں مسلمان روزے رکھتے ہیں۔ اسی طرح گاندھی جی نے 1944ء میں اکیس رمضان کو حضرت قائداعظمؒ سے مذاکرات کرنا چاہے تو انہوں نے بذریعہ اخبار یہ بیان جاری کیا کہ اس دن حضرت علیؓ کی شہادت ہے۔ اس لیے وہ سیاسی گفت و شنید نہیں کریں گے۔ (بے تیغ سپاہی از صدیق علی خان)

بیماری میں روزے نہ رکھنے کا ملال

16)۔ اگست 1946ء میں حضرت قائداعظمؒ سندھ مسلم لیگ کی تازہ الیکشن کے لیے انتخابی تیاریوں میں راہنمائی کے لیے کراچی آئے ہوئے تھے۔ یہ روزوں کے دن تھے۔ اس زمانے میں حاتم علوی ہر روز ان سے ملنے آتے اور دیر تک بیٹھے رہتے تھے۔ ایک روز حضرت قائداعظمؒ نے حاتم علوی سے پوچھا کہ کیا وہ روزے سے ہے؟

حاتم علوی نے کہا "جی ہاں! سر۔" اس پر حضرت قائداعظمؒ نے فرمایا میں بھی سنِ شعور سے روزے رکھتا رہا ہوں لیکن اب صحت کمزور ہے۔ اس وجہ سے نہیں رکھ سکتا۔"

(قائداعظمؒ اپنے معاصرین کی نظر میں صفحہ: 65)

اسلامی روایات کا احترام

17)۔ حضرت قائداعظمؒ کو اسلام اور اسلامی روایات سے گہرا لگاؤ تھا۔ قرآن پاک ان کی زندگی اور فکر کا بنیادی سرچشمہ رہا۔ (پروفیسر جمیل الدین احمد)

Marfat.com

قرآن پاک کا احترام

18)۔ میاں بشیر احمد مرحوم ''قائداعظمؒ کی عظمت کی جھلکیاں'' میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب میں مسلمانوں کے حال اور مستقبل کے بارے میں مایوسی کا اظہار کر رہا تھا تو قائداعظمؒ نے مجھے روکا اور نہایت سنجیدگی سے قریب ہی میز پر پڑے قرآن پاک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ''ہم کیوں متفکر ہوں۔ کیوں مایوس ہوں۔ جب کہ ہمارے پاس یہ عظیم کتاب راہنمائی کے لیے موجود ہے۔ (پروفیسر منور علی خان)

مسلک اور فرقے سے بالاتر

19)۔ حضرت قائداعظمؒ کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ وہ شیعہ تھے لیکن انہوں نے اپنی پوری زندگی میں اپنے کسی عمل سے یہ ظاہر نہیں کیا کہ وہ شیعہ تھے۔ انہوں نے اپنے عقیدے' مسلک یا فرقے کی تبدیلی کا اعلان بھی ضروری نہ سمجھا کہ وہ دکھلاوے کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اہل تشیع میں سے ایک صاحب کو یہ بات بہت ناگوار گزر رہی تھی کہ قائداعظمؒ اپنے عقیدے کو کیوں چھپائے رکھتے ہیں اور اسے ظاہر کیوں نہیں کرتے۔ اس نے جان بوجھ کر اس بات کی حقیقت معلوم کرنے کے لیے قائداعظمؒ سے حضرت عمرؓ فاروق کے بارے میں ایک چبھتا ہوا سوال کیا جس سے ان کی ذات و صفات پر حرف آتا تھا۔ قائداعظمؒ فوراً بات کی تہہ تک پہنچ گئے اور اس سے انگریزی زبان میں کچھ یوں مخاطب ہوئے۔ ''اگر آپ تاریخ سے حضرت عمرؓ کو خارج کر دیں تو پھر آپ کے پاس باقی رہ ہی کیا جاتا ہے۔'' اس پر وہ صاحب اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔

شخصیت پرستی اسلام میں منع

20)۔ 24 دسمبر 1945ء کو ای وارڈ ڈسٹرکٹ مسلم لیگ کے چند کارکن قائداعظمؒ کے دولت خانے پر ایک جلسہ میں شرکت کی دعوت دینے گئے۔ ان میں سے ایک شخص نے مصافحہ کرتے ہوئے جوشِ عقیدت سے مجبور ہو کر آپ کا ہاتھ چوم لیا یہ حرکت دیکھ کر حضرت قائداعظمؒ نے فرمایا ''لوگوں کو چاہیئے کہ وہ مجھے معمولی آدمی (عام انسان) تصور کریں۔ پیرو مرشد نہ سمجھ لیں۔ اس طرح لوگوں میں غلط اور تباہ کن طریقہ پر سر جھکانے کی عادت

Marfat.com

پڑ جاتی ہے جسے عرفِ عام میں شخصیت پرستی کہتے ہیں اور یہ مرض نقصان دہ اور ضرر رساں ہے اور اسلام میں ناروا اور ناجائز ہے۔

(روزنامہ انقلاب' بمبئی: 25' دسمبر 1945ء)

اسلام کی خاطر اکلوتی بیٹی سے قطع تعلق

21)۔ حضرت قائداعظمؒ کو اولاد کا سکھ اس لیے دیکھنا نصیب نہ ہوا کہ ماں کے انتقال کے بعد ان کی صاحبزادی ہمیشہ نانی کے پاس رہیں۔ باپ کی بڑی خواہش تھی کہ بیٹی کی شادی کسی مسلمان نوجوان سے ہو مگر جب بیٹی نے بمبئی کے ایک پارسی نوجوان نیول واڈیا سے شادی کرلی تو انہیں سخت صدمہ ہوا مگر ان کے قانونی اور مذہبی دماغ نے فوراً اس کا حل تلاش کر لیا۔ انہوں نے شرع کے مطابق اپنی اکلوتی چہیتی اور لاڈلی بیٹی سے ایسی علیحدگی اختیار کی کہ پھر اس کا منہ نہ دیکھا۔ یہاں تک کہ میت پر بھی اس کا سایہ نہ پڑا۔ دین چھوڑنے پر بیٹی ہی چھوڑ دی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ قائداعظمؒ کتنے راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔

(نواب صدیق علی خان)

اسلام مکمل آئین ہے۔ کیمونسٹ کو انتباہ

22)۔ حضرت قائداعظمؒ نے فرمایا کہ "ہماری بنیاد کی چٹان اور ہماری کشتی کا لنگر اسلام ہے۔ ذات پات کیا شیعہ سنی کا بھی کوئی سوال نہیں۔ ہم ایک ہیں اور ہمیں ہمیشہ ایک متحد قوم کے طریقے سے ہی آگے بڑھنا ہے۔ صرف ایک رہ کر ہی ہم پاکستان کو قائم رکھ سکیں گے۔ مَیں یہاں کیمونسٹ پارٹی کو بھی خبردار کرنا چاہتا ہوں۔ بہتر ہے کہ کیمونسٹ مسلمانوں پر ہاتھ نہ ڈالیں۔ ہمارے لیے اسلام ہی کافی وشافی ہے۔ یہی ہماری زندگی کا مکمل آئین ہے۔ ہمیں کسی نظام کی ضرورت نہیں۔

پنجاب مسلم سٹوڈنٹس یونین کے افتتاحی اجلاس سے خطاب۔ 19 مارچ 1944ء

حضرت قائداعظمؒ نے فرمایا۔ "اسلام صرف چند عبادات (عقائد کا نام نہیں بلکہ اسلام سیاسیات' معاملات' معاشرت اور اخلاق کا مجموعہ ہے۔ ہمیں ان سب کو ساتھ لے کر چلنا ہے۔

Marfat.com

آزادوطن۔ اسلامی اصولوں کی تجربہ گاہ

23)۔ حضرت قائداعظمؒ پاکستان ایک آزادوطن حاصل کرنے کا مقصد یہاں اسلامی تہذیب و ثقافت اور اسلامی اصولوں کا تجربہ کرنا تھا۔ وہ اسے اسلام کی تجربہ گاہ سمجھتے تھے۔ 25 جنوری 1948ء کو عید میلادالنبی ﷺ کے مبارک موقع پر کراچی ایسوسی ایشن کے استقبالیہ میں شریعت اسلامیہ پر تقریر کرتے ہوئے۔ قائداعظم نے فرمایا: "کون کہتا ہے کہ پاکستان کے آئین کی بنیاد شریعت پر نہیں ہوگی؟ جو لوگ ایسا کہتے ہیں وہ فسادی ہیں۔ ہماری زندگی میں آج بھی اسلامی اصولوں پر اسی طرح عمل ہوتا ہے جس طرح کہ تیرہ سو سال پہلے ہوتا تھا۔ اسلام نے جمہوریت دکھائی ہے۔ مساوات اور انصاف کا سبق دیا ہے۔ لہٰذا اسلامی اصول پر عمل ضروری ہے۔"

اسلامی ضابطہ قانون کے نفاذ کی خواہش

24)۔ 1942ء میں دہلی میں حضرت قائداعظمؒ کی کوٹھی پر ایک عالم دین منور دین ملنے کے لیے آئے تو اپنے ساتھ نمونے کے طور پر قرآن مجید کے احکامات کی تشریح کے چند اوراق بھی لائے اور وہ قائداعظم کو دکھائے۔ انہوں نے بتایا کہ مَیں نے قرآن مجید کے تمام واضح احکامات پر قوانین کی صُورت میں پچاس باب مرتب کیے ہیں اور ہر باب کا عنوان جدا ہے جس کے تحت متعلقہ آیات درج کی گئی ہیں اور ان سے قوانین اخذ کیے گئے ہیں۔ مثلاً نماز کے بارے میں احکام کتاب الصلوۃ میں اور زکوۃ کے بارے میں کتاب الزکوۃ وغیرہ وغیرہ۔

حضرت قائداعظمؒ نے فرمایا: "آپ کی یہ کوشش قابلِ قدر ہے۔ آپ نے بروقت ایک صحیح قدم اُٹھایا ہے جس کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی۔ اسلام زندگی کا مکمل ضابطہ دیتا ہے اور زندگی کے ہر مرحلہ میں ہر ایک مسلمان کی راہنمائی کرتا ہے۔ آپ کا کام قومی اہمیت کا حامل ہے۔ اگر میں کسی ملک کا سربراہ ہوتا تو قانون دانوں کی ایک کمیٹی مقرر کرکے آپ کی کتابوں پر اُن کی رپورٹ طلب کرتا اور پھر اس کمیٹی کی سفارش پر اس کو بطور ضابطہ قانون کے نافذ کر دیتا۔ فی الحال آپ اسلامی ملکوں کے سربراہوں کو ان کی ایک ایک کاپی بھیج دیں۔" (قائداعظمؒ' چند یادیں' چند ملاقاتیں' محمد شریف طوسی)

Marfat.com

واحد تمنّا۔ عالمِ اسلام کی سربلندی

25)۔ حضرت قائداعظمؒ نے آل انڈیا مسلم لیگ سے 21۔ اکتوبر 1939ء کو خطاب کے دوران اپنی واحد تمنا کا اظہار فرمایا۔

"میری زندگی کی واحد تمنا ہے کہ مسلمانوں کو آزاد و سربلند دیکھوں۔ مَیں چاہتا ہوں کہ جب مروں تو یہ یقین اور اطمینان لے کر مروں کہ میرا خُدا گواہی دے رہا ہو کہ جناح نے اسلام سے خیانت اور غداری نہیں کی اور مسلمانوں کی آزادی' تنظیم اور مدافعت میں اپنا فرض ادا کر دیا۔ مَیں آپ سے اس کی داد اور شہادت کا طلبگار نہیں ہوں۔ مَیں چاہتا ہوں کہ مرتے دم میرا اپنا دل۔ میرا اپنا ایمان میرا اپنا ضمیر گواہی دے کہ جناح تم نے واقعی مدافعت اسلام کا حق ادا کر دیا۔ جناح تم مسلمانوں کی تنظیم' اتحاد اور حمایت کا فرض بجالائے۔ میرا خُدا یہ کہے کہ بے شک تم مسلمان پیدا ہوئے اور کُفر کی طاقتوں کے غلبہ کے خلاف (پرچم) عَلَم اسلام کو بلند رکھتے ہوئے مسلمان مرے۔"

آخری الفاظ اللہ اور پاکستان

26)۔ ڈاکٹر ریاض علی شاہ' کرنل الٰہی بخش اور ڈاکٹر مستری جو حضرت قائداعظمؒ کے آخری لمحات میں ان کے پاس موجود تھے۔ سارے اس بات کے گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی واحد تمنا پوری کر دی۔ حالت نزع میں بے ہوشی کے عالم میں آپ کے لبوں پر دو ہی الفاظ تھے۔ "اللہ اور پاکستان۔"

Marfat.com

اصول پسندی

حضرت قائداعظمؒ بہت بڑے اصول پسند تھے اور انہوں نے کبھی اصولوں پر سودے بازی نہ کی۔ ان کی اصول پسندی ضرب المثل بن چکی تھی۔ چند مثالیں یہ ملاحظہ ہوں:

عدالتی اوقات کی پابندی کا اصول

1)۔ ایک اہم مقدمے میں مسٹر جناح اور سرچمن لال ایک دوسرے کے مقابل پیش ہو رہے تھے۔ دونوں وکیلوں میں سارا دن بحث مباحثہ جاری رہا تو جج مقدمے کی طوالت سے گھبرا گیا۔ شام کے ساڑھے چار بج گئے تو جج نے کہا کہ آپ بحث جاری رکھیں۔ میں سات بجے رات تک بیٹھنے کو تیار ہوں تاکہ کیس ختم ہو سکے۔ اس پر حضرت قائداعظمؒ نے فرمایا "جناب والا! عدالت کا وقت پانچ بجے شام تک ہے۔ اس کے بعد جنابِ والا یہاں اکیلے بیٹھے ہوں گے چونکہ پانچ بجے کے بعد ہم دونوں کی پیشہ ورانہ مصروفیات ہیں۔" چنانچہ گھڑی نے جونہی پانچ بجائے۔ جناح عدالت سے باہر نکل گئے۔

اصول پسندی کا انعام

2)۔ ایک دفعہ بمبئی میونسپل کارپوریشن کے صدر جیمز میکڈانلڈ ایک مقدمے کی کارروائی سننے کے لیے ہائیکورٹ آئے تو وکیلوں کی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد جب محمد علی جناح کمرہ عدالت میں داخل ہوئے تو ان کے بیٹھنے کے لیے کوئی کرسی خالی نہ تھی۔ آپ نے جیمز میکڈانلڈ سے وکلاء کی کرسی خالی کرنے کو کہا لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ محمد علی جناح نے عدالت کے منشی سے کہا کہ وہ کرسی خالی کروائے ورنہ میں ابھی جج سے شکایت کرتا ہوں۔ منشی میکڈانلڈ کے پاس گیا تو انہوں نے کرسی خالی کر دی لیکن وہ

Marfat.com

قائداعظمؒ سے بالکل ناراض نہ ہوئے بلکہ انہوں نے عدالت کے منشی سے قائداعظمؒ کا نام دریافت کیا اور کچھ ہی دنوں بعد ان کی اصول پسندی کے اعتراف کے طور پر ایک ہزار روپے ماہانہ کے معاوضے پر کارپوریشن کا قانونی مشیر مقرر کر دیا۔ یہ تھا ان کی اصول پسندی کا ثمر۔ (ہیکٹر بولا یتھو)

بے اصول صحافی کو باہر کا راستہ

3)۔ ٹائمز آف انڈیا کے ایک ایڈیٹر نے بے اصولی کی بدترین مثال پیش کرتے ہوئے مسلمانوں اور مسلم لیگ کے خلاف انتہائی توہین آمیز اداریہ لکھا تھا۔ عریبک کالج کے ایک جلسے میں قائداعظمؒ کی نظر اس پر پڑ گئی۔ انہوں نے جلسہ گاہ میں داخل ہوتے ہی اس ایڈیٹر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا آپ باہر تشریف لے جایئے۔ میں مسلم لیگ کے جلسے میں کسی ایسے آدمی کو نہیں دیکھنا چاہتا جس کا کوئی اصول نہ ہو۔ (محمد حنیف آزاد)

سیاست میں جدت' پروگرام میزبان کے ہاتھ میں

4)۔ 1941ء میں قائداعظمؒ پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے سالانہ جلسے کی صدارت کے لیے تشریف لائے تو نوجوانوں کے مہمان کی حیثیت سے زمیندار ہوٹل لاہور میں ٹھہرے۔ ان کا روزانہ پروگرام نوجوان ترتیب دے رہے تھے۔ ایک روز راجہ غضنفر علی خاں انہیں ملنے کے لیے آئے۔ راجا غضنفر علی قائداعظمؒ کے رفیق اور ہمدم تھے۔ مرکزی اسمبلی میں بھی قائداعظمؒ آزاد پارٹی کے لیڈر اور راجا غضنفر علی سیکرٹری تھے۔ قائداعظمؒ اتفاق سے موٹر کار سے اُتر رہے تھے۔ راجہ غضنفر علی باتیں کرتے ہوئے قائداعظمؒ کے کمرے تک آئے تو راجہ غضنفر علی نے کہا کہ "قائداعظمؒ میں آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔" قائداعظمؒ نے فرمایا کہ میں پنجاب سٹوڈنٹس فیڈریشن کا مہمان ہوں۔ میرا پروگرام نوجوانوں کے ہاتھ میں ہے۔ آپ ان سے وقت مقرر کیجئے۔" قائداعظمؒ کی اصول پسندی سے صوبے میں نوجوانوں کا سیاسی مرتبہ بلند ہوا۔ نوجوانوں کی قدر و منزلت ہوئی اور ان کا موثر سیاسی قوت کی حیثیت سے شمار ہونے لگا۔ اس سے پہلے کی سیاسی تاریخ میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی۔ (آفتاب احمد قریشی)

Marfat.com

ایک دن کیلئے شاگرد کے جونیئر

5)- بیرسٹر سیّد محمد حُسین کو قائداعظمؒ کا جونیئر وکیل ہونے کا شرف حاصل تھا اور وہ کونسل آف اسٹیٹ کے رکن کی حیثیت سے بھی قائداعظمؒ کے ساتھی تھے۔ ایک بار بھوپال میں ایک مقدمے میں جب قائداعظمؒ گاڑی لیٹ ہونے کی وجہ سے مقررہ وقت پر نہ پہنچ سکے تو بیرسٹر سیّد محمد حُسین نے ان کا جونیئر ہونے کی وجہ سے مجبوراً ان کی جگہ بحث شروع کر دی۔ جب کچھ دیر بعد قائداعظمؒ عدالت میں پہنچے تو ان کو دیکھتے ہی بیرسٹر محمد حُسین نے اپنی بحث بند کر دی اور اپنی جگہ بیٹھتے ہوئے کہا "معاف کیجئے جناب! آپ کی عدم موجودگی میں مجھے بحث کا آغاز کرنا پڑا۔ اب آپ اپنی جگہ سنبھالیے۔ سینئر وکیل آپ ہیں۔" اس موقع پر قائداعظمؒ نے فرمایا: "نہیں محمد حُسین! یہ اس پیشے کے آداب کے خلاف ہے۔ آپ بحث جاری رکھیے۔ آج آپ کی حیثیت سینئر وکیل کی رہے گی اور میری جونیئر کی۔ مقدمے کی کارروائی کے اختتام پر قائداعظمؒ نے فیس بھی جونیئر وکیل ہی کی وصول کی۔

(محقق قائد۔ رضوان احمد۔ روزنامہ جنگ: 2 نومبر: 1980ء)

ایک نئی روایت۔ دیر سے ملنے والا چندہ بھی واپس

6)- قیامِ پاکستان سے قبل محمد علی جناح نے مسلم لیگ کے لیے چندے کی اپیل کی اور اس کے لیے تاریخ مقرر کر دی۔ سیکرٹریٹ میں ملازم میرے ایک دوست نے چندہ جمع کرنا شروع کیا تو تاریخ گزر چکی تھی۔ اس خیال سے انھوں نے رقم منی آرڈر کر دی کہ دو تین روز کی دیری سے کیا فرق پڑتا ہے۔ قائداعظمؒ نے چندے کی رقم واپس کر دی کہ وقت گزر چکا ہے۔ سیاسی تاریخ میں چندے کی واپسی کی شاید یہ واحد مثال ہوگی۔

(یارانِ مکتب از بیدار ملک)

Marfat.com

اقرباپروری کی مخالفت

کنبہ پروری دوست نوازی

حضرت قائداعظمؒ اقرباپروری کے سخت مخالف تھے۔ آپ رشتہ داروں کو مفاد پہنچانے۔ عزیز و اقارب اور دوستوں کو نوازنے کو بددیانتی اور بے اصولی سمجھتے تھے اور اسے رشوت ہی گردانتے تھے۔ آپ صرف میرٹ اور انصاف پر یقین رکھتے تھے۔ چند مثالیں ہی کافی ہیں۔

سگے بھائی کو پہچاننے سے انکار

1)۔ قائداعظمؒ کے اے۔ڈی۔سی جنرل گل حسن لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ان کا بھائی ملنے آیا۔ اس نے مجھے اپنا وزٹنگ کارڈ دیا جو میں نے جا کر قائداعظمؒ کو دے دیا۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ مَیں نے کہا کہ آپ کے بھائی ہیں۔ قائداعظمؒ نے پُوچھا کیا اس نے پہلے سے وقت لیا تھا۔ مَیں نے کہا "جی۔ نہیں۔"

قائداعظمؒ نے فرمایا "اسے کہو "گیٹ آؤٹ" یعنی باہر نکل جاؤ۔ مَیں دروازے کی طرف مُڑا تو بلایا اور کارڈ میرے ہاتھ سے لے کر سُرخ پینسل سے کارڈ پر سے قائداعظمؒ کا لفظ کاٹا پھر گورنر جنرل آف پاکستان کے بھائی کا لفظ کاٹا اور کہا "اسے کہو کہ کارڈ پر صرف اپنا نام لکھے۔ میرے یا گورنر جنرل پاکستان کے عہدے سے ناجائز فائدہ اُٹھانے کی کوشش نہ کرے۔" مَیں نے کارڈ لے جا کر واپس ان کے بھائی کو دیدیا اور وہ پھر واپس نہ آیا۔

(ضیاء شاہد۔ نوائے وقت۔11 ستمبر1980ء)

بھانجے کو پرائیوٹ وکالت کی اجازت سے انکار

2)۔ حضرت قائداعظمؒ کے بھانجے بیرسٹر پیر بھائی بمبئی میں وکالت کرتے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد کراچی آئے۔ قائداعظمؒ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے پوچھا "کب تک ٹھہرو گے؟"

Marfat.com

پیر بھائی بولے۔ میں کراچی میں سکونت اختیار کرنا چاہتا ہوں۔ قائداعظمؒ نے کہا کہ میری قرابت داری کی وجہ سے تمہاری اہلیت اور ہماری ضرورت کے باوجود تمہیں کوئی عہدہ نہیں دیا جاسکتا۔ پیر بھائی نے کہا۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں ملازمت کا خواہشمند نہیں ہوں۔ الگ تھلگ وکالت کروں گا۔ قائداعظمؒ نے کہا۔ مجھے معلوم ہے کہ تم ایک اچھے وکیل ہو لیکن میرے احترام کی وجہ سے اہلِ مقدمہ اور عدالتوں کا تمہارے حق میں جھکاؤ خارج از امکان نہیں۔ لہٰذا میں تمہیں وکالت کا مشورہ نہیں دے سکتا۔ پیر بھائی اپنے ماموں جان کی مشفقانہ نصیحت سن کر بمبئی واپس چلے گئے جہاں انہوں نے وکالت میں بڑا نام پیدا کیا۔ اب ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ سپریم کورٹ آف انڈیا میں مجاہد دکن محمد قاسم رضوی کا مقدمہ آپ نے لڑا تھا۔ (ہمارے قائد)

ذاتی دوست کو جائز کام کیلئے ٹکا سا جواب

3)۔ آر ایس مہاٹا کراچی کے ایک مشہور صنعتکار اور قائداعظمؒ کے دوست تھے۔ انہوں نے ساحل سمندر پر اپنی بیمار بیوی کیلئے ایک مکان تعمیر کروایا تھا۔ جہاں قیام پاکستان کے بعد وزارتِ خارجہ کا دفتر قائم ہوا۔ مسٹر مہاٹا اس مکان کو خالی کروانا چاہتے تھے اور اس سلسلے میں ہر کوشش کر رہے تھے۔ 15 اگست 1947ء کو گورنر جنرل ہاؤس میں دی گئی پارٹی میں وہ بھی شریک تھے۔ قائداعظمؒ تھوڑی دیر کیلئے باہر تشریف لائے مسٹر مہاٹا اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ سامنے ہی کھڑے تھے۔ قائداعظمؒ ان سے جاکر ملے اور باتیں کیں۔ مسٹر مہاٹا نے موقع غنیمت جانا اور مہاٹا پیلس کی واگزاری کیلئے ان سے مداخلت کرنے کو کہا۔ مسٹر مہاٹا بہت بڑے صنعتکار ہی نہیں تھے جن کی پاکستان کو ضرورت تھی۔ وہ قائداعظمؒ کے ذاتی دوست بھی تھے۔ انہیں قائداعظمؒ نے صاف جواب دے دیا کہ میں آئین اور دستور کے تحت ایسی کوئی مداخلت نہیں کر سکتا۔ آپ وزارتِ خارجہ سے بات کریں۔ مسٹر مہاٹا نے بہت زور مارا لیکن قائداعظم کا ایک ہی جواب تھا۔

(چودھری نذیر احمد خار

مسلم ادارے کے ساتھ کسی شخص کا نام بھی برداشت نہیں

4)۔ بمبئی مسلم لیگ کے ایک پُرجوش کارکن حسین بیگ محمد جو قائداعظمؒ کے ایک دوست

Marfat.com

کے بیٹے تھے اور قومی کاموں میں پیسے سے 'بات سے' زبان سے ہر طرح دلچسپی لیتے تھے۔ بمبئی کے مضافات میں ایک جگہ ماتھیراں ہے۔ وہاں مسلمان بچوں کی تعلیم کے لیے قائداعظمؒ نے ایک ہی اسکول قائم کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ اس کی تکمیل انہوں نے بڑے چاؤ سے حسین بیگ محمد کے سپرد کی۔ جنہوں نے نہ صرف یہ اسکول قائم کردیا بلکہ اس کے تمام اخراجات خود اُٹھانے کا منصوبہ بنایا اور اسے لے کر قائداعظمؒ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا کہ سکول تو اللہ کا شکر ہے چل نکلا ہے اس سلسلے میں میرے ذہن میں ایک تجویز ہے کہ سکول کا سارا خرچہ میں اُٹھاؤں صرف سکول ہمارے فیملی نام کے ساتھ موسوم کردیا جائے یعنی بیگ محمد سکول' حضرت قائداعظمؒ نے جواب دیا "حسین۔ آپ میرے دوست کے بیٹے ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ مَیں آپ کے ساتھ متفق نہیں ہوں کیونکہ مجھے اور ہر ذی رُوح کو جو اس دُنیا میں ہے اسے ایک نہ ایک دن مرنا ہے۔ مَیں آپ کی پیش کش اس لیے قبول نہیں کر رہا کہ میں کسی بھی مسلم ادارے کے ساتھ کسی فرد کا نام لگانا پسند نہیں کرتا۔ اسی بنیاد پر میں نے کراچی میں عبداللہ ہارون جم خانہ کی افتتاحی رسم ادا کرنے سے انکار کردیا تھا۔

Marfat.com

امن پسندی

صلح جوئی   امن و امان

ہمارے پیارے رسول ﷺ امن کے علمبردار تھے۔ ہمارا دین اسلام امن و آشتی کا مذہب ہے جس کے معنی ہی امن کے ہیں۔ ان کے پیروکار محمد علی جناح بھی انتہائی امن پسند تھے۔ یہ واحد راہنما تھے جنھوں نے اپنی تمامتر جدوجہد آزادی کو مستقل طور پر قانون اور آئین کے دائرے میں رکھا۔ انہوں نے ایک دن جیل جائے بغیر۔ ایک گھنٹے کی بھوک ہڑتال کے بغیر' کسی تشدد کے بغیر' آگ لگانا تو ایک طرف ماچس کی ایک تیلی جلائے بغیر۔ کسی توڑپھوڑ اور سَر پھٹول کے بغیر کسی مخالف کی نکسیر تک پھوڑے بغیر بلکہ کسی حریف کا دامن جھنجھوڑے بغیر اتنا بڑا معرکہ سَر کر لیا۔ ایک قوم بنائی۔ ایک ملک بنایا پھر دونوں کو آزادی لے کر دی لیکن دستور تو کجا کسی معمولی قانون اور ضابطے کی ایک شق کی بھی خلاف ورزی نہ کی۔ اسے کہتے ہیں بے مثال قیادت کا کمال اور امن پسندی کا ثمر۔

حفظ ماتقدم ہتھیار جمع کرنے سے انکار

1)۔ عبوری حکومت کے وزیر خاں لیاقت علی خاں کے سیکرٹری ممتاز حسن کو جو سول سروس کا وسیع تجربہ رکھتے تھے۔ ہندو خاص کر سکھوں کے مذموم عزائم کی رپورٹیں ملیں کہ وہ تقسیم کے موقع پر وسیع پیانے پر مسلمانوں کے قتل عام کے منصوبے بنا رہے تھے اور ان مقاصد کے لیے اسلحہ وغیرہ بھی جمع کر رہے تھے۔ حالات کی سنگینی کے پیش نظر انہوں نے خاں لیاقت علی خاں سے بات کی انہوں نے حضرت قائداعظمؒ کو بتایا کہ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ ہندو خاص طور پر سکھ خفیہ طریقے سے ہتھیار جمع کر رہے ہیں۔ ان کے ارادے ٹھیک نہیں کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ مسلم لیگ کو صورتِ حال سے خبردار کر دیا جائے کہ ہمارے رضاکار کسی کو نہ چھیڑیں لیکن محتاط رہیں۔ قائداعظمؒ یہ سن کر بہت برہم

Marfat.com

ہوئے اور کہا "نہیں نہیں۔ میں اس تجویز کی حمایت نہیں کرتا۔ کیا تم لوگ مجھے منافق سمجھتے ہو کہ ایک طرف تو صلح کی اپیل کروں اور دوسری طرف تمہارے لیے ہتھیاروں کا بندوبست کروں اور اپنے لوگوں سے کہوں کہ وہ امن تباہ کرنے کی تیاری کریں۔ میں ہرگز ہرگز کسی ایسی تحریک کی حمایت نہیں کر سکتا۔ خواہ مسلمانوں کی طرف سے یا غیر مسلموں کی طرف سے میں یہ نہیں کر سکتا اور نہ کبھی کروں گا۔"

(مضمون قائداعظم کی یادگار۔ پاکستان از ممتاز حسن) (قائداعظم کو نذرانہ عقیدت۔ صفحہ: 146)

انشاءاللہ ایک قطرہ خون نہیں بہے گا

2)۔ مطلوب الحسن سیّد بیان کرتے ہیں کہ 1940ء میں محمد علی روڈ بمبئی کے کنارے پیدل جا رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ ایک لڑکے نے جس کی عمر شاید دس برس ہو گی کسی چیز سے ٹھوکر کھائی اور گر پڑا۔ گرنے سے اس کے سر میں چوٹ آئی اور خون بہنے لگا وہاں سے ایک نوجوان گزر رہا تھا۔ اس نے اس لڑکے کو ملامت کی اور کہا کہ مسلمان ہو کر ذرا سا خون بہنے پر روتا ہے۔ لڑکے نے کہا کہ میں اس لیے نہیں روتا کہ خون بہہ گیا بلکہ اس لیے روتا ہوں کہ یہ ضائع جا رہا ہے۔ میں نے تو یہ خون پاکستان حاصل کرنے کے لیے رکھ چھوڑا ہے۔ جب میں نے یہ واقعہ قائداعظمؒ کو سنایا تو ان پر بہت اثر ہوا۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہمارے مخالفوں کو عقل آ گئی اور ان کی نیتوں میں فتور نہ ہوا تو انشاءاللہ ایک قطرہ بھی خون بہنے کی نوبت نہیں آئے گی اور اگر انہوں نے ہٹ دھرمی سے کام لیا تو خون دونوں طرف سے بہے گا۔ مجھے امید ہے کہ پاکستان کے مخالف بھی یہ نہیں چاہیں گے کہ خون بہے۔ (مطلوب الحسن سیّد اخبار جہاں کراچی، 8 تا 14 ستمبر 1986ء)

تلوار صرف دفاع کا ہتھیار

3)۔ 1943ء میں جب قائداعظمؒ بلوچستان کے دورے پر گئے تو اس موقع پر انہیں احمد شاہ ابدالی کی تلوار جس کے نقرئی دستے پر ایک طرف نصر من اللہ و فتح قریب اور دوسری جانب کلمہ شہادت کندہ تھا۔ بلوچستان کی طرف سے پیش کی گئی۔ قائداعظمؒ نے اہل بلوچستان کی بیداری پر اظہارِ مسرت کرتے ہوئے فرمایا۔ یہ تلوار جو آپ نے مجھے عطا کی ہے صرف حفاظت کے لیے اُٹھے گی۔ (اردو ڈائجسٹ۔ نومبر 1987ء)

Marfat.com

بہادری

جرأت　　　دلیری　　　شجاعت

بے شک اس کائنات میں رسول پاک ﷺ ہی سب سے زیادہ بہادر، شجاع، دلیر اور جرأت مند شخصیت تھے۔ آپ ﷺ سے بڑھ کر جرأتِ اظہار کسی کو نصیب نہیں ہوئی کیونکہ آپ ﷺ حق پر تھے اور خُدا آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ محمد علی جناح آپ ﷺ کے ادنیٰ غلام اور اُمتی تھے اُن کو آپ ﷺ کی شخصیت اور سیرت سے ماسوائے خُدا سے کسی سے نہ ڈرنے کا سبق ملا تھا جس کا اظہار ان کی زندگی کے مطالعے سے قدم قدم پر ظاہر ہوتا ہے۔ سوائے خوفِ خُدا کے انہیں کسی کا خوف نہ تھا۔

پاکستان کیلئے جان بھی حاضر

1)۔ قائداعظمؒ نے یہ پختہ عزم کر رکھا تھا کہ وہ پاکستان قائم کر کے دم لیں گے۔ خواہ انہیں کتنی قربانی دینی پڑے۔ جب 23 مارچ 1940ء کو لاہور میں قراردادِ پاکستان منظور ہوئی تو متعصب ہندوؤں نے افواہ پھیلادی کہ قائداعظمؒ کو لاہور میں قتل کر دیا جائے گا۔ جب یہ خبر ان تک پہنچی تو آپ نے کہا میں لاہور ضرور جاؤں گا خواہ مجھے جان ہی کیوں نہ دینی پڑے۔ میں پاکستان کے لیے اپنے خُون کا آخری قطرہ تک بہادوں گا۔ چنانچہ وہ بلاخوف و خطر قراردادِ پاکستان کی منظوری سے چند روز قبل لاہور آ گئے۔

بلاخوف جج کے مُنہ پر نان سینس کہہ دیا

2)۔ مشہور بیرسٹر کے ایل۔ گابا سے روایت کے مطابق ایک مرتبہ قائداعظمؒ اپنے موکلوں کے ساتھ عدالت میں تشریف لائے تو جج کے رویئے سے مطمئن نہ ہوئے اور اپنے موکلوں

Marfat.com

سے کہا۔ "نان سینس، فضول باتیں کر رہا ہے۔" اتفاق سے یہ فقرہ جج نے سُن لیا اور چراغ پا ہو گیا۔ جج نے کہا۔ "جو کچھ آپ نے ابھی کہا تھا۔ اسے ذرا میرے سامنے دُہرائیں۔" قائداعظمؒ نے بلاخوف اور لگی لپٹی رکھے بغیر صاف صاف کہہ دیا۔ "مَیں نے کہا تھا نان سینس۔" اور یہ کہہ کر عدالت سے واک آؤٹ کر گئے۔

مَیں بیرسٹر ہوں ایکٹر نہیں

3)۔ کراچی میں جسٹس ای سی وائلڈ اور جسٹس آر۔ بی۔ ملن پر مشتمل ایک ڈویژن بنچ بڑے پیر صاحب پگاڑا کی سزا کے خلاف اپیل سُن رہا تھا۔ مسٹر جناح پیر صاحب کی طرف سے دلائل دے رہے تھے۔ جسٹس ملن نے کہا۔ "مسٹر جناح! ذرا اونچا بولیے میں آپ کو سُن نہیں سکتا۔" قائداعظمؒ نے جواب دیا۔ "جناب والا! مَیں بیرسٹر ہوں۔ ایکٹر نہیں ہوں۔"
(قائداعظمؒ کی زندگی کے چند پہلو)

قاتلانہ حملے میں بھی پُرسکون

4)۔ حضرت قائداعظمؒ پر قاتلانہ حملے کی پہلی کوشش اس وقت ہوئی جب دہلی کے امپیریل ہوٹل میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس جاری تھا کہ باہر خاکسار جمع ہو گئے اور ایک خاکسار ہوٹل کی سیڑھیاں چڑھ کر حملے کی نیت سے ہال کی طرف بڑھا۔ قائداعظمؒ کے جانثار ساتھی سردار عبدالرب نشتر نے اپنی عمر، اپنے عہدے اور اپنے مرتبے کا خیال کیے بغیر آگے بڑھ کر حملہ آور کو زور سے دھکا دیا۔ وہ خاکسار لڑھکتا ہوا سیڑھیوں سے نیچے جا گرا۔ پھر پولیس نے خاکساروں کو درہم برہم کر دیا۔ اس دوران حضرت قائداعظمؒ بالکل پُرسکون رہے اور بالکل خوفزدہ نہ ہوئے۔

بڑھاپے میں خنجر بردار نوجوان پر خالی ہاتھ قابو پالیا

5)۔ مسٹر جناح چھریرے بدن کے آدمی تھے اور انہیں دیکھ کر خیال ہوتا تھا کہ آہستہ سے چھونے پر بھی وہ اپنا توازن کھو دیں گے لیکن یہ اندازہ صحیح نہ تھا۔ اگرچہ وہ نحیف ولاغر نظر آتے تھے تاہم وہ مضبوط اور دلیر تھے۔ جب وہ ستر سال کی عمر کو پہنچ رہے تھے اور اس مسلسل کام سے نڈھال ہو گئے تھے جو ایک جوان سال آدمی کی بھی کمر توڑ دیتا۔ انہیں ایک

Marfat.com

نوجوان کے اچانک خنجر کے حملے کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کا نام رفیق صابر تھا اور یہ واقعہ مسٹر جناح کے مکان پر بمبئی میں جولائی 1943ء کے آخری ہفتے میں پیش آیا۔

یہ نوجوان قتل کے ارادے اور مقصد سے مسٹر جناح سے ملنے آیا تھا۔ یہ دیکھ کر کہ آس پاس کوئی نہیں ہے۔ اس نے تیزی سے اپنا چاقو نکالا اور قائداعظمؒ کی طرف لپکا۔ قائداعظمؒ کو خدا نے بڑی حاضر دماغی عطا کی تھی۔ اسی وقت اپنا لمبا بازو بڑھا کر قاتل کی کلائی کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور اپنی پوری طاقت سے گرا کر اپنے نیچے دبا لیا۔ پھر انہوں نے اپنے پرائیوٹ سیکرٹری اے۔ وائی۔ سید کو جو ساتھ کے کمرے میں تھے۔ آواز دی۔ مجرم کو گرفتار کر لیا گیا اور عدالت نے اسے ایک بزرگ شخص پر حملہ کرنے کی پاداش میں سزا دی جس کا وہ یقیناً مستحق تھا۔

قائداعظمؒ نے مجھے بتایا کہ اس پورے قاتلانہ حملے کے دوران انہوں نے اپنا سکون و اطمینان قائم رکھا اور اس طرح عمل کیا کہ گویا کوئی قابلِ ذکر بات نہ ہوئی ہو۔ انہوں نے سب پر ثابت کر دیا کہ واقعی وہ ایک بہادر انسان تھے اور اپنی بڑی عمر کے لحاظ سے مضبوط اور طاقتور بھی تھے۔ (ایم۔ایچ۔اصفہانی)

لوگوں کا خیال تھا کہ اس حملہ آور کا تعلق بھی خاکسار تحریک سے تھا لیکن قائداعظمؒ نے اسے اس کا انفرادی فعل قرار دیا تاکہ مسلم لیگ کے جانثار مشتعل نہ ہو جائیں اور ہندوستان بھر میں خاکساروں کے خلاف ان کی انتقامی کارروائی سے مسلمانوں کا اتحاد اور قوت ختم نہ ہو جائیں۔

Marfat.com

برداشت

بُردباری تحمل حلم درگزر

اسلام برداشت، حلم، بردباری، تحمل اور درگزر کا دین ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ''مومن غصہ پینے والے ہوتے ہیں۔'' (العمران۔134)

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاک خُود سب سے زیادہ حلیم اور درگزر کرنے والے تھے۔ ایسی صفات نہایت عالی ظرف اور بلند حوصلہ شخصیات میں ہی پائی جاتی ہیں۔ یہ سارے اوصاف قائداعظمؒ کی شخصیت میں بھی بدرجہ اُتم موجود تھے۔

ملازم کی ڈانٹ بھی برداشت

1)۔ حضرت قائداعظمؒ کی طبیعت میں برداشت اور درگزر کا مادہ اتنا زیادہ تھا کہ اپنے ملازمین تک کی تلخ ترش لیکن سچی باتیں سُن کر بھی بدمزہ نہ ہوتے۔ ان کا ایک ملازم عبدالکریم تڑنگا تھا جس کی بڑی بڑی مُونچھیں تھیں۔ قائد اس کی تعریف کرتے نہ تھکتے۔ کہتے تھے بڑے سلیقے سے کام کرتا ہے۔ ایک روز میں ان کے پاس تھا۔ کچھ خط و کتابت کا کام تھا۔ اتنے میں عبدالکریم سونے کی ایک گھڑی لے کر آیا اور اس نے بڑی بدتمیزی سے قائداعظمؒ کے سامنے تقریباً پٹختے ہوئے کہا ''دیکھو جی! آئندہ کبھی ایسی حرکت مت کرنا۔ تم نے کوٹ میں گھڑی چھوڑدی تھی۔ مَیں دھوبی کو کوٹ دے دیتا تو میرا نام بدنام ہوتا۔''

وہ قائداعظمؒ کو ڈانٹ ڈپٹ کر چلا گیا تو مَیں نے کہا۔ ''بہت بدتمیز ہو گیا ہے۔'' مگر قائداعظمؒ بالکل خفا نہیں ہوئے۔ فرمانے لگے۔ ''کیوں بدتمیز کیوں ہے؟ اس نے غلطی پر سرزنش کی ہے۔ اس میں بدتمیزی کا کیا سوال؟

(مطلوب الحسن سید)

Marfat.com

مخالف سیاسی راہنما کی جان کی حفاظت

2)۔ اسلامیہ کالج لاہور کی وسیع و عریض گراؤنڈ میں تقریر سننے کے لیے تقریباً ڈھائی لاکھ مسلمان جمع تھے اور میری ڈیوٹی اسٹیج کی پُشت پر تھی۔ قائداعظمؒ نے تقریر شروع کی تو قریبی مسجد سے اذان کی آواز سُنائی دی۔ حاضرین جلسہ حیران تھے کہ اس وقت کسی نماز کا وقت نہ تھا۔ آخر اس بے وقت کی نماز کا مطلب کیا؟ تھوڑی دیر بعد جلسہ گاہ کے ایک کونے سے خاکسار تحریک کے ایک بانی نمودار ہوئے اور آہستہ آہستہ اسٹیج کی طرف بڑھنے لگے۔ ان کی آمد سے جلسے میں شور مچ گیا جو بعد میں طوفانِ بدتمیزی اختیار کر گیا۔ علامہ مشرقی اسی طوفان کے بہاؤ پر بہتے بہتے اسٹیج پر قائداعظمؒ کے قریب پہنچ گئے۔ ان کے اس فعل نے عوام کو اتنا مشتعل کر دیا کہ لوگ اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے اور انہوں نے اسٹیج پر سے علامہ مشرقی کو گھسیٹنا شروع کر دیا۔ اسلامیہ کالج کے پرنسپل عمر حیات ملک قائداعظمؒ کے قریب بیٹھے ہوئے تھے۔ لوگوں کو قائداعظمؒ پر خاکسار کا حملہ یاد تھا۔ حاضرین جلسہ نے علامہ مشرقی کو گھسیٹ کر ہاتھوں پر اُچھالنا شروع کر دیا مگر اس وقت میرے قائد نے انتہائی بردباری اور صبرو تحمل کا ثبوت دیا۔ عمر حیات ملک سے مخاطب ہو کر بولے۔ "دیکھیے مسٹر ملک! علامہ مشرقی کو بحفاظت گھر تک پہنچنا چاہیے۔"

اگر قائداعظمؒ اس لمحے جذباتی ہو جاتے تو علامہ مشرقی کا اس مشتعل ہجوم سے زندہ بچ کر جانا ایک معجزہ ہوتا لیکن اس صُورت میں مسلمان قوم میں باہمی فسادات سے ان کا اتحاد پارہ پارہ ہو جاتا اور ان کی آزادی کا خواب ادھورا رہ جاتا۔ (ضیاء الحق)

ان کی در گزر کے آگے اختلاف نے ہتھیار ڈال دیئے

3)۔ ایک مرتبہ قائداعظمؒ قاضی محمد عیسیٰ کے بنگلے پر مقیم تھے کہ خاکساروں کا ایک دستہ ان کے بنگلے پر آیا۔ وہ باوردی اور بیلچوں سے مسلح تھے۔ پہلے تو وہ قاضی عیسیٰ کے بنگلے کے سامنے کچھ دیر تک پریڈ کرتے رہے۔ پھر انہوں نے قاضی عیسیٰ کو اطلاع دی کہ وہ قائداعظمؒ سے ملنا چاہتے تھے اور وہ اس پر بضد تھے۔ اس وقت قاضی عیسیٰ کے ذہن میں وہ واقعات تھے کہ جب بمبئی میں ایک خاکسار نے قائداعظمؒ پر قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ قاضی

Marfat.com

عیسیٰ نے بتایا کہ وہ اس صُورتِ حال پر خاصے پریشان تھے۔ پہلے تو انہوں نے ٹالنے کی بہت کوشش کی مگر خاکسار نہ مانے تو انہوں نے قائداعظمؒ کو اطلاع دی۔ بابائے ملت بھی باہر شور سُن کر دروازہ پر آ گئے تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ ان کا مقصد کیا ہے؟ قاضی صاحب نے کہا کہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں اور مقصد نہیں بتاتے۔ اس پر قائداعظمؒ ملاقات کے کمرے میں آئے اور قاضی صاحب سے کہا کہ انہیں بلا لیں۔ اس وقت قائداعظمؒ اور قاضی عیسیٰ صرف دو آدمی تھے۔ قاضی عیسیٰ نے بتایا کہ مَیں سخت پریشان تھا اور قائداعظمؒ کی جرأت و شجاعت پر حیران بھی مگر مَیں نے تہیہ کر لیا تھا کہ اگر خدانخواستہ ان خاکساروں نے کوئی حرکت کی تو قائداعظمؒ کو بچانے کے لیے اپنی جان قربان کردوں گا۔ قائداعظمؒ کے حکم کے مطابق قاضی صاحب نے خاکساروں کو اندر بلا لیا اور خُود قائداعظمؒ کے قریب کھڑے ہو گئے۔ خاکسار ملاقات کے کمرے میں داخل ہوئے۔ ایک قطار میں کھڑے ہو کر فوجی طریقے سے سلامی دی۔ ان کے سالار نے آگے بڑھ کر دو زانو ہو کر اپنا بیلچہ قائداعظمؒ کو پیش کیا اور کہا "ہمارے قائد کا حکم ہے کہ ہم آپ کی خدمت میں بیلچہ پیش کریں۔ ہم اسی لیے آئے ہیں۔ اسے قبول فرمائیں۔ قائداعظمؒ نے بیلچہ لے لیا۔ خاکسار لیڈر نے سلامی دی اور اپنے دستہ کے ہمراہ واپس چلا گیا۔ یہ حضرت قائداعظمؒ کے تدبر کو سلام اور ان کی بردباری کا انعام تھا کہ اختلاف نے درگزر اور برداشت کے آگے ہتھیار ڈال دیے تھے۔

Marfat.com

پابندیِ وقت

ٹائم ٹیبل　　وقت کی قدر و قیمت　　نظام الاوقات

دیر سے آنے والے وزیر اعظم کو کرسی سے انکار

1)۔ مجھے قائد اعظمؒ کے ایک جانثار سپاہی نے بتایا کہ قیامِ پاکستان کے کچھ عرصہ بعد سٹیٹ بنک کا افتتاح ہوا۔ قائد اس تقریب میں مہمانِ خصوصی تھے۔ وہ ٹھیک وقت پر تشریف لائے لیکن وزراء اور سرکاری افسران ابھی تک تقریب گاہ میں نہیں پہنچے تھے۔ ان میں قائد ملت لیاقت علی خاں بھی شامل تھے۔ اگلی رو کی کئی کرسیاں جو وزرائے کرام اور بڑے افسران کے لیے مخصوص تھیں۔ خالی پڑی تھیں۔ یہ دیکھ کر قائد اعظمؒ کے چہرے پر سرخی سی دوڑ گئی۔ انہوں نے کارروائی شروع کرنے کا حکم دے دیا۔ اس کے ساتھ ہی فرمایا کہ تقریب گاہ میں موجود تمام خالی کرسیاں اٹھالی جائیں تاکہ جو حضرات بعد میں آئیں انہیں کھڑا رہنا پڑے۔ اس طرح انہیں آئندہ وقت کی پابندی کا خیال رہے گا۔ حکم کی تعمیل ہوئی۔ تقریب شروع ہونے کے تھوڑی دیر بعد جناب لیاقت علیخاں تشریف لے آئے۔ ان کے ساتھ دوسرے چند وزراء بھی تھے لیکن کسی شخص کو ان کے لیے کرسی لے کر آنے یا انہیں اپنی کرسی پیش کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ تقریب کے دوران سارا وقت لیاقت علیخاں اور ان کے ساتھی کھڑے رہے۔ ان کا مارے شرمندگی اور ندامت کے برا حال تھا۔ قائد اعظمؒ روانہ ہونے لگے تو ان حضرات نے دیر سے آنے پر بڑی معذرت کی۔ اس واقعہ کے بعد کسی بڑے سے بڑے شخص کو یہ جرأت نہ ہو سکی کہ وہ تقریب میں دیر سے آئے۔ (نقوش قائد اعظمؒ از پروفیسر رحیم بخش شاہین)

Marfat.com

ایک نیا سبق وقت سے پہلے پہنچنا بھی اچھا نہیں

2)۔ ایک دفعہ لاہور کے شالیمار باغ میں مسلم لیگی کارکنوں کی طرف سے چائے پارٹی کا اہتمام کیا گیا۔ قائداعظمؒ حسبِ معمول پنجاب مسلم لیگ کے صدر اور بہت ہی مخلص کارکن نواب ممدوٹ کے ہاں ممدوٹ ولا میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ پارٹی میں شرکت کے لیے جب قائداعظمؒ ممدوٹ ولا سے روانہ ہوئے تو نواب ممدوٹ نے کار خُود چلائی۔ شالیمار جب ایک فرلانگ رہ گیا تو قائد نے اپنی گھڑی پر نظر ڈالی اور فرمایا "نواب صاحب! مقررہ وقت میں ابھی پانچ منٹ باقی ہیں۔ نواب ممدوٹ نے کہا۔ "سر ہیں تو سہی۔" قائداعظمؒ نے کہا "آپ گاڑی یہیں روک لیجیے۔ چند منٹ انتظار کرتے ہیں۔ دیر سے جانے کی طرح پہلے پہنچنا بھی اچھا نہیں۔"

طلباء کو سبق آپ کا وقت ختم ہو گیا

3)۔ کچھ طلباء نے قائداعظمؒ سے اپنے ساتھ تصویر کھنچوانے کی درخواست کی جو انہوں نے منظور کر لی۔ طلباء کو وقت دے دیا گیا اور وہ گورنر جنرل ہاؤس پہنچ گئے لیکن دفتری کارروائی میں کچھ دیر لگی۔ جب وہ اندر پہنچے تو ذرا دیر ہو چکی تھی۔ فوٹوگرافر نے گروپ ترتیب دے لیا تو قائداعظمؒ اندر سے مسکراتے ہوئے تشریف لائے۔ طلباء بہت خُوش ہوئے اور کہنے لگے "جناب! ہم آپ کے ممنون ہیں۔" قائداعظمؒ نے مسکرا کر گھڑی دیکھتے ہوئے کہا "مجھے افسوس ہے کہ آپ کو دیا ہوا وقت ختم ہو گیا۔" اس واقعہ کے شاہد فوٹوگرافر شیخ حامد محمود لکھتے ہیں کہ یہ کہہ کر قائداعظمؒ اُلٹے پاؤں واپس چلے گئے۔ وہ ناراض نہیں تھے لیکن طلباء کو ایک سبق ضرور دینا چاہتے تھے۔ (چند یادیں۔ چند باتیں)

سیاسی تربیت عوامی جلسے بروقت ختم کریں

4)۔ 1944ء میں پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کا سالانہ اجلاس تھا۔ رات کے جلسہ میں قائداعظمؒ تشریف لائے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ جلسہ رات کتنی دیر تک ہو گا؟ اس زمانے میں رات بھر کے جلسے کی روایت تھی جو جلسہ آدھی رات کو ختم ہو جاتا اسے ناکام سمجھا جاتا تھا۔ مقررین سامعین کو سامنے بٹھا کر شب بھر نغمہ سرائی کرتے اور ان کے

Marfat.com

جذبات میں ہیجان پیدا کرتے۔ قائداعظمؒ کی قیادت کا ایک کمال یہ بھی تھا کہ انہوں نے سیاست کو متوازن اور معقول کیا اور سیاست کاری کو عوام کی تربیت کا ذریعہ بنایا۔ قائداعظمؒ نے فرمایا کہ نصف شب کے بعد کوئی جلسہ نہیں ہو گا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ تین گھنٹے سے زیادہ کوئی عوامی جلسہ نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ وقت بہت کافی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جلسے میں پچاس ہزار آدمی شریک ہیں۔ آپ رات بھر انہیں جگاتے ہیں۔ وہ دوسرے دن کوئی کام پُوری توجہ سے نہیں کر سکیں گے۔ گویا پچاس ہزار افراد کا نقصان ہوا۔ یہ قومی نقصان ہے۔"

قائداعظمؒ کی اس بات کا نوجوانوں نے بڑا اثر قبول کیا اور یہی کوشش کی کہ رات بارہ بجے کے بعد کوئی جلسہ جاری نہ رکھیں۔

Marfat.com

جمہوریت پسندی

عوام کی حکومت عوام کیلئے عوام کے ذریعے

جمہوریت کا تصور مسلمانوں کے لیے نیا نہیں۔ ہمارے پیارے رسول ﷺ نے کسی کو اُمت کی خلافت کے لیے اپنا جانشین نامزد نہیں فرمایا تا کہ وہ اپنی قیادت خُود منتخب کرے۔ جہاں عوام کے لیے اپنے امیر کی اطاعت واجب قرار دی وہیں امیر کو اپنے اللہ اور اپنے عوام کے آگے جوابدہ قرار دیا۔ اسلام نے تو ایک بدو کو یہ بھی حق دیا کہ عمر فاروقِ اعظمؓ جیسے جلیل القدر خلیفہ کے مُنہ پر کہہ دے کہ مَیں تمہاری اطاعت سے انکار کرتا ہوں جب تک کہ تم اپنے لمبے کرتے میں استعمال ہونے والی دوسری چادر کا حساب نہ دو گے کہ وہ کہاں سے آئی۔

نماز میں مساوات

1)۔ قائداعظمؒ یہ کہا کرتے تھے کہ جمہوریت کا تصور مسلمانوں کی گھٹی میں پڑا ہے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ جب میں مسجد میں نماز پڑھنے جاتا ہوں تو میرا ڈرائیور اکثر میرے برابر کھڑا ہوتا ہے۔

تاحیات صدارت نامنظور۔ ہر سال انتخاب

2)۔ جس طرح قائداعظمؒ اپنی ذاتی زندگی میں انتہائی دیانتدار تھے۔ اسی طرح میدانِ سیاست میں بھی ہر قدم نہایت دیانتداری سے اُٹھاتے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک زمانے میں مسلم لیگ میں یہ تحریک ہوئی کہ صدر کا سالانہ انتخاب ختم کر دیا جائے اور جناح کو مسلم لیگ کا مستقل صدر مقرر کر دیا جائے۔ جناح نے سختی سے اس بات کی مخالفت کی فرمایا۔ "ایسا ہرگز نہ ہونا چاہیئے۔ سالانہ انتخابات نہایت ضروری اور اہم ہیں۔ اگر میں صدر رہنا چاہتا ہوں تو میرا فرض ہے کہ مَیں ہر سال آپ کے سامنے حاضر ہو کر آپ سے اعتماد کا ووٹ

Marfat.com

حاصل کروں۔" (بیگم رعنا لیاقت علیخاں)

شاہ پاکستان کوئی نہیں۔ سب مسلمان برابر

3)۔ سر محمد یامین خاں کے مطابق دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کا جلسہ ہو رہا تھا۔ ایک خوشامدی نے نعرہ لگایا۔ "شاہِ پاکستان زندہ باد۔" قائداعظمؒ بجائے خوش ہونے کے فوراً بولے۔ "دیکھیے۔ آپ لوگوں کو اس قسم کی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ پاکستان میں کوئی بادشاہ نہیں ہو گا۔ وہ مسلمانوں کی جمہوریہ ہو گی جس میں سب مسلمان برابر ہوں گے۔ کسی ایک کو دوسرے پر فوقیت نہیں ہو گی۔"

نامزدگی قبول نہیں۔ ہر فیصلہ رائے شماری سے

4)۔ اجلاس کراچی میں ایک بار پھر نوابزادہ لیاقت علیخاں کا نام مسلم لیگ کے اعزازی جنرل سیکرٹری کیلئے تجویز کیا گیا۔ قائداعظمؒ نے جمہوری طریقِ کار کے مطابق یہ تحریک رائے شماری کیلئے پیش کرتے ہوئے کہا کہ نوابزادہ لیاقت علیخان میرے دستِ راست ہیں اور انہوں نے دن رات مسلم لیگ کی خدمت کی ہے اور ہر کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا کہ ان پر کتنی بھاری ذمہ داریاں ہیں۔ قائداعظمؒ چاہتے تو انہیں خود بھی بآسانی سیکرٹری جنرل کے عہدے پر نامزد کر سکتے تھے۔ اسکے باوجود انہوں نے جمہوری روایات کو زندہ رکھا۔

عوامی جمہوریت پر ایمان۔ مسلمان اپنی قیادت خود چنیں گے

5)۔ آگرہ سے تانگے والے نے قائداعظمؒ کو دو قسطوں میں ایک خط لکھا جس میں اس کا سب سے بڑا شکوہ یہ تھا کہ قائد نے اپنے بعد مسلمانوں کی قیادت کے لیے دوسری سیڑھی کا تعین نہیں کیا۔ اس نے لکھا تھا کہ قائداعظمؒ تمہاری وفات کے بعد مسلمانوں میں ایک ایسا خلاء پیدا ہو جائے گا جس کی وجہ سے مسلمانوں کو سیاست کے مخمصے میں پھنسنے کا اندیشہ ہے۔ اس لیے اپنے سے نیچے کی قیادت کو ابھی سے منظم کرنا شروع کر دو۔ (دو تین روز کے بعد انہوں نے اس خط کو پھر نکالا اور مجھ سے کہا کہ سیاست میں ٹھنڈے مزاج کی ضرورت ہوتی ہے۔ سیاست میں رہ کر نہ تعریف کا اثر لینا چاہیے نہ گالیوں سے رنجیدہ ہونا چاہیے۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ اپنا ضمیر صاف رکھو۔) انہوں نے کہا کہ مجھے

Marfat.com

کیا حق پہنچتا ہے کہ مسلمانوں کی آئندہ قیادت کے لیے فیصلہ کروں۔ وہ خُود ہی کسی کو منتخب کرلیں گے اور ایسا ہونا بھی چاہیئے۔ مسلمانوں کی سیاست میری ملکیت تو نہیں کہ مَیں اپنا جانشین مقرر کردوں۔ (مطلوب الحسن سیّد)

ممبران کا حق اپیل۔ انصاف کا تقاضہ

6)۔ سرحد میں چار ضمنی انتخابات صوبائی اسمبلی کے لیے ہونے تھے۔ مسلم لیگ کی طرف سے مَیں نے چار نمائندوں کو مقرر کیا۔ اس سے پہلے قائداعظمؒ نے مجھے بلایا اور فرمایا کوشش کرنا کہ ایک آدھ سیٹ مسلم لیگ کو مل جائے۔ مَیں نے جواب میں عرض کیا کہ لیگ کے نمائندوں کو تو مَیں نہایت ایمانداری سے چُن لوں گا لیکن آپ یہ وعدہ کریں کہ میرے چُنے ہوئے نمائندوں میں کوئی ردوبدل نہیں ہوگا۔ قائداعظمؒ نے فرمایا "یہ وعدہ میں نہیں کرسکتا۔ کیونکہ ٹکٹ نہ ملنے پر ہر ایک ممبر کو حق حاصل ہے کہ میرے پاس اپیل پیش کرے۔ مَیں یہ کیسے کرسکتا ہوں کہ یہ حقِ اپیل ممبران سے چھین لوں۔

(قاضی محمد عیسیٰ کا مضمون۔ قائداعظمؒ میری زندگی میں۔ ماہنو قائداعظم نمبر، نومبر، دسمبر 1978ء)

میری طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں

7)۔ دسمبر 1946ء میں قائداعظمؒ لیاقت علیخاں کے ساتھ برطانوی کابینہ سے مذاکرات کے سلسلے میں لندن گئے تھے۔ جہاں زیڈ۔ اے سلہری تحریکِ پاکستان کی تشہیر کے سلسلے میں پہلے سے موجود تھے اور وہ اس موقع پر قائداعظمؒ کے پریس سیکرٹری کی خدمت بھی سرانجام دے رہے تھے۔ ایک جمعہ کو وہ ایسٹ لندن کی ایک مسجد میں نماز جمعہ کیلئے گئے۔ قائداعظمؒ نے سلہری سے پوچھا "سلہری! تم نے ایسٹ اینڈ کی اس مسجد میں جانے کا مشورہ دیا تھا۔ اس کی خصوصیت کیا ہے؟ سلہری صاحب نے جواب دیا۔ "یہ وہ مسجد ہے جہاں لندن بھر کے مسلمان جمعہ کی نماز کیلئے جمع ہوتے ہیں اور ان میں مزدور چھوٹے موٹے کاروباری یا دوسرے لفظوں میں عام لوگ شامل ہوتے ہیں۔" اس پر حضرت قائداعظمؒ نے فرمایا۔ "ہاں یہ عام لوگ ہی میری طاقت کا سرچشمہ ہیں۔ اگر میں صرف چوٹی کے آدمیوں پر ہی انحصار کرتا تو مَیں کہیں کا نہ رہتا۔ جب مَیں ان آدمیوں کو دیکھتا ہوں اور ان کے جوش و خروش پر نظر جاتی ہے تو مَیں اپنے آپ کو توانا اور مضبوط محسوس کرتا ہوں۔"

Marfat.com

حاضر جوابی

برجستگی　　حاضر دماغی　　بیساختگی

حاضر جوابی' برجستگی' حاضر دماغی اور بے ساختگی ایک خُداداد صلاحیت ہے جو کہ ذہانت کی ہی ایک قسم ہے۔ یہ عقل و دانش فہم و فراست' دانائی اور دُور اندیشی کی ہی طرح کی ایک نعمت ہے۔ جس پر خُدا کا جتنا شکر کیا جائے کم ہے۔ حضرت قائد اعظمؒ کو یہ صفت یا خُوبی بکثرت عطا ہوئی تھی۔ نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔

ایک قوم۔ایک وطن

1)۔ ایک مرتبہ مشہور صحافی بیورلے نکلس نے قائد اعظمؒ سے پوچھا کہ کس اصول کے تحت آپ پاکستان کا مطالبہ کرتے ہیں؟ حضرت قائد اعظمؒ نے برجستہ لیکن نہایت شائستہ انداز میں اور صرف چار لفظوں میں فرمایا کہ "مسلمان ایک قوم ہیں۔۔۔"

ہم تاریخ بنا رہے ہیں

2)۔ 1941ء میں بنگلور چھاؤنی کے پلیٹ فارم پر ایک صاحب نے قائد اعظمؒ سے پوچھا تھا "قائد اعظمؒ ہم نے سُنا ہے کہ آپ مسلم انڈیا کی کوئی تاریخ لکھ رہے ہیں۔" پہلے تو قائد اعظمؒ نے نفی میں جواب دیا پھر سگار کا ایک کش لگا کر بولے "ہم تاریخ بنا رہے ہیں۔ آپ تاریخ بنا رہے ہیں۔ آنے والے لکھیں گے۔"

لندن کے لوگوں کیلئے دُھوپ کا تحفہ

3)۔ آخری مرتبہ جب قائد اعظمؒ لندن تشریف لے گئے تو بی بی سی والوں۔۔نے ریڈیو کا مائیک

Marfat.com

جہاز کے پاس رکھ دیا اور قائداعظمؒ سے درخواست کی کہ وہ ضرور کچھ ارشاد فرمائیں۔ اسی وقت خلاف معمول سورج طلوع ہو گیا۔ قائداعظمؒ نے بے ساختہ فرمایا "لندن کے لوگو! میں تمہارے لیے دھوپ لایا ہوں۔" (عبدالغفور خٹک۔ کراچی)

نمک حلالی کیلئے نمکین فیرنی

4)۔ مشہور مسلم لیگی راہنما ملک برکت علی مرحوم کے صاحبزادے کی شادی تھی۔ قائداعظمؒ اور میاں سر فضل حُسین کے سامنے فیرنی کی جو پلیٹ آئی وہ نمکین تھی۔ انہوں نے چکھی تو ملک برکت علی مرحوم سے کہنے لگے "معلوم ہوتا ہے لاہور سے میری پانچ سال کی غیر حاضری میں یہاں کے کھانوں کا مذاق بھی بدل گیا ہے۔" ملک صاحب نے کہا "آپ ہی بدل گئے ہیں۔ ہمارا مذاق تو نہیں بدلا۔" سر فضل حُسین نے پوچھا۔ "تو پھر یہ نمکین فیرنی کیوں؟" اس پر ایک قہقہہ بلند ہوا اور قائداعظمؒ نے فوراً کہا "اس لیے کہ آپ زیادہ سے زیادہ نمک حلالی کریں۔"

گائے کے تین تھن تمہارے۔ ایک تھن ہمارا

5)۔ گاندھی نے ایک مرتبہ یہ بیان داغ دیا کہ "فرض کرو کہ ہندوستان ایک گائے ہے۔ تو مسٹر جناح کہتے ہیں کہ اس کو کاٹ کے دو ٹکڑے کر دو۔ یہ ہے پاکستان سے مُراد۔" گاندھی کا یہ بیان ہندوؤں کو اشتعال دلانے کے لیے کافی تھا لیکن قائداعظمؒ نے فوراً جواب دیا۔ "ہندوستان ایک گائے ہے جس کے چار تھن ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ تین تھنوں کا دودھ تم پیئو اور ایک تھن کا ہم پئیں۔ یہ ہے پاکستان سے مُراد۔"

(محمد یامین خاں۔ اخبار جہاں کراچی۔ 21 تا 27 مارچ 1988ء)

بچہ تھا تو ابتدائی مدرسے میں پڑھتا تھا

6)۔ لندن میں ایک اخباری نمائندے نے اعتراض کیا "آپ کبھی کانگریس میں بھی تو رہ چکے ہیں؟" قائداعظمؒ نے فوراً جواب دیا۔ "ہاں۔ جب میں بچہ تھا تو ابتدائی مدرسے میں بھی تو پڑھا کرتا تھا۔"

Marfat.com

غریب آزاد انگلستان یا امیر غلام انگلستان؟

7)۔ 1943ء میں مشہور صحافی اور انگریز مصنف بیورلے نکلس ہندوستان آیا تو اس نے کانگریس و مسلم لیگ کے بڑے بڑے راہنماؤں کے علاوہ سکھوں اور اُچھوت اقوام کے راہنماؤں سے ملاقاتیں کیں۔ اس نے قائداعظمؒ کے ساتھ ملاقات کو ''ایک دیو قامت سیاستدان سے ملاقات'' کا عنوان دیا۔ اس ملاقات میں اس نے پہلا سوال یہ کیا ''آپ مسلمانوں کے لیے جن علاقوں کا مطالبہ کر رہے ہیں کیا وہ اقتصادی طور پر پسماندہ نہیں ہیں اور کیا پاکستان ایک غریب ملک نہیں ہو گا۔'' قائداعظمؒ نے جواب میں اس سے سوال پوچھ لیا۔ کیا آپ ایک غریب لیکن آزاد انگلستان پسند کریں گے یا جرمنی کے ماتحت امیر اور غلام انگلستان۔ چنانچہ وہ لاجواب ہو گیا۔'' (مسلم لیگ کا کردار از کرم حیدری)

Marfat.com

حیاء

شرم عفت

ہر دین کی ایک بنیادی صفت ہوتی ہے۔ شرم وحیا اسلام کا بنیادی وصف ہے۔ ہمارے پیارے رسول ﷺ کائنات میں سب سے زیادہ باحیا اور شرمیلے واقعہ ہوئے تھے۔ قائداعظمؒ اپنے یورپی انداز اور انگریزی لباس کے باوجود اندر سے پکّے اسلامی اطوار اور مشرقی ذہن رکھتے تھے۔ ان کی شرم وحیا کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

بیوی کے سوا دوسری عورت کا ساتھ نہیں تھام سکتا

1)۔ بیگم نصرت عبداللہ ہارون لکھتی ہیں کہ قائداعظمؒ جب بھی بمبئی آتے' ہمارے پاس ٹھہرتے اور فرصت کے اوقات میں اپنے اس دَور کے واقعات سُناتے جب وہ انگلینڈ میں تھے۔ انہوں نے ایک واقعہ سُنایا کہ کرسمس کے موقع پر طلباء وطالبات میں ایک کھیل کھیلا جارہا تھا جس میں جیتنے والے لڑکے یا لڑکی کو دوسرے ساتھیوں کی فرمائش پُوری کرنی ہوتی تھی۔ قائداعظمؒ جب جیت گئے تو ساتھیوں نے فرمائش کی کہ آپ فلاں لڑکی کا ہاتھ تھام کر رقص کریں لیکن قائداعظمؒ نے یہ کہہ کر انکار کردیا۔ مَیں اپنی ہونے والی بیوی کے سوا نہ کسی اور لڑکی کا ہاتھ تھاموں گا اور نہ ہی کسی کے ساتھ رقص کروں گا۔ قائداعظمؒ ہمیشہ اپنی بات پر قائم رہے اور جو کہا اس پر عمل کرکے دکھایا چنانچہ وہ زندگی بھر اپنی اس بات پر عمل پیرا رہے۔

Marfat.com

خواتین کے سامنے سگریٹ نوشی سے پرہیز

2)۔ قائداعظمؒ اس قدر شائستہ اور باحیا تھے کہ خواتین کے سامنے سگریٹ نوشی سے پرہیز کرتے تھے۔ اس دَور کی ایک مشہور خاتون راہنما ڈاکٹر مسز بینٹ تمباکو نوشی کو پسند نہیں کرتی تھیں چنانچہ قائداعظمؒ اس کے دفتر میں داخل ہونے سے پیشتر ہی سگار باہر پھینک دیا کرتے تھے۔ مسز بینٹ کو ان کی تمباکو نوشی کی عادت کا علم تھا۔ انہوں نے کئی بار اصرار کے ساتھ جناح صاحب کو سگار پینے پر آمادہ کیا لیکن انہوں نے مسز بینٹ کے سامنے سگار نہ پیا۔ (کانجی دوارکا داس)

رات کو خاتون نرس پاس رکھنے سے انکار

3)۔ قائداعظمؒ کے معالج ڈاکٹر کرنل الٰہی بخش نے ان کی مسلسل علالت اور طویل عرصے تک بخار جاری رہنے کے دوران یہ مناسب سمجھا کہ رات کے وقت ایک نرس ان کے پاس رہے تاکہ ادویات بروقت دی جاسکیں اور وہ ان کی خدمت کے لیے حاضر رہے۔ جب انہوں نے یہ تجویز قائداعظمؒ کی خدمت میں پیش کی تو انہوں نے مسکرا کر کہا کہ کیا یہ مشورہ مس جناح کے اشارے سے دیا جا رہا ہے؟ مَیں نے کہا کہ تجویز تو مس فاطمہ جناح کی تھی لیکن مَیں خُود بھی آپ کے لیے نرس ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ رات کے وقت نرس کا نہ ہونا تشویش سے خالی نہیں۔ وہ بڑے صبر سے میری بات سنتے رہے اور جب مَیں نے بات ختم کرلی تو فرمایا "نرس کے بارے میں مجھے آپ سے اتفاق نہیں۔ میری حالت اتنی بھی خراب نہیں ہے۔ آپ یونہی فکر کرتے ہیں۔

مَیں نے یہ کہہ کر اعتراض دُور کرنا چاہا کہ نرس رات کو آپ کی خواب گاہ میں نہیں رہا کرے گی بلکہ ساتھ والے ڈریسنگ روم میں موجود رہے گی تاکہ بوقت ضرورت بلائی جا سکے لیکن وہ یہ کہہ کر مسلسل انکار کرتے رہے کہ بوقت ضرورت میں آسانی سے گھنٹی بجا سکتا ہوں۔ ایک ملازم رات بھر کمرے کے باہر ہی جاگتا رہتا ہے۔ وہ آجایا کرے گا۔ یہ سُن کر میں چُپ ہو رہا لیکن انہوں نے رات کو تنہا عورت کو پاس رکھنا کسی صُورت قبول نہ کیا۔ اپنی صحت اور زندگی کی قیمت پر بھی نہیں۔

Marfat.com

خطابت

اظہارِ خیال ‘فنِ تقریر ‘فصاحت وبلاغت ‘شعلہ نوائی ‘قادر الکلامی

فصاحت و بلاغت ‘شعلہ بیانی و قادر الکلامی ‘خطابت و طلاقت سب زورِ بیان ہی کے نام ہیں۔ اظہارِ خیال پر قدرت قیادت کا جوہر ہوتا ہے جس کی بدولت قائد اپنے عوام کو مسحور کر دینے کی طاقت رکھتا ہے۔ ہمارے پیارے رسول ﷺ (افصح العرب) عربوں میں سے بھی سب سے زیادہ خوش بیان تھے لیکن ان کا حاصل کلام اور تاثیر بیان دونوں لازوال صداقت اور بے مثل سچائی پر مبنی تھے۔ آپ ﷺ کا خطاب ہمیشہ سادگی ‘اختصار اور سچائی کا خوبصورت امتزاج ہوتا تھا۔

محمد علی جناح بھی اپنے آقا ﷺ کی اسی سنت پر عمل پیرا تھے۔ وہ عبارت آرائی ‘لفاظی ‘لچھے دار الفاظ کی جادوگری سے نفرت کرتے تھے۔ وہ حسنِ بیان کے نہیں بلکہ اپنا مفہوم واضح طور پر بیان کرنے پر یقین رکھتے تھے۔

حسن بیان نہیں واضح بیان

1)۔ قائداعظمؒ چاہتے تھے کہ وہ مافی الضمیر کو بیان کرتے وقت ثقیل الفاظ کا سہارا نہ لیں بلکہ نہایت آسان الفاظ میں اپنا مطلب بیان کریں۔ عبارت آرائی اور خوبصورت الفاظ کے استعمال کا شوق انہیں قطعی نہ تھا۔ ان کی تحریر و تقریر کی عبارت سادہ اور روکھی پھیکی ہے۔ ایک دفعہ وہ وزیراعظم پاکستان مسٹر لیاقت علی خان اور اپنے سیکرٹری کی مدد سے ایک

Marfat.com

بیان لکھ رہے تھے۔ یہ حضرات چاہتے تھے کہ زبان ادیبانہ اور فقرے خوبصورت ہوں مگر جناح ان کی کوشش سے جلد ہی تنگ آ گئے اور بولے "مجھے حُسنِ بیان نہیں چاہیئے۔ میں صرف اپنا مافی الضمیر واضح طور پر بیان کرنا چاہتا ہوں۔" (حکیم محمد سعید دہلوی)

بنگالی ہجوم سے اردو زندہ باد کا نعرہ لگوالیا

2)۔ بنگال میں مسلم لیگ کا پہلا عوامی جلسہ تھا جو شیرِ بنگال مولوی فضل الحق کی صدارت میں ہو رہا تھا۔ خواجہ ناظم الدین مائیک پر تقریر کے لیے آئے ہی تھے کہ ایک شرپسند ہندو بنگالی نے جلسہ اکھاڑنے کے لیے انتہائی تباہ کن سوال داغ دیا پاکستان کی قومی زبان کیا ہو گی؟ اردو کہ بنگالی صلح جو خواجہ صاحب نے جواب دیا۔ "اردو ہو نہ ہو بنگالی ضرور ہو گی۔" حضرت قائداعظمؒ چیتے کی طرح لپکے۔ مائیک چھینا اور فرمایا "میں اس کا فیصلہ ہمیشہ کے لیے ابھی کر دیتا ہوں۔ پاکستان کی قومی زبان اردو اور صرف اردو ہو گی جس کو یہ منظور ہے وہ یہاں بیٹھے جس کو نامنظور ہو وہ گھر کو جائے۔"

ہزاروں بنگالیوں کا مجمع سناٹے میں آ گیا۔ ذہین و فطین بنگالی ذہن نے اس کا تجزیہ کیا۔ دل ہی دل میں سوچا "کیا اردو جناح کی مادری زبان ہے؟ نہیں۔ کیا وہ اس زبان کا عالم ہے؟ جواب آیا نہیں۔ کیا یہ اس کے صوبے کی زبان ہے۔ نہیں پھر ان پر اچانک انکشاف ہوا کہ وہ پاکستانی صوبوں کے درمیان رابطے کی زبان اردو کو بنانا چاہتا ہے تاکہ کسی صوبے کو احساسِ محرومی نہ ہو۔ اس کی اپنی اردو تو تانگے والے کی اردو ہے۔ اگلے ہی لمحے یہ بات سمجھ میں آتے ہی تمام بنگالیوں نے بیک زبان نعرہ لگایا۔ اردو زندہ باد۔ پاکستان زندہ باد۔ قائداعظمؒ زندہ باد قائداعظمؒ کی جرأت اور صداقت نے معرکہ مار لیا تھا۔ دُشمن کی سازش، پاکستانی قوم کی لسانی تقسیم کی کوشش ناکام ہو گئی تھی۔ سچ ہے کہ حضرت قائداعظمؒ کے الفاظ نہیں ان کا کردار بولتا تھا۔ وہ عام خطیبوں اور مقرروں سے بہت مختلف اور بلند تر تھے۔

الفاظ ٹوٹے پھوٹے لیکن کردار بولتا تھا

3)۔ ایک دو دن نہیں بلکہ شروع سے لے کر آخر تک کم و بیش چالیس سالہ سیاسی زندگی میں ان

Marfat.com

کی زبان سے ایسے راست گوئی اور بے باک صداقت کا اظہار ہوتا رہا اور ان کے سارے الفاظ اسی سانچے میں ڈھلے نظر آتے ہیں۔ یہی خصوصیت ان کا امتیازی نشان ہے۔ ان کی تحریریں اور تقریریں پڑھ کر مجھے ایسا معلوم ہوا جیسے یہ کسی علمی و تحقیقی مجلس کے سامنے پیش کی گئی ہوں۔ یا حلف اُٹھانے کے بعد زبان پر لائی گئی ہوں۔ قائداعظمؒ کے دفتر یا جلسے میں کہے گئے الفاظ ان کے خطوط اور عام مجمعوں کی تقاریر پر سب ایک ہی روح سے سرشار ہیں وہ لاکھوں عوام کو مخاطب کرتے ہیں' لیکن وہ ان کو میٹھے میٹھے الفاظ سے خوش کرنے یا اُبھارنے کی بجائے ان کی کوتاہیوں کا ذکر کرتے ہیں۔ (عباس محمود العقاد)

عوام کی خوشامد سے بھی انکار

4)۔ قائدین عام طور پر مبالغے اور خوشامد سے کام لیتے ہیں۔ وہ اپنی لسانی قوت سے عوام کے ذہنوں کو مسحور کر کے انہیں اپنا آلہ کار بناتے ہیں۔ بعض قائدین نیک نیتی سے ایسا کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ عوام کو آمادہ عمل کرنے کیلئے یہ ضروری ہے مگر جب میں قائداعظمؒ کی تقریر کو اس مبالغے اور خوشامد سے خالی پاتا ہوں تو لامحالہ مسٹر جناح کی عظمت کا احساس اور بھی شدید ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ حصول مقصد میں بھی انہوں نے راست بازی اور صاف گوئی سے کام لیا اور اپنی قوم کو صراط مستقیم پر چلا کر منزلِ مقصود تک لے گئے۔

(عباس محمود العقاد)

Marfat.com

خوشامد سے گریز

جی حضوری چاپلوسی بے جا تعریف

لمبے چوڑے القاب نہیں، کام کی بات کرو

1)۔ لاہور میں 23 مارچ 1940ء کا تاریخی اجلاس ہو رہا تھا۔ قرارداد پاکستان زیر بحث تھی۔ مولوی غلام محی الدین تقریر کرنے کے لیے اُٹھے اور قائداعظمؒ صدر اجلاس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "جناب والا! جنابِ صدر۔ جنابِ صدر الصدور۔" قائداعظمؒ نے ڈانٹنے کے انداز میں ٹوکا۔ "کام کی بات کرو۔" محمد حُسین چٹھہ قائداعظمؒ کے ان سخت الفاظ کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ قائداعظمؒ خوشامد تو بڑی بات ہے، رسمی تعریفی الفاظ بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ (محمد حُسین چٹھہ)

تعریف و ستائش سے گریزاں

2)۔ ایک مرتبہ مسٹر ٹیٹنس نے جو مرہٹی زبان کے اخبار کیسری کے ایڈیٹر تھے نے میرے سامنے قائداعظمؒ کو بہت بُرا بھلا کہا۔ جب میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کو کیا شکایت ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ مجھے اس بات پر غصہ آتا ہے کہ اس شخص کی کوئی قیمت نہیں؟ اور یہ بک نہیں سکتا۔ جب میں نے ان سے کہا کہ یہ بات تو ناز کرنے کی ہے کہ ہندوستان میں نہ بکنے والے لوگ موجود ہیں تو وہ بولے "ایسے لوگ کہاں ہیں۔ صرف ایک ہی تو ہے۔" پھر

Marfat.com

انہوں نے ایک آہ سرد بھری اور کہا "میں ناز ہی نہیں کرتا۔ میں تو اس شخص کی پرستش کرتا ہوں۔ کاش ہم ہندوؤں میں کوئی ایک آدھا جناح بھی پیدا ہو جائے تو ہمارے ملک کو آزادی حاصل کرنے میں کوئی دیر نہ لگے۔" جب میں نے دوسرے روز یہ واقعہ قائداعظمؒ کو سنایا تو انہوں نے صرف اتنا کہا "میں مسٹر ٹیٹنس کا ممنون ہوں" اور بات کاٹ دی۔ دراصل وہ اپنی تعریف سننا پسند نہیں کرتے تھے۔ (مطلوب الحسن سیّد)

فرشی سلام کا جواب تک نہیں دیا

3)۔ قائداعظمؒ خوشامد کو ہرگز پسند نہ کرتے تھے۔ ان کے اے۔ڈی۔سی گروپ کیپٹن عطاء ربانی اپنے ایک مضمون "گورنر جنرل کے ساتھ۔" میں لکھتے ہیں اے کے فضل الحق ایک مرتبہ گورنر جنرل ہاؤس میں کھڑے تھے تو قائداعظمؒ تشریف لے آئے۔ ابھی وہ اسی نوے گز دُور ہوں گے کہ فضل الحق نے فرشی سلام کرنا شروع کر دیا اور جھکے کھڑے رہے۔ یہ دیکھ کر قائداعظمؒ کو بہت ناگوار گزرا۔ یہاں تک کہ سلام کا جواب دیئے بغیر ہی گُزر گئے۔

خوشامدیوں میں گھرا مہاراجہ نہیں بننا چاہتا

4)۔ پاکستان بننے کے کچھ دنوں بعد کی بات ہے کہ مجلس قانون ساز کے سامنے ریاستوں کے الحاق کا مسئلہ زیرِ بحث آنا تھا۔ سیکرٹری قانونی امور نے اس موضوع پر بات چھیڑی۔ حضرت قائداعظمؒ نے فرمایا۔ "احمد! میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میں ایک مہاراجہ کی طرح خوشامدیوں میں گھرا رہوں جو مجھے اصول پر فیصلے صادر کرنے سے باز رکھیں۔ جب ہم کہتے ہیں کہ اقتدار عوام کا ہے اور وہی بااختیار ہیں تو اس سلسلہ میں کوئی شک نہیں ہونا چاہیے۔

(جسٹس ایم۔بی۔احمد۔ محمد علی جناح۔ معمارِ پاکستان 78)

جی حضوری سے بچیں صرف سچ بات کہیں

5)۔ قیامِ پاکستان کے فوراً بعد کی بات ہے کہ حکومتِ پاکستان کے دو سینئر سیکرٹری چودھری محمد علی اور ایم۔بی۔احمد قائداعظمؒ کی خدمت میں کسی کام سے حاضر تھے۔ گفتگو کے دوران

Marfat.com

انہوں نے ان دونوں کو مخاطب کر کے کہا "آپ لوگ سینئر ترین سیکرٹری ہیں۔ اس لیے کسی بھی معاملے میں آپ کی رائے جچی تلی ہونی چاہیئے۔ یس مین بن کے نہ رہ جانا۔

ایم بی احمد نے کہا "ان شاءاللہ ایسا نہ ہو گا۔"

قائداعظمؒ نے فرمایا "اگر آپ کہہ دیں کہ مَیں گورنر جنرل کے اہل نہیں تو آپ کی یہ بات بھی سنجیدگی سے سنی جائے گی۔ بشرطیکہ یہ رائے سوچ سمجھ کر اور غور و فکر کے بعد پوری ذمہ داری سے دی گئی ہو۔"

خوشامد' انسانی کردار کی انتہائی پستی

6)۔ دورانِ گفتگو قائداعظمؒ نے فرمایا کہ مسلمان قوم کی ایک بہت بڑی بدنصیبی یہ ہے کہ ہمارے دشمنوں کو خود ہم میں سے ہی ایسے لوگ مل جاتے ہیں جو دشمن کا آلہ کار بن جاتے ہیں۔ فرخ امین سیکرٹری نے عرض کیا کہ جنگِ عظیم کے زمانے میں ایسے بھی مسلمان تھے جو محض اپنے انگریز افسروں کو خُوش کرنے کے لیے شراب پینے لگے اور پھر اس کے عادی ہو گئے۔ (یہ بھی خُوشامد کا نیا انداز اور ذلت کی آخری حد تھی۔) اس پر قائداعظمؒ نے فرمایا "یہ انسانی کردار کی انتہائی پستی ہے کہ وہ ایسی (اوچھی) حرکتوں سے دوسروں کی خُوشنودی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ (فرخ امین سیکرٹری ٹو قائداعظمؒ)

Marfat.com

دانائی

عقل ودانش، فہم وفراست، تدبر، دُوراندیشی، بصیرت

دینِ اسلام کے مطابق تو سب سے بڑی دانائی خُدا کا خوف ہے۔ بے شک عقل ودانش، فہم وفراست، تدبیر وتدبر اور دُوراندیشی بہت بڑی نعمت ہے۔ قرآن حکیم میں مومن کی فراست سے ڈرنے کا حکم ہے کہ وہ خُدا کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔

میرے آگے آگے چلو۔ حفظ مراتب نہیں۔ حفظ ماتقدم

1)۔ قیصر باغ میں ایک بہت بڑا جلسہ عام ہوا۔ قائداعظمؒ کی اپیل پر بمبئی کے ممبر مرچنٹس نے ایک لاکھ روپیہ مسلم لیگ کے فنڈ میں جمع کرایا۔ قائداعظمؒ کے سامنے رکھے گئے بکس میں اس رقم کے بعد دوسرے لوگ بھی اپنے اپنے پرس ڈالتے گئے۔ بہت خطیر رقم جمع ہو گئی۔ جلسہ کے اختتام پر قائداعظمؒ نے بمبئی مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن اور ان کے حفاظتی دستے کے نگران حُسین بیگ محمد کو بکس اُٹھانے کا حکم دیا تو وہ بکس اُٹھا کر احتراماً ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ قائداعظمؒ نے فرمایا "میرے آگے آگے چلو۔"

وہ آگے چلنے لگے لیکن دل میں سوچنے لگے کہ قائداعظمؒ مجھ پر شک کرتے ہیں۔ دوسرے دن قائداعظمؒ نے فون کر کے انہیں بلایا۔ قائداعظمؒ نے پوچھا "حسین سچ سچ بتانا جب میں نے کہا میرے آگے چلو تو آپ نے میرے کہنے کا برا منایا تھا؟" حُسین بیگ محمد نے جواب دیا۔ "سر بات ہی ایسی تھی۔"

Marfat.com

قائداعظمؒ نے فرمایا "نہیں یہ بات نہیں۔ اگر میرے پیچھے چلتے تو کوئی بھی شخص آپ سے یہ بکس چھین سکتا تھا۔ جبکہ میرے سامنے کوئی ایسی جرأت نہ کرپاتا۔ جلسے جلوسوں میں ہر قسم کے آدمی ہوتے ہیں اس لیے احتیاط کرنا اچھا ہوتا ہے۔" یہ تھی حضرت قائداعظمؒ کی بصیرت۔

فراست اور بصیرت

2)۔ حضرت قائداعظمؒ نے فرمایا "سکھ اپنے ہوش و حواس میں نہیں۔ اپنی بے وقوفی سے وہ اپنی کلہاڑی اپنے پاؤں پر مار رہے ہیں۔ انتظار کرو اور دیکھو کہ جب ہندو اور مسلمان دو آزاد قومیں بن جائیں گی تو کیا ظہور میں آتا ہے؟ جب ہندو ایک دفعہ اطمینان سے جم جائیں گے تو پھر وہ سکھوں کی خبر لیں گے پھر سکھ پچھتائیں گے لیکن اس وقت موقع ہاتھ سے نکل چکا ہوگا۔ قائداعظمؒ نے اپنی سیاسی بصیرت سے یہ بات کہی تھی جو حرف بہ حرف پوری ہوگئی۔ (قائداعظمؒ۔ میری نظر میں از ایم۔ اے۔ ایچ اصفہانی)

گاندھی کی مکاری اور عیاری بھانپ لی

3)۔ قائداعظمؒ 1944ء میں کسی مقدمے کے سلسلے میں کلکتہ تشریف لے گئے۔ بمبئی میں گاندھی جناح ملاقات کا وقت طے ہو چکا تھا۔ پھر بھی گاندھی جی نے ایک تار کے ذریعے قائداعظمؒ سے خواہش ظاہر کی کہ وہ کلکتہ سے واپسی پر تھوڑی دیر ان سے ملاقات کے لیے وارد ھا رک جائیں۔ قائداعظمؒ نے تار کے ذریعے جواب دیا کہ ملاقات طے شدہ وقت پر بمبئی میں ہوگی۔ ان کے اس جوابی تار کو تمام اخبارات میں چھاپا گیا اور قائداعظمؒ کو بد مزاج، مغرور کے ناموں سے یاد کیا۔ ان خبروں سے طیش میں آکر حاتم اے۔ علوی نے قائداعظمؒ کو ایک تند و تیز خط لکھ دیا اور یہ لکھا کہ آپ کا یہ عمل غیر اسلامی اور غیر سیاسی ہے۔ قائداعظمؒ نے اس خط کا کوئی جواب نہ دیا حالانکہ پہلے وہ اس کے اکثر خطوں کا جواب دے دیا کرتے تھے۔

چند دنوں بعد حاتم۔ اے۔ علوی کسی کانفرنس کے سلسلے میں بمبئی گئے تو قائداعظمؒ سے ملاقات ہوئی۔ کھانے کے بعد جناح صاحب نے خود اس خط کا ذکر چھیڑ دیا۔ انہوں نے

Marfat.com

فرمایا "مسلم لیگ اس وقت پوری طرح منظم نہیں ہے۔ ہمارے پاس پروپیگنڈے کے وسائل مفقود ہیں جبکہ ہندوؤں کو تمام سہولتیں حاصل ہیں۔ اگر اس وقت میں تمہارے مہاتما سے ملتا تو ہندوستان بھر کے اخبارات میں تصویریں چھپتیں جن میں تمہارے مہاتما لکڑی کی چوکی پر بیٹھے ہوتے اور میں نیچے کھڑا ہاتھ ہلا رہا ہوتا۔ یہ تصاویر جب ہمارے مسلم عوام کے سامنے پہنچتیں تو اس جدوجہد کو ٹھیس پہنچتی جو ہم مسلمانوں کو ان کے تشدد کے خلاف منظم کرنے کیلئے کر رہے ہیں۔" یہ تھی قائداعظمؒ کی فراست وبصیرت۔

(حاتم۔اے۔علوی)

مالیاتی بصیرت اور معاشی دوراندیشی' روپے کو ہمیشہ گردش میں رہنا چاہیئے

4)۔ 1942ء میں نواب ممدوٹ کی کوٹھی میں قائداعظمؒ اجلاس سے فارغ ہوئے تو ان کے عقیدت مند نوجوانوں نے ان سے آٹوگراف لینے کی درخواست کی۔ کسی نے ڈائری پر' کسی نے کتاب پر۔ حتیٰ کہ ایک نوجوان نے سگریٹ کی ڈبیا آگے بڑھادی تو قائداعظمؒ نے ازراہ شفقت اس پر اپنے مخصوص انداز میں ایم۔اے۔جناح لکھ دیا۔ ایک لڑکے نے دس روپے کا نیا نوٹ سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ "سر! مجھے بھی ممنون فرمایئے۔" قائداعظمؒ نے نوٹ دیکھ کر ایک دم ہاتھ پیچھے کھینچتے ہوئے کہا "نہیں۔ نہیں۔ روپے کو ہمیشہ گردش میں رہنا چاہیئے۔

Marfat.com

ذہانت

قائداعظمؒ کو ذہانت و فطانت کی نعمت کثیر مقدار میں وافر عطا ہوئی تھی۔

انگریز کا احسان لیے بغیر کریکٹر سرٹیفکیٹ کا حصول

1)۔ قائداعظمؒ بیرسٹری کا امتحان پاس کرنے کے بعد بمبئی آئے تو انہوں نے وکالت کے لیے اسی شہر کا انتخاب کیا مگر سوال یہ تھا کہ وکالت کی پریکٹس کرنے کے لیے سرٹیفکیٹ کون دے چونکہ ان میں خود اعتمادی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اس لیے وہ سیدھے ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں گئے۔ بہترین پوشاک پہنے ہوئے تھے۔ اس لیے دربان کو روکنے کی ہمت نہ ہوئی۔ ڈی سی سے مختصر بات کرنے کے بعد دریافت کیا میں آپ کو کیسا انسان دکھائی دیتا ہوں۔ ڈی سی کہنے لگا آپ ایک شریف آدمی دکھائی دیتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ مجھے یہ بات آپ لکھ دیں۔ اس نے ایسا ہی کیا اور یوں انہیں بغیر سفارش سرٹیفکیٹ مل گیا۔ یہ تھا خداداد ذہانت کا کرشمہ۔ (شائستہ عثمانی۔ مضمون قائداعظمؒ کی دانشمندی)

گونگے بہرے بن کر۔ دامن عصمت بچالیا

2)۔ ایک دفعہ آپ ریل گاڑی میں سفر کر رہے تھے۔ کچھ شرپسند ہندوؤں نے آپ کو مسلمان عوام میں بدنام کرنے کے لیے ایک آوارہ اور بدچلن عورت کو آپ کے ڈبے میں بھیج دیا۔ آوارہ عورت آپ سے کہنے لگی کہ تمہارے پاس جو کچھ ہے مجھے دے دو۔ ورنہ میں چیخ چیخ کر لوگوں کو اکٹھا کرلوں گی اور ان سے کہوں گی کہ تم نے میری عزت پہ ہاتھ ڈالا

Marfat.com

ہے۔ قائداعظمؒ نے اس عورت سے اشارے سے کہا کہ میں سُن نہیں سکتا اور نہ ہی بول سکتا ہوں۔ تم جو کچھ چاہتی ہو۔ لکھ کر بات کرو۔ اس عورت نے ایسا ہی کیا۔ قائداعظمؒ نے اس کی تحریر کو حاصل کرنے کے بعد ریل گاڑی کی زنجیر کھینچ دی اور اس عورت کو گرفتار کرا دیا۔ (مشرق لاہور۔ 25 دسمبر 1978ء)

پسماندہ فرقے کی ترقی پر فخر

3)۔ سعید عباس لکھتے ہیں کہ قائداعظمؒ نے الٰہ آباد یونیورسٹی میں جو معرکہ آرا تقریر کی اس کے دو حصے اب تک میرے ذہن میں محفوظ ہیں۔ انہوں نے فرمایا۔ "حضرات! اگر میں اپنے فرقے کی حالت سدھارنے کے لیے جدوجہد کر رہا ہوں اور ان کی معاشی' معاشرتی' تعلیمی اور سیاسی ترقی کے لیے کوشاں ہوں تو کیا یہ فرقہ پرستی ہے؟ اگر فرقہ پرستی یہی ہے تو مجھے اس فرقہ پرستی پر فخر ہے۔"

اس پر سامعین نے تحسین کے زبردست نعرے بلند کیے۔ اس شاندار تقریر کے دوران صرف ایک دفعہ کچھ ہندو لڑکوں نے کچھ خلل ڈالنے کی کوشش کی۔ انہوں نے یکایک "گاندھی جی کی جے" کا نعرہ لگایا۔ اسے سن کر مسٹر جناح ایک لمحے کے لیے رک گئے اور جلسے پر سناٹا چھا گیا پھر انہوں نے آہستہ سے کہا "ضرور! میں تہہ دل سے آپ کے ساتھ متفق ہوں۔ اس میں کیا شک ہے کہ گاندھی ہندوؤں کے بہت بڑے راہنما ہیں۔" اس کے بعد تمام طلباء' ہندو اور مسلمان دونوں آخر تک بالکل خاموشی سے تقریر سنتے رہے اور کسی نے خلل ڈالنے کی جرأت نہ کی۔ (سعید عباس)

مستقبل پر نظر

4)۔ خورشید خانم آغا خانی گھرانے کی ایک معزز خاتون تھی جس کے گھرانے سے قائداعظمؒ کے خاندانی مراسم تھے۔ اس نے آپ کو کھانے پر بلایا تو کھانے کے دوران ان کے بچوں کے مستقبل پر بات چھڑ گئی۔ قائداعظمؒ نے فرمایا۔ اس کو تو نیوی میں جانا چاہیئے اور یہ ملٹری سروس کے لیے زیادہ موزوں نظر آتا ہے اور یہ تیسرا ایئر میں سمجھتا ہوں۔ انڈین سول سروس میں جائے تو اچھا رہے گا۔"

Marfat.com

خورشید خانم نے کہا "ہم انگریز کی نوکری کیوں کریں؟ مجھے تو ان سے نفرت ہے۔"

قائداعظمؒ نے فرمایا "ایک وقت آئے گا جب ہمیں اپنی حکومت بنانا ہوگی۔ یہ تربیت اس وقت کام آئے گی۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ مسلمان بچے سروسز میں بھی آئیں۔ یہ واقعہ 1937ء کا ہے۔

اس واقعہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ قائداعظمؒ کی فراست وذہانت کس درجہ کی تھی۔ ان کی نگاہیں دُور تک دیکھتی تھیں۔ مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ مملکت کے وجود میں آنے کا انہیں کتنا یقین تھا اور بڑی بات یہ کہ کب اور کن حالات میں یہ یقین تھا۔

اس وقت جبکہ بڑے بڑے سیاسی راہنما پاکستان کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ قائداعظمؒ اس کے بننے کے بعد کی ضروریات کی منصوبہ بندی کر رہے تھے۔

Marfat.com

رشوت سے نفرت

دینِ اسلام میں رشوت کو بڑے گناہ کا درجہ دیا گیا اور رشوت لینے اور رشوت دینے والے دونوں کو جہنمی قرار دیا گیا ہے۔ حضرت قائداعظمؒ بھی ہر قسم کی رشوت سے شدید نفرت کرتے تھے۔

تحفے کی ٹوپی سے انکار

1943ء میں قائداعظمؒ کوئٹہ میں قاضی عیسیٰ کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ جہاں آپ نے ان سے ایک قراقلی ٹوپی خریدنے کی خواہش ظاہر کی۔ قاضی عیسیٰ انہیں عوض علی اینڈ سنز کی دکان پر لے گئے۔ مالک دکان نے ناپ لیا اور دوسرے دن ٹوپی تیار کر کے دے دی۔ قائداعظمؒ نے قیمت پوچھی تو اس نے کہا کہ آپ کا اسے قبول کر لینا ہی اس کی قیمت ہے لیکن قائداعظمؒ قیمت دینے پر مصر رہے اور مفت میں ٹوپی بلاقیمت لینے سے انکار کر دیا۔ آخر مالک دکان نے کہا کہ جو مرضی ہو دے دیجئے۔ آپ نے ڈیڑھ سو روپے کا چیک مالک دکان کو دیا جو اس نے قاضی عیسیٰ کو مسلم لیگ کے فنڈ میں جمع کرانے کے لیے دے دیا۔ وہ ٹوپی قائداعظمؒ نے پہن لی تو اس کا نام جناح کیپ پڑ گیا۔ یہ صرف ایک ٹوپی کی بات نہیں تھی۔ درحقیقت قائداعظمؒ کوئی غلط روایت قائم نہیں کرنا چاہتے تھے۔ ویسے بھی کوئی چیز بلاقیمت لینا ان کے مزاج کے خلاف تھا۔

رشوت کی دعوت بھی ہتک

قائداعظمؒ رشوت کی دعوت کو اپنی ذاتی توہین اور ہتک سمجھتے تھے۔ قائداعظمؒ ایک بار

Marfat.com

ریل میں سفر کر رہے تھے۔ انہوں نے درجہ اوّل کا ٹکٹ خریدا جو غلطی سے ان کے ملازم کے پاس رہ گیا۔ جب وہ منزلِ مقصود پر اُترے تو انہیں احساس ہوا کہ ان کا ٹکٹ تو نوکر کے پاس ہی رہ گیا ہے۔ آپ نے ٹکٹ کلکٹر کے پاس جا کر کہا کہ تم مجھ سے کرایہ وصول کرلو۔ ٹکٹ کلکٹر نے کہا کہ آپ مجھے صرف دو روپے دے دیں اور تشریف لے جائیں۔ قائداعظمؒ وہیں ڈٹ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا "تم میری ہتک کے مرتکب ہوئے ہو اس لیے اپنا نام پتہ بتاؤ۔" اس دوران لوگ جمع ہو گئے اور چہ میگوئیاں کرنے لگے بعض نے حضرت قائداعظمؒ پر فقرے بھی چست کیے مگر قائداعظمؒ اپنی جگہ اور اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔ نتیجہ یہ کہ مسافروں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالنے والا ٹکٹ کلکٹر دو روپے رشوت طلب کرنے کی پاداش میں نوکری سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ (مساوات لاہور۔ 11 ستمبر 1975ء)

عہدے کی رشوت سے انکار

لارڈ ریڈنگ جب وائسرائے ہو کر ہندوستان آئے تو وہ مسٹر جناح کی قابلیت کے بے حد معترف تھے۔ انہوں نے اس مردِ آزاد کو حکومت برطانیہ کے وفاداروں میں شامل کرنے کی خاطر انہیں ہائیکورٹ کا جج لگانے پر اصرار کیا۔ اس میں ناکام ہو کر انہیں اپنی ایگزیکٹو کونسل میں ممبرلاء کی حیثیت سے لینا چاہا جو درحقیقت وزارت کا منصب تھا لیکن جناح صاحب نے اس پیش کش کو بھی ٹھکرا دیا۔ ایک اور موقع پر اس نے اشارتاً کہا کہ کیا خطابات پانے والوں کی فہرست میں ان کا نام شامل کیا جائے؟ تو انہوں نے جواب دیا "مَیں سر محمد علی جناح کہلانے کی بجائے صرف مسٹر جناح کہلانے کو ترجیح دوں گا۔" (ملت کا پاسبان۔ از کرم حیدری)

رزق حرام سے نفرت

ایک مرتبہ قائداعظمؒ نے کسی شخص کا مقدمہ لڑنے کے لیے بھاری فیس وصول کی مگر ہوا یہ کہ انہیں عدالت میں پیش ہونے کا موقع ہی نہ ملا اور کسی نہ کسی طرح مقدمے کا فیصلہ ہو گیا۔ یہ ایک انتہائی عجیب واقعہ تھا۔ کیس کا تو فیصلہ ہو گیا تھا اگر وہ اس میں پیش نہ ہوئے تو اس میں ان کا کیا قصور۔ تاہم انہوں نے جو رقم وصول کی تھی یہ کہہ کر واپس کر دی کہ جب میں اپنا فرض ادا ہی نہیں کر سکا تو اس کا معاوضہ کیوں لوں؟

Marfat.com

انعام کی رشوت سے انکار

اسی طرح ایک شخص نے مقدمے میں کامیابی کی خوشی میں انہیں کچھ رقم انعام کے طور پر دینا چاہی تو انہوں نے لینے سے صاف انکار کر دیا۔ (قائداعظم کے بہتر سال۔ از خواجہ رضی حیدر)

برطانوی وزیراعظم سے ہاتھ ملانے سے انکار

1935ء میں ملک کو فیڈریشن بنانے کی پیش کش ہوئی تو قائداعظمؒ واحد ہندوستانی لیڈر تھے جنہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر وزیراعظم برطانیہ لارڈ ریمزے میکڈانلڈ نے انہیں ذاتی ملاقات کی زحمت دی اور انہیں رام کرنے کے لیے کہا "اگر سنہا ایک صوبے کا گورنر بن سکتا ہے تو کوئی دوسرا کیوں نہیں بن سکتا؟ اگر سنہا لارڈ کا خطاب حاصل کر سکتا ہے تو کوئی دوسرا کیوں نہیں حاصل کر سکتا؟" یہ سنتے ہی قائداعظمؒ اُٹھ کھڑے۔ برطانوی وزیراعظم حیران و پریشان انہیں چھوڑنے دروازے تک آیا اور اس نے الوداع کہنے کے لیے مصافحہ کا ہاتھ بڑھایا تو قائداعظمؒ نے ہاتھ ملانے سے انکار کر دیا۔ اس نے کہا۔ "آخر کیوں؟" قائداعظمؒ نے فرمایا۔ "اب میں آپ سے کبھی نہیں ملوں گا۔ آپ کے خیال میں کوئی قابل فروخت چیز ہوں۔"

(اپنے معاصرین کی نظر میں)

سیاسی رشوت سے انکار

نواب ممدوٹ نے ایک خاص جماعت کے سربراہ کو انتخابات میں مسلم لیگ کا ساتھ دینے پر راضی کر لیا اور سربراہ صرف بیس ہزار روپے لینے پر آمادہ ہو گئے۔ قائداعظمؒ کو کسی طرح جلد ہی اس کا علم ہو گیا۔ انہوں نے فوراً ہی نواب صاحب کو یہ سیاسی رشوت دینے سے روک دیا کہ ہم اس قسم کی سودے بازی کو پسند نہیں کرتے۔ آج جو شخص ہمارے ہاتھ بیس ہزار میں بک سکتا ہے وہ کل بہ آسانی پچیس ہزار میں دشمن کے ہاتھ بک سکتا ہے۔ جسے مسلم لیگ میں آنا ہے وہ اس کے مقاصد سے متفق ہونے کی وجہ سے آئے۔ روپے کے لیے نہ آئے۔

(مولانا محمد جعفر شاہ پھلواروی)

Marfat.com

سفارش سے پرہیز

اسلام میں رشوت کی طرح سفارش بھی حرام کا درجہ رکھتی ہے۔ بُرے کام یا بُرے آدمی کی سفارش کرنے والا بھی شریکِ گناہ اور شریکِ جرم ہوتا ہے اور سزا کا حق دار بن جاتا ہے۔

حضرت قائداعظمؒ صرف اور صرف میرٹ پر یقین رکھتے تھے۔ اس لیے رشوت کی طرح سفارش کے بھی سخت خلاف تھے کہ اس سے قانون کی بالادستی ختم ہو جاتی ہے اور نا اہلی کا سیلاب آجاتا ہے جو ملک و قوم کے لیے ایک عذاب مسلسل اور زہر قاتل کی حیثیت رکھتا ہے۔

بیٹا بھی ہوتا تو سفارش نہ کرتا

1)۔ ایک دفعہ ان کے اسٹینو گرافر مسٹر مجاہد حُسین نے کسی جگہ ملازمت کے لیے درخواست دی لیکن ایک اور امیدوار کی کسی بڑے آدمی نے سفارش کردی اور اس کا انتخاب ہو گیا۔ کچھ دنوں کے بعد فیڈرل کورٹ میں اسٹینو کی آسامی نکلی۔ مجاہد حُسین نے دودھ کا جلا چھاچھ بھی پھونک کر پیتا ہے کے مصداق ڈرتے ڈرتے قائداعظمؒ سے درخواست کی کہ وہ سر شاہ محمد سلیمان سے ان کی سفارش کر کے تقرری کرا دیں۔ قائداعظمؒ یہ سن کر سخت ناراض ہوئے اور بولے کہ تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی اور کہا کہ "تم اگر میرے بیٹے بھی ہوتے تو میں تمہاری سفارش نہ کرتا۔ تمہیں شاید علم نہیں کہ حکومت نے میری سفارش حاصل کرنے کیلئے کیسی کیسی چالیں چلی ہیں۔" (قائداعظمؒ میری نظر میں از زکریا ساجد)

Marfat.com

بے لاگ تنقید کی خاطر انگریز کو سفارش سے انکار

2)۔ ایک بار قائداعظمؒ کے ایک دوست نے خط لکھا کہ ان کے لیے حیدر آباد کے ریذیڈنٹ جنرل سے سفارش کی جائے کہ وہ ان کو دوبارہ ملازمت پر بحال کر دے۔ اس کے جواب میں قائداعظمؒ نے انہیں لکھا کہ "انگریز حکام سے سفارش کرنا میرے اصول کے خلاف ہے میں نے یہ کام کبھی نہیں کیا اور نہ آج کروں گا۔ آپ کو معلوم ہے کہ میں ان پر کیسی بے دھڑک نکتہ چینی کرتا ہوں۔ اگر کسی دوست کے لیے کسی انگریز عہدیدار سے سفارش نہ سہی فرمائش ہی کر دوں تو بڑی خوشی سے میری فرمائش پوری کر دے گا مگر اگلے دن میں اسی کے کام یا محکمے پر تنقید یا تقریر کرنے کے لیے کھڑا ہوں گا تو وہ دور سے مجھے دیکھ کر مسکرائے گا۔ تو کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ میں ویسی ہی بے لاگ تنقید کر سکوں گا۔

(قائداعظمؒ کا مذہب اور عقیدہ از منشی عبدالرحمان)

حق تلفی کے خلاف جائز کام کی سفارش

3)۔ حضرت قائداعظمؒ کے ڈرائیور محمد حنیف آزاد سے روایت کے مطابق رائے پور کا ایک اسٹیشن ماسٹر ان سے ملنے دہلی آیا۔ وہ ان کے سیکرٹری سے ملا اور بتایا کہ "میں اپنی سروس کے سلسلے میں کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔" سیکرٹری نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا کہ "قائداعظم ان دنوں بے حد مصروف ہیں۔ اگر وہ چھوٹے چھوٹے کاموں کے لیے وقت دیتے رہے تو پھر تحریک پاکستان جیسا عظیم کام کس طرح سرانجام دے سکیں گے۔" سیکرٹری نے اسے واپس لوٹ جانے کا مشورہ دیا لیکن وہ محمد حنیف آزاد ڈرائیور سے ملا اور بتایا "میں بڑی دور سے آیا ہوں۔ قائداعظم تک پہنچنے کے سلسلے میں تم ہی میری کچھ مدد کرو۔"

جس پر ڈرائیور نے حضرت قائداعظمؒ سے اسی دن ذکر کیا اور انہیں بتایا کہ "اس اسٹیشن ماسٹر کو محض اس لیے ترقی نہیں دی جا رہی کہ وہ مسلمان ہے حالانکہ وہ شخص امتحان بھی پاس کر چکا ہے اور اصولی طور پر اسے بی گریڈ ملنا چاہیے۔ حضرت قائداعظمؒ نے یہ سنتے ہی اس شخص کو ملاقات کا شرف بخشا۔ جی آئی پی ریلوے کے ایک اعلیٰ انگریز افسر کو

Marfat.com

رقعہ لکھ کر اس دھاندلی کی طرف توجہ دلائی۔ فوری کارروائی ہوئی اور چند گھنٹے کے اندر اندر اسے بی گریڈ دینے کے احکامات جاری ہو گئے۔

اسٹیشن ماسٹر صاحب خُوشی خُوشی کاندھے پر پھلوں کا ٹوکرا لادے قائداعظمؒ کا شکریہ ادا کرنے واپس آئے۔ حضرت قائداعظمؒ کو اطلاع دی گئی تو انہوں نے محض اس لیے اسے ملنے سے انکار کر دیا کہ ”مَیں یہ نہیں چاہتا کہ کوئی شخص مجھ سے کہے کہ مَیں آپ کا ممنون ہوں یا آپ کا یہ احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گا۔ البتہ اسے یہ پیغام ضرور بھجوایا ”خُوب محنت سے کام کرو“

اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ قائداعظمؒ جائز کام کے سلسلے میں سفارش کو روا رکھتے تھے۔ خصوصاً کسی مظلوم کی امداد یا محروم کی حق تلفی کا مداوا کرنے کی خاطر۔

(محمد حنیف آزاد۔ ڈرائیور۔ قائداعظمؒ)

Marfat.com

شفقت

اُلفت 'محبّت 'الطاف ' رحمت 'عنایت 'لُطف و کرم

اللہ پاک نے فرمایا "اے محمد ﷺ!" ہم نے تمہیں سارے جہانوں کے لیے رحمت (شفقت) بنا کر بھیجا۔ (سورۃ الانبیاء: ۱۰۷)

رحمتِ دو عالم فرماتے ہیں کہ وہ ہم میں سے نہیں جو اپنے چھوٹوں پر رحم (شفقت) نہ کرے اور اپنے بڑوں کی عزت نہ کرے۔ (عمر بن شعیب 'داؤد 'ترمذی)

محبت و شفقت تو انسانیت کا جوہر اور اس کی رُوح ہے۔ حضرت قائداعظمؒ بچوں کے معاملے میں بہت نرم دل اور شفیق واقع ہوئے تھے اور ان سے بڑی شفقت فرماتے تھے۔ بچے بھی ان سے بڑی محبت کرتے تھے اور ان سے گہری عقیدت رکھتے تھے۔

یتیم بچے کے گھر کا راشن مقرر

1)۔ اپنی آخری علالت کے ابتدائی دنوں میں حضرت قائداعظمؒ اپنے معمول کے مطابق زیارت ریذیڈنسی کے سبزہ زار پر چہل قدمی کر رہے تھے کہ ایک خستہ حال بچہ سامنے سے گزرا۔ انہیں دیکھ کر لمحہ بھر کو رکا اور پھر آگے بڑھ گیا۔ جب قائداعظمؒ کی نظر اس پر پڑی تو انہوں نے صالح محمد کو پکارا کہ ذرا اس بچے کو بلاؤ۔ جب وہ بچہ آگیا تو انہوں نے صالح محمد کو کہا کہ اس سے پوچھو یہ کیا کرتا ہے اور کہاں جا رہا ہے۔ صالح محمد نے بچے سے پوچھ کر بتایا کہ یہ بازار سے چاول لینے جا رہا ہے۔ قائداعظمؒ نے دریافت کیا کہ اس کا باپ کہاں

Marfat.com

ہے۔ صالح محمد نے بچے سے پوچھ کر بتایا کہ اس کا باپ مر چکا ہے۔ ایک چھوٹا بھائی اور ایک بہن ہے۔ گھر میں بڑا یہی ہے اور گھر کا سارا کام کاج کرتا ہے۔

23 دسمبر 1982 کے کوئٹہ کے ٹی وی پروگرام میں جناب صالح محمد نے بتایا کہ حضرت قائداعظمؒ نے ازراہِ شفقت اس بچے کے گھر کا راشن مقرر کر دیا تھا۔

(صالح محمد ' ہیڈ مالی ۔ زیارت)

بچوں کے منی آرڈر۔ ذاتی دستخطوں سے وصول

2)۔ ایک بار ایک بچے نے مسلم لیگ کے چندے کے لیے حضرت قائداعظمؒ کے نام منی آرڈر بھیجا۔ تو انہوں نے یہ منی آرڈر خود وصول فرمایا اور فارم پر اپنے دستخط ثبت فرمائے۔ انہوں نے اس بچے کا منی آرڈر بنفس نفیس ذاتی طور پر اس لیے وصول فرمایا تھا کہ وہ ان کے دستخط دیکھ کر خوش ہو جائے۔ اس سے ظاہر ہے کہ حضرت قائداعظمؒ بچوں کا کتنا خیال رکھتے تھے۔

بچوں کے تحفے سارا راستہ ہاتھوں میں اُٹھائے رکھے

3)۔ ایک مرتبہ قائداعظمؒ جلوس کے ساتھ بازار سے گزر رہے تھے۔ دو بچوں نے انہیں اپنی چھت پر سے دیکھا تو اپنے قائد کو پہچان لیا۔ وہ پوری قوت سے چلائے۔ قائداعظمؒ! قائداعظمؒ! آپ نے نگاہ اُٹھا کر انہیں دیکھا اور ہاتھ ہلایا۔ اُس لمحے دو سنگترے بچوں کی طرف سے کار میں آگرے۔ قائداعظمؒ نے نہایت عقیدت سے وہ اُٹھائے اور بچوں کو دیکھ کر شفقت سے دوبارہ مسکراتے ہوئے ہاتھ ہلایا۔ آپ نے انکے تحفے کو سارے راستے ہاتھ میں رکھا۔ (اخبارِ خواتین)

نقشہ پاکستان۔ پردہ دار بچی کی رومال پر کشیدہ کاری

4)۔ کوئٹہ میں 1943ء میں قائداعظمؒ وائسرائے ہند کو ملنے گئے تو ایک چیز جیب میں ڈال کر لے گئے۔ وہ چیز تھی پاکستان کا نقشہ جس میں مسلمان اکثریت والے صوبے سبز رنگ سے دکھائے گئے تھے۔ انہوں نے وائسرائے کو بتایا کہ یہ نقشہ ایک گیارہ سال کی لڑکی نے

Marfat.com

ریشمی رومال پر سوزن کاری سے کاڑھا تھا۔ یہ لڑکی روہیل کھنڈ کے پرانی وضع کے مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئی تھی اور گھر میں پردے کی سخت پابندی کی وجہ سے مدرسے میں پڑھنے کے لیے نہیں گئی۔ حضرت قائداعظمؒ نے خود ان کے گھر جا کر یہ تحفہ وصول کیا اور سنبھال رکھا۔ وائسرائے نے دیکھا تو دستکاری کی تعریف کیے بغیر نہ رہ سکا۔ قائداعظمؒ نے کہا کیا میں ان لوگوں کو سکھاتا ہوں کہ وہ پاکستان مانگیں؟ درحقیقت یہ خیال ہر طبقے کے دل میں پختہ ہو گیا ہے۔ لارڈ لنلتھگو اس نقشے سے بہت متاثر ہوا اور ان پر واضح ہو گیا کہ پاکستان کا تصور پردہ دار خواتین اور چھوٹی بچیوں کے دلوں تک پہنچ گیا ہے اور اب یہ خیال بدلا نہیں جا سکتا۔ (سر عبدالقادر)

سنسان اسٹیشن پر دو کمسن بچوں کا استقبال

5)۔ پاکستان بننے سے کئی سال پہلے قائداعظمؒ بمبئی سے دہلی جا رہے تھے جب رات کے ڈیڑھ بجے ان کی گاڑی کسی چھوٹے سے ریلوے اسٹیشن پر رکی تو کسی نے زور سے ان کے ڈبے کی کھڑکی کو کھٹکھٹایا سردیوں کی ویران اور سنسان رات میں قائداعظمؒ کے ملازم نے ان کے کہنے پر کھڑکی کھولی تو دو کمسن بچے سردی میں ٹھٹھر رہے تھے۔ قائداعظمؒ نے متعجب ہو کر پوچھا۔ ”تم اس وقت یہاں کیا کر رہے ہو؟“ بچوں نے کہا ”ہم آپ کو دیکھنے آئے ہیں۔ تمہیں کیسے پتہ چلا کہ مَیں اس گاڑی سے آ رہا ہوں۔ ”ہم نے اخبار میں پڑھا پھر آگے خود اندازہ لگا لیا۔“ قائداعظمؒ نے پوچھا ”تم مجھے کیوں دیکھنا چاہتے تھے؟“ ”آپ ہمارے لیے پاکستان بنا رہے ہیں۔“ قائداعظم نے پوچھا ”اچھا بتاؤ پاکستان کا مطلب کیا ہے۔“ وہ ملک جہاں مسلمانوں کی حکومت ہو گی۔“

قائداعظمؒ نے یہ واقعہ 11 جولائی 1947ء کو جموں کشمیر کانفرنس کے قائم مقام صدر چودھری حمید اللہ خاں اور سیاسی کارکن محمد اسحاق قریشی کو سنایا اور آخر میں فرمایا ”دیکھئے! نہرو اور گاندھی کہتے ہیں کہ انہیں پاکستان کا مطلب سمجھ نہیں آتا۔ حالانکہ اگر سمجھنے کی نیت ہو تو اسکول کے کمسن بچے بھی اس کو سمجھ سکتے ہیں۔“

Marfat.com

مسلمان بچوں میں قوم کا احساس

6)۔ قائداعظمؒ بچوں کی ہمیشہ حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ 1940ء میں دہلی سے لاہور تشریف لے جا رہے تھے۔ غازی آباد کے ریلوے اسٹیشن پر گاڑی رکی۔ قائداعظمؒ نیچے اُترے تو دیکھا کہ دس برس کا ایک بچہ پھولوں کے ہار لیے کھڑا ہے۔ دوسرے استقبالیوں کو چھوڑ کر قائداعظمؒ از خُود اس کی طرف بڑھے اور کافی جھک کر اسے اپنے گلے میں ہار ڈالنے کا موقع دیا۔ پھر اس بچے سے پوچھا "تم کیوں آئے ہو؟" بچے نے کہا "آپ کو دیکھنے کیلئے۔" قائداعظم نے مزید پوچھا "تم مجھے کیوں دیکھنے آئے ہو؟" بچے نے جواب دیا "قوم کیلئے۔" قائداعظمؒ نے بچے کی پیٹھ ٹھونک کر شاباش دی اور خُوشی سے حاضرین کو بتایا "مسلمانوں کے بچوں میں بھی اب قوم کا احساس پیدا ہو گیا ہے۔

(قمر تسکین۔ روزنامہ مساوات لاہور۔ قائد ایڈیشن 1975ء)

بچے کی پاکستان کی تعریف جہاں جہاں مسلمان وہاں پاکستان

7)۔ مطلوب الحسن سید لکھتے ہیں کہ جب ہم میسور سے واپس ہوئے تو آدھ راستہ طے ہونے کے بعد چائے پینے کے لیے ایک ریلوے اسٹیشن کے سامنے رکے۔ ہماری کار کو لوگوں نے پہچان لیا تو زندہ باد کے نعرے لگنے لگے۔ قریب ہی ایک سات آٹھ سال کا بچہ بالکل ننگ دھڑنگ کھڑا اور زور سے پاکستان زندہ باد کے نعرے لگا رہا تھا۔ قائداعظمؒ نے اس کو قریب بلا کر پوچھا "پاکستان کے نعرے لگا رہے ہو۔ پاکستان کیا ہے۔ کچُھ اس کے بارے میں جانتے ہو؟" بچے نے کہا "صاحب مَیں اور تو کچُھ نہیں جانتا۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ جہاں مسلمان ہوں وہاں مسلمانوں کی حکومت۔ جہاں ہندو ہوں وہاں ہندوؤں کی حکومت ہونی چاہیئے۔" قائداعظمؒ بولے "بس یہی تو ہے پاکستان۔" پاکستان کی اس مختصر تعریف سے وہ اس قدر خُوش ہوئے کہ انہوں نے ہمیشہ اپنی آئندہ تحریروں میں اس واقعہ کا ذکر کیا۔

(مطلوب الحسن سید)

Marfat.com

صداقت

حق گوئی ' بے باکی ' راست بازی ' سچّائی ' راست گفتاری

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ایمان والوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اللہ سے ڈریں اور سچی بات کہیں (الاحزاب:۷۰) ہمارے پیارے رسول پاک ﷺ اس حکمِ ربانی پر بچپن سے ہی اس طرح کاربند تھے کہ سارا مکہ ظہورِ نبوت سے پہلے ہی انہیں صادق اور امین مانتا تھا۔

سچائی نہ صرف انسانی خُوبیوں میں سے اہم ترین اور اولین اہمیت کی حامل ہے بلکہ راست گفتاری تو ہر قیادت کے لیے ایک لازمی صفت ہے کہ یہ دوسرے تمام اوصاف کے لیے بنیاد کا کام دیتی ہے۔ قائداعظمؒ نے بھی اپنے آقا ﷺ کی سنت کی پیروی میں ساری زندگی راست بازی اور سچائی وبیباکی کو اختیار کیے رکھا اور یہی صداقت ان کا امتیازی نشان بن گئی۔

زندگی بھر کا شعار

1)۔ 1946ء میں جب قائداعظمؒ پاکستان کی جنگ اصولی طور پر جیت چکے تھے۔ ایک ملاقات کے موقع پر مشہور کشمیری راہنما چودھری غلام عباس مرحوم نے ان سے کہا "یہ سب کچھ آپ کی ذہانت و فراست کا نتیجہ ہے۔" ظاہر ہے کہ یہ فقرہ انہوں نے ازراہِ عقیدت تعریف کے طور پر کہا تھا لیکن یہ سُن کر قائداعظمؒ قدرے چونکے اور بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"میرے متعلق میرے دشمن جو چاہیں کہیں ' انہیں اختیار ہے لیکن میرے

Marfat.com

دوستوں کو علم ہونا چاہیئے کہ محمد علی جناح نے کانگریس کو جس سیاست سے ہر قدم پر مات دی ہے۔ اس کا نام راست بازی اور سچائی ہے۔''

جھوٹے مقدمے لینے سے انکار

2)۔ قائداعظمؒ نے جناب حُسین امام کو ایک واقعہ سُناتے ہوئے کہا کہ وکالت کے سلسلے میں میرا قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی موکل آتا ہے تو مَیں اس سے کہتا ہوں کہ میری دو دن کی فیس اور اپنے کاغذات میرے دفتر میں جمع کرادو۔ پھر مقدمہ کی تاریخ سے چند روز قبل میرے پاس آؤ۔ چنانچہ ایک موکل نے ایسا ہی کیا مگر جب میں نے اس کے کاغذات پڑھے تو معلوم ہوا کہ میرے موکل کا کیس بہت کمزور ہے اور وہ حق پر نہیں۔ اس لیے مَیں نے اس کے کاغذات پڑھنے کا برائے نام معاوضہ منہا کر کے اس کا روپیہ اور کاغذات واپس کر دیئے۔ فرمایا ''حُسین امام! میں جھوٹے مقدمے کی پیروی کیوں کروں؟ میرا کام تو سچائی کی حمایت کرنا ہے۔ (جناب حسین امام)

سچے ہو تو ڈٹے رہو

3)۔ شہید ملت نوابزادہ لیاقت علی خاں قائداعظمؒ کے قابلِ اعتماد ساتھیوں میں سے تھے اور قائداعظمؒ بھی انہیں اپنا دستِ راست کہتے تھے۔ نوابزادہ صاحب کا کہنا تھا کہ قائداعظمؒ کے ساتھ بارہ برس کی رفاقت میں مَیں نے چند نہایت اہم باتیں سیکھی تھیں۔ اوّل یہ کہ اپنی زبان سے کوئی ایسی بات نہ کہو کہ جس پر پوری طرح عمل کرنے سے تم قاصر ہو۔ دوسرے اپنے ذاتی تعلقات اور رجحانات کو قومی مفاد میں ہرگز خلل انداز نہ ہونے دو اور اس معاملے میں دوسروں کے کہنے کی قطعاً پرواہ نہ کرو اور تیسرے اگر تم سمجھتے ہو کہ کسی بات میں تم راستی (سچائی) پر ہو تو دشمن کے آگے خواہ وہ کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو۔ ہرگز نہ جھکو۔ (لیاقت علی خاں' وزیراعظم پاکستان)

سخت الفاظ میں حق گوئی اور بیباکی

4)۔ قائداعظمؒ محمد علی جناح جب 1910ء میں پہلی مرتبہ سنٹرل لیجسلیٹو کونسل کے رکن بنے۔

Marfat.com

توانہیں جنوبی افریقہ کے ہندوستانیوں کی حالت پر تقریر کرنے کو کہا گیا تو آپ نے بلا جھجک جنوبی افریقہ میں ہندوستانیوں پر انگریزوں کی زیادتیوں کی نشاندہی کی اور اس سلسلے میں سختی اور ظلم کے الفاظ استعمال کیے۔ لارڈ منٹو وائسرائے ہند اس اجلاس کی صدارت کر رہے تھے وہ چونکے اور بولے "معزز مقرر کو ایوان کے آداب کا خیال رکھنا چاہیئے۔" قائد اعظمؒ نے فوراً جواب دیا۔ "جنابِ والا! اگر مجھے ایوان کے آداب کا خیال نہ ہوتا تو میں اس سے بھی زیادہ سخت الفاظ استعمال کرتا۔" اس سے ان کی حق گوئی اور بیباکی کی جھلک نظر آتی ہے۔ (شیر محمد گریوال۔ روزنامہ جنگ' راولپنڈی 11' ستمبر 1985ء)

دشمن کو بھی سچ کی نصیحت

5)۔ ایک مرتبہ گاندھی اور قائد اعظمؒ میں ایک بات طے ہو گئی مگر اگلے دن گاندھی جی نے اعلان کر دیا کہ میری اندرونی روشنی نے مجھے بتایا ہے کہ یہ فیصلہ درست نہیں ہے۔ جب قائد اعظمؒ کے سیکرٹری نے ان کی توجہ اس طرف دلائی تو آپ نے فرمایا۔ "جہنم میں جائے اس کی اندرونی روشنی۔ سچ سچ کیوں نہ کہہ دیا کہ مجھ سے غلطی ہوئی۔"

Marfat.com

ضبط و نظم

تنظیم

تنظیم　　نظم و ضبط　　ڈسپلن

نظم و ضبط، ڈسپلن اور تنظیم جیسے اوصاف کے بغیر نہ تو زندگی کے اعلیٰ مقاصد کا حصول ممکن ہے اور نہ ہی کوئی قابلِ ذکر کامیابی پاؤں چوم سکتی ہے۔ حفظ مراتب اور ضابطوں کی پابندی قوم کی کامرانی کی ضامن ہوتی ہے۔

قائداعظمؒ نے اطاعت کی مثال قائم کردی

1)۔ 1946ء میں علی گڑھ میں ایک جلسہ عام منعقد ہوا جس کی صدارت نوجوان طالب علم محمد نعمان نے کی۔ دوسرے مقررین کے بعد جب قائداعظمؒ تقریر کرنے کے لیے کھڑے ہوئے تو صدر جلسہ نے آپ کو تقریر کرنے سے روک دیا۔ آپ فوراً بیٹھ گئے اور جب اس نے دوبارہ تقریر کرنے کے لیے کہا تو آپ کھڑے ہوئے۔ جلسہ ختم ہونے کے بعد قائداعظمؒ نے مسٹر نعمان سے پوچھا کہ تم نے یہ کیا حرکت کی؟ تو اس نے کہا "میں نے مجمع پر رعب بٹھانے کے لیے ایسا کیا تھا۔" اس پر آپ نے کہا "تم نے میرا نظم و ضبط دیکھا۔ تم کو بھی ایسے ہی نظم و ضبط سے کام لینا چاہیے۔" اگر اس وقت میری جگہ کوئی اور لیڈر ہوتا تو وہ اپنی توہین سمجھ کر فوراً جلسے سے چلا جاتا اور اس طرح جلسے میں انتشار پیدا ہو جاتا۔"

(منظور حسین عباسی)

Marfat.com

میرا ٹکٹ کیوں نہیں مانگا؟

2)۔ پاکستان کا گورنر جنرل بننے کے بعد قائداعظمؒ نے آل انڈیا مسلم لیگ کا ایک خصوصی اجلاس دسمبر 1947ء میں بلایا۔ خالق دینا ہال کے صدر دروازے پر داخلے کے ٹکٹوں کی چیکنگ نیشنل گارڈز کے سالار اعلیٰ نواب صدیق علی خان کر رہے تھے۔ وقت مقررہ پر قائداعظمؒ حسب ضابطہ اپنے داخلے کا پاس جیب میں ڈالے اپنے اے۔ڈی۔سی کے ہمراہ تشریف لائے تو سالار اعلیٰ نے آپ کا ٹکٹ چیک کرنا بے ادبی سمجھا اور سلام کر کے ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ قائداعظمؒ اندر داخل ہوئے' دو قدم چلے' پھر ٹھہرے صدیق علی خاں کو اشارے سے بلایا اور پوچھا "آپ نے میرا ٹکٹ کیوں نہیں مانگا؟" صدیق علی خاں نے کہا "معذرت چاہتا ہوں۔" قائداعظمؒ نظم و ضبط کے خُود بھی پابند تھے اور اس کی تلقین دوسروں کو بھی کرتے تھے۔

گھر میں بھی نظم وضبط

3)۔ یہ جولائی 1948ء کا واقع ہے۔ قائداعظمؒ اپنی بیماری کے دوران زیارت میں قیام فرما تھے۔ ان کے اے۔ڈی۔سی فلائٹ لفٹیننٹ آفتاب احمد خاں گھر کے کنٹرولر (ہاؤس کیپر) کی ذمہ داریاں بھی سنبھالے ہوئے تھے۔ وہی کھانے کا مینو بھی بناتے تھے۔ کھانا آنے سے پہلے قائداعظمؒ نے اس سے پوچھا۔ "آج کیا پکا ہے؟" لیکن جب کھانا آیا تو وہ اس سے مختلف تھا۔ اس پر قائداعظمؒ نے پوچھا "مسٹر آفتاب! یہ کیا قصہ ہے؟" مس فاطمہ جناح نے کہا کہ آفتاب نے آپ کو ٹھیک بتایا تھا۔ مَیں نے اپنے طور پر کھانے میں تبدیلی کر دی تھی۔ قائداعظمؒ نے فرمایا "یہ مناسب نہیں' مینو آفتاب کی ذمہ داری ہے اور وہی اس کے لیے جوابدہ ہے۔ اس کے علم اور مرضی کے بغیر تمہیں اس میں کوئی تبدیلی نہیں کرنی چاہیئے تھی۔" تو یہ تھے قائداعظمؒ جن کی دُنیا میں قواعد و ضوابط کا احترام ہر رشتے' ہر جذبے اور ہر تعلق سے بالاتر تھا۔

Marfat.com

قانون کی سربلندی گورنر جنرل نے گزرنے کی بجائے

خُود ریلوے پھاٹک بند کروادیا

4)۔ جس زمانے میں قائداعظمؒ گورنر جنرل ہاؤس میں قیام پذیر تھے تو کبھی سیر کے لیے ملیر تک جاتے تھے لیکن کوئی خصوصی حفاظتی انتظام نہیں ہوتا تھا۔ صرف اے۔ڈی۔ سی گل حسن ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے ہوتے تھے۔ ایک روز راستے کا ریل کا پھاٹک بند تھا۔ کار وہاں پہنچ کر رک گئی یہ دیکھ کر اے۔ڈی۔ سی گاڑی سے اُترے اور پھاٹک والے سے کہا کہ اگر گاڑی دُور ہے تو پھاٹک کھول دو کار میں قائداعظمؒ بیٹھے ہیں۔ پھاٹک والے نے یہ کہہ کر کہ گاڑی ابھی دُور ہے۔ پھاٹک کھول دیا۔ گل حسن آکر اپنی جگہ بیٹھ گئے اور کار کے ڈرائیور عزیز کو اشارہ کیا کہ آگے چلو۔ عزیز نے کہا کہ صاحب کا حکم ہے۔ گاڑی نہیں چلے گی۔ اسی لمحے قائداعظمؒ نے گل حسن سے کہا "گل! اس آدمی کو کہو کہ پھاٹک بند کردے۔" جب اس کو یہ حکم دیا گیا تو اس نے حیران ہو کر پھاٹک بند کردیا حالانکہ گاڑی ابھی دُور تھی۔ کچھ دیر کے بعد ٹرین گزری۔ پھاٹک کھلا تو گورنر جنرل پاکستان کی اسٹاف کار حسبِ ضابطہ آگے بڑھی۔

قائداعظمؒ نے گل حسن سے پوچھا "گل آپ کو معلوم ہے کہ مَیں نے آپ سے پھاٹک بند کروانے کو کیوں کہا تھا؟" اس نے کہا "جناب! مجھے نہیں معلوم۔" قائداعظمؒ نے فرمایا "اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر میں ہی اپنی ہدایات اور احکامات پر عمل نہیں کروں گا تو پھر مَیں دوسروں سے یہ توقع کیسے رکھ سکوں گا کہ وہ میری ہدایات اور احکامات پر عمل کریں۔ جب کہ مَیں ملک کا سربراہ بھی ہوں۔"

استقبالی ہجوم کو بھی نظم وضبط کی پابندی سکھادی

5)۔ قائداعظمؒ جب 17 اگست 1947ء کو اپنی ہمشیرہ مس فاطمہ جناحؒ کے ہمراہ کراچی تشریف لائے تو ان کا طیارہ رن وے پر دوڑتا ہوا رک گیا اور قائداعظمؒ مسکراتے ہوئے سیڑھیوں پر آئے تو ہجوم دیوانہ وار آگے بڑھ کر ان کے بالکل قریب پہنچ گیا۔ انہیں غیر منظم دیکھ کر

Marfat.com

قائداعظمؒ کی مسکراہٹ غائب ہوگئی۔ کوئی دوسرا ہوتا تو عوامی مقبولیت کے اس مظاہرے سے بہت خوش ہوتا لیکن قائداعظمؒ ان سے بالکل مختلف تھے۔" انہوں نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا" ایسے موقع پر آپ کو نظم و ضبط کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔ آپ ایک آزاد ملک کے ذمہ دار شہری کی حیثیت اختیار کرنے والے ہیں۔ آپ کو اصولوں پر سختی سے عمل کرنا چاہیئے۔ مَیں اس وقت تک طیارے سے نہیں اُتروں گا۔ جب تک آپ لوگ پیچھے ہٹ کر اپنی جگہ نہیں چلے جاتے۔ قائداعظمؒ کے یہ الفاظ سن کر مجمع اسی جوش سے پیچھے ہٹ گیا جس جوش سے وہ آگے بڑھا تھا۔ (سیّد ھاشم رضا)

قانون سب کیلئے برابر۔ قانون پسند ملازم پر فخر

6)۔ یہ واقعہ ستمبر 1947ء کا ہے۔ قائداعظمؒ گورنر جنرل ہاؤس کے جنوبی لان میں سیر کرتے ہوئے اس کے جنوبی گیٹ کے بالکل قریب جا نکلے۔ جہاں ایک نیا گارڈ ڈیوٹی پر کھڑا تھا جس نے قائداعظمؒ کو پہلے نہیں دیکھا تھا۔ اس نے کہا" یہیں رک جایئے صاحب! آپ آگے نہیں جا سکتے۔ آرڈر نہیں۔" اسی دوران آپ کے اے۔ڈی۔سی لفٹیننٹ ایس۔ایم۔احسن بھی وہاں پہنچ گئے۔ قائداعظمؒ نے کہا" احسن! ذرا اس کو بتایئے کہ مَیں کون ہوں۔" احسن نے گارڈ سے کہا" بھئی کیا کر رہے ہو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ یہ ہیں قائداعظمؒ پاکستان کے گورنر جنرل۔"

گارڈ نے کہا" نہیں جناب مَیں نہیں جانتا کہ یہ صاحب کون ہیں اور نہ مَیں جاننا چاہتا ہوں۔ جو آرڈر مجھے ملا ہے اس کی پابندی کرنا میرا فرض ہے خواہ کوئی ہو۔" قائداعظمؒ اس جواب سے اتنے متاثر ہوئے کہ فرمایا" احسن! خُدا ہمیں اس قسم کے اور آدمی عطا فرمائے۔ جب تک پاکستان میں اس قسم کے انسان موجود ہیں مجھے پاکستان کیلئے نہ کوئی فکر ہے نہ خطرہ۔" پھر گارڈ کو مخاطب کر کے فرمایا" شاباش! ہر وقت اسی طرح اپنا فرض بجا لاتے رہو۔ مجھے تم پر فخر ہے۔ پاکستان کو تم پر فخر ہے۔ قانون واقعی سب کیلئے ایک ہوتا ہے۔" (میاں منظر بشیر۔ قائداعظمؒ چند یادیں' چند باتیں نمبر 142)

Marfat.com

طنز و مزاح

شگفتہ مزاجی   ظرافت   حسِ لطافت

شگفتگی اور مزاح زندگی میں رنگ اور ریانی میں لہر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے بغیر زندگی کے تلخ حقائق ناقابلِ برداشت ہو جاتے ہیں۔ قائداعظمؒ کی حسِ مزاح جتنی تیز تھی اتنی ہی شستہ و شائستہ بھی تھی۔

جج کے دونوں کانوں کے درمیان کچھ نہیں

1)۔ ایک مرتبہ قائداعظمؒ بار بار ایک نکتہ جج کو ذہن نشین کروانے کی کوشش کر رہے تھے جبکہ جج اس نکتے کو نظرانداز کرتے ہوئے اگلے نکات سننا چاہتا تھا مگر قائداعظمؒ اسی ایک نکتے پر اصرار کرتے رہے۔ تو جج نے کہا "مسٹر جناح! آپ شوق سے اس نکتے کی وضاحت کیجئے۔ میں ایک کان سے سن رہا ہوں اور دوسرے کان سے اُڑاتا جا رہا ہوں۔" قائداعظمؒ نے یہ چبھتا ہوا جملہ سنا تو ان کی رگِ ظرافت پھڑک اُٹھی۔ انہوں نے جواب دیا "حضور والا! مَیں جانتا ہوں کہ آپ کے دونوں کانوں کے درمیان ایسی کوئی چیز موجود نہیں جہاں یہ نکتہ ٹھہر سکے۔" کسی کو بے دماغی کا طعنہ اس سے اچھے الفاظ میں اور کیا دیا جا سکتا ہے۔

(ظفر علی راجا۔ مشرق 27 دسمبر 1985ء)

تھرڈ کلاس کے ٹکٹ میں پارلر کے مزے کیسے؟

2)۔ قائداعظمؒ کی حاضر جوابی اور شگفتہ مزاجی میں کوئی شک نہ تھا۔ قائداعظمؒ ہمیشہ شگفتہ گفتگو

Marfat.com

کرتے۔ ایک ہندو صنعتکار ایک بار قائداعظمؒ کے پاس کوئی مقدمہ لے کر آیا قائداعظمؒ نے مقدمہ کی جو فیس طلب کی وہ اس کی توقع سے بہت زیادہ تھی۔ اس نے اتنی زیادہ فیس پر حیرت کا اظہار کیا اور ان سے رعایت کی درخواست کی تو قائداعظمؒ نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ "تو جناب اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ تھرڈ کلاس کے ٹکٹ پر ریلوے سیلون میں سفر کا لطف اُٹھانا چاہتے ہیں۔" (ہیکٹر بولا یتھو)

ہجوم میں سب سے ہاتھ ملاؤں گا تو ہاتھ یہیں رہ جائے گا

3)۔ 29 دسمبر 1941ء کو عید قربان حضرت قائداعظمؒ نے ناگ پور میں منائی۔ نمازِ عید کا انتظام جلسہ گاہ کے پنڈال میں کیا گیا تھا۔ پچاس ساٹھ ہزار کا اجتماع ہو گیا۔ نمازِ عید کے بعد ہر شخص قائداعظمؒ سے ہاتھ ملانے کے لیے بے چین تھا مگر انہوں نے کسی سے ہاتھ نہیں ملایا اور مائیک تک پہنچے اور کہا "آپ سب کو عید مبارک" حاضرین نے بیک آواز کہا "آپ کو بھی عید مبارک" قائداعظمؒ نے فرمایا "اگر آپ سب لوگ مجھ سے ہاتھ ملائیں گے تو میرا ہاتھ یہیں رہ جائے گا۔ یہ سُن کر سب لوگ ہنس پڑے۔ قائداعظمؒ نے السلام علیکم کہا اور کسی سے ہاتھ ملائے بغیر اپنی کار کی طرف چلنے لگے اور فضا پاکستان زندہ باد اور قائداعظمؒ زندہ باد کے نعروں سے گُونج اُٹھی۔

چائے کی پیالی کا اُبال

4)۔ قائداعظمؒ اوٹاکمنڈ جا رہے تھے راستے میں چائے پینے کے لیے ایک اسٹیشن پر اُترے تو آپ کے گرد لوگوں کا ہجوم ہو گیا۔ آپ کے سیکرٹری نے آپ کی توجہ اس ہجوم کی طرف دلائی تو مسکراتے ہوئے فرمانے لگے۔ "چائے کی پیالی کا ابال ہے۔ ابھی ختم ہو جائے گا۔"

ابلیس بائیبل کا حوالہ دے رہا ہے

5)۔ ایک دفعہ مرکزی مجلس قانون ساز میں مسٹر جارج ہبل نے تقریر کرتے ہوئے امریکی صدر ابراہام لنکن کا حوالہ دیا۔ قائداعظمؒ نے فوراً کہا "دیکھئے ابلیس بائیبل کا حوالہ دے رہا ہے حالانکہ اس نے بائیبل کبھی پڑھی تک نہیں۔"

Marfat.com

6)۔ قائداعظمؒ نے بچپن میں اردو نہیں پڑھی تھی۔ لہجہ اور تلفظ بھی درست نہیں تھا لیکن وہ تحریکِ پاکستان کی قیادت سنبھالنے کے بعد اردو بولنے کو ترجیح دیتے تھے۔ اس لیے انہوں نے تمام ساتھیوں کو ہدایت دے رکھی تھی کہ جہاں بھی کوئی غلط لفظ بولوں فوراً ٹوک دیں۔ قائداعظمؒ کے ڈرائیور محمد حنیف نے کوئی حماقت کی اسے سخت ناراض ہونے کے بعد ڈانٹا درشت لہجے میں کہا "گدا" حنیف نے ٹوکا "نو سر گدا نہیں گدھا۔" قائداعظمؒ ہنس کر اس غلطی پر ٹوکنے کا شکریہ۔"

امام ضامن کی بدولت اخبار سے بھی حفاظت؟

7)۔ ایک موقع پر بیگم غلام حسین ہدایت اللہ نے محمد علی جناح کے بازو پر امام ضامن باندھا۔ ڈان کے ایڈیٹر مسٹر الطاف حسین بھی پاس کھڑے تھے۔ قائداعظمؒ نے ان کو اپنا بازو دکھاتے ہوئے (از راہِ مذاق) کہا "اب میں ڈان سے بھی محفوظ ہوں۔"

مہاراجہ کو باورچی کی نوکری کی پیشکش

8)۔ قائداعظمؒ کشمیر میں تھے۔ کھانا کھاتے ہوئے کسی نے کہا کہ مہاراجہ ہری سنگھ بڑے اچھے کھانے پکانا جانتا ہے۔ قائداعظمؒ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ "انڈہ تو میں بھی پکا سکتا ہوں۔ البتہ مہاراجہ پسند کرے تو میں اسے اپنے ساتھ بمبئی لے جانے کو تیار ہوں۔ مجھے ایک اچھے باورچی کی ضرورت ہے۔"

نقال کو ٹوپی اور عینک کا تحفہ

9)۔ علی گڑھ میں نعمان نامی ایک ذہین و فطین لڑکے نے حضرت قائداعظمؒ کی نقل اُتار کر دکھائی تو وہ اس سے ناراض ہونے کی بجائے اتنے محظوظ ہوئے کہ اپنی مونوکل اور ٹوپی اسے تحفہ دیدی تاکہ آئندہ وہ اور زیادہ بہتر انداز میں آپ کی نقل اُتار سکے۔ پھر وہ لڑکا جنرل سیکرٹری مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن بنا اور طلباء کی بیداری کیلئے اس نے بہت کام کیا۔

Marfat.com

ظاہرداری سے نفرت

منافقت' بناوٹ' دکھاوے اور دوغلے پن سے نفرت

دین اسلام میں سب سے زیادہ خلوصِ نیت پر زور دیا گیا ہے کیونکہ تمام تر اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ منافقت' بناوٹ' دکھاوا اور دوغلا پن اخلاص کی ضد ہیں اس لیے ان کو گناہِ عظیم قرار دیا گیا ہے اور منافقین کے لیے جہنم کی سزا کی وعید ہے۔ ان کے دھوکے کا اجر عذاب دوزخ ہے۔ حضرت قائداعظمؒ سچائی پر پختہ یقین رکھتے تھے اس لیے وہ دکھاوے اور بناوٹ و منافقت سے سخت نفرت رکھتے تھے اور اس کے انتہائی خلاف تھے۔

نمائش سے انکار

1)۔ 1937ء کے لکھنؤ سیشن کے موقع پر کسی نے تجویز پیش کی کہ کانگرس کی طرح ہمیں بھی کھدر پوشی اختیار کرنی چاہیئے۔ اس پر قائداعظمؒ نے فرمایا "میں نمائش اور دکھاوے کی سیاست کا قائل نہیں۔ (جسٹس سجاد احمد جان)

امیرالمومنین کے لقب سے انکار

2)۔ قائداعظمؒ نمود و نمائش اور تصنع کو پسند نہ کرتے تھے۔ جس کام اور جس بات کے لیے خود کو اس کا اہل نہ پاتے تو صاف صاف بتا دیتے۔ ایک مرتبہ ان کے بعض عقیدت مندوں نے ان کے لیے امیرالمومنین کا لقب استعمال کیا۔ آپ نے ایسا کرنے سے انہیں فوراً

Marfat.com

روک دیا اور فرمایا "مَیں نہ مذہبی پیشوا ہوں اور نہ روحانی راہنما۔ اس لیے مَیں خُود کو اس لقب کا سزاوار نہیں پاتا۔" (قائداعظمؒ میری نظر میں۔۔۔اے۔ایچ۔اصفہانی)

مُقدّس کتاب کے ذریعے سستی شہرت سے انکار

3)۔ قیامِ کوئٹہ کے دوران ایک روز یحیٰ بختیار (سابق اٹارنی جنرل پاکستان) اپنا کیمرہ لے کر قائداعظمؒ کی رہائش گاہ پر پہنچے۔ اس وقت قائداعظمؒ رسول پاک ﷺ کی احادیث کی کسی کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے۔ یحیٰ بختیار یہ چاہتے تھے کہ وہ قائداعظمؒ کی تصویر ایسے زاویے سے لیں کہ کتاب کا ٹائیٹل بھی اس میں نظر آسکے لیکن قائداعظمؒ نے تصویر کھنچوانے سے پہلے یہ کتاب الگ رکھ دی اور یحیٰ بختیار کے اصرار پر فرمایا کہ میں ایک مقدس کتاب کو اس قسم کی (ذاتی) پبلسٹی کا موضوع بنانا پسند نہیں کرتا۔

قائداعظمؒ کا اندر باہر ظاہر وباطن ایک

4)۔ قائداعظمؒ کے کردار کا نمایاں ترین وصف یہ تھا کہ وہ انتہائی دیانتدار تھے۔ وہ اپنی قوم سے بھی دیانتدار تھے اور اپنے دشمن سے بھی۔ ان کا ظاہر و باطن ایک تھا۔ ہندو راہنما مہاتما گاندھی نے روحانیت کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا لیکن وہ عمل میں ریاکاری کی تصویر تھے۔ عوام کا من موہنے کے لیے وہ کئی کرتب کھیلتے تھے۔ پہنتے لنگوٹی تھے۔ رہتے آشرم میں تھے لیکن غذا ایسی کھاتے تھے جس کا غریب عوام خواب میں بھی تصور نہیں کر سکتے۔ پھر وہ مرن برت رکھتے تھے اور اندر کی آواز کا انتظار کرتے تھے۔ قائداعظمؒ ایسی کسی لغویت کے قائل نہیں تھے۔ وہاں جو آواز بھی آتی اندر سے ہی آتی تھی۔ ان کے ہاں کوئی آوازیں مختلف نہیں ہوتی تھیں کیونکہ ان کا اندر باہر یکساں تھا۔ (ڈاکٹر عبدالسلام خورشید)

ذاتی خرچ قوم کی خدمت پر

5)۔ گاندھی جی تیسرے درجے میں سفر کرتے تھے جس کا ہندو پریس بڑا پراپیگنڈہ کرتا تھا۔ اس کے برعکس قائداعظمؒ درجہ اوّل میں سفر کرتے تھے۔ ایک بار مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں بعض ارکان نے تجویز دی کہ آپ بھی گاندھی کی طرح تیسرے درجے میں سفر

Marfat.com

کیا کریں۔ قائداعظمؒ نے فرمایا "میرے لیے ایسا کرنا ریاکاری (منافقت) ہو گا۔ خواہ میں کچھ بھی ہوں۔ ریاکار (منافق) نہیں ہوں۔ براہِ کرم آپ مجھے یہ نہ بتایئے کہ میں کیا کروں اور کیا نہ کروں۔ مَیں اپنے سفر پر قوم کا روپیہ خرچ نہیں کرتا۔ میں اپنا پیسہ صرف کرتا ہوں اور طرزِ زندگی میں جو مناسب سمجھوں گا۔ اختیار کروں گا۔"

نصب العین خاموشی سے مخلوقِ خدا کی خدمت

6)۔ قائداعظمؒ سے 1937ء میں سوال کیا گیا کہ لکھنؤ میں اچھوت قوم کے لیڈر چودھری آپ کو پارٹی دینا چاہتے تھے۔ آپ نے انکار کیوں کیا؟ قائداعظمؒ نے جواب دیا "مَیں اپنے ذاتی نام و نمود کا پراپیگنڈہ نہیں کرنا چاہتا تھا اور ان غریبوں کا پیسہ بھی خوامخواہ نہیں خرچ کروانا چاہتا تھا۔ اگر کوئی ان کا جلسہ ہو گا تو اس میں نہ صرف حاضر ہوں گا بلکہ ان کے یہاں رضاکارانہ طریق پر خدمت کرنا فخر خیال کروں گا اور اسی طرح خاموشی کے ساتھ مخلوقِ خدا کی انسانی خدمت کرنے کی اپیل ہر مسلمان سے کرتا رہوں گا۔"

(گفتار قائداعظمؒ از احمد سعید)

دکھاوے کیلئے شیروانی پہننے سے انکار

7)۔ قائداعظمؒ کو 1916ء کے لکھنؤ سیشن کا صدر منتخب کیا گیا تو انہیں کانپور سے اسپیشل ٹرین کے ذریعے لانے کا فیصلہ ہوا۔ بڑے بڑے عمائدین نے ان کا استقبال کیا۔ استقبال تو خیر ہوا اور بہت تپاک اور دھوم دھام سے ہوا لیکن ایک اُلجھن پڑ گئی۔ ان کے استقبال کے لیے جو پوسٹر شائع کیے گئے تھے۔ ان میں انہیں مولانا محمد علی جناح لکھا گیا تھا۔ جبکہ ان پر لباس سے کسی یورپی لارڈ کا گمان ہو رہا تھا۔ کلین شیو' بہترین سوٹ اور آن بان شان۔ راجہ صاحب محمود آباد نے اس مسئلے کا حل یہ تجویز کیا کہ قدامت پسند مسلمان عوام کو متاثر کرنے کے لیے وہ چند دنوں کے لیے شیروانی پہن لیں۔ اس پر قائداعظمؒ نے کہا "اوّل تو سردست میرے پاس کوئی شیروانی ہے ہی نہیں اور دوسرے یہ کہ محض دکھاوے کے لیے میں شیروانی یا کوئی بھی ایسا لباس ہرگز نہیں پہنوں گا جو میں عام طور پر نہیں پہنتا۔"

Marfat.com

عاجزی وانکساری

انکسار　　کسرِ نفسی　　فروتنی　　عجز وانکسار

عاجزی وانکساری بندگی کی علامت ہے۔ یہ تکبر اور غرور کی نفی ہے۔ یہی خدا کی بڑائی اور بزرگی کو تہہ دل سے تسلیم کرنے کا اعلان ہے۔ یہی معراج بشیریت ہے اور یہی عظمتِ آدم۔ حضرت انس ؓ کے مطابق صحابہ کے نزدیک رسول پاک ﷺ سے زیادہ کوئی شخص محبوب نہ تھا۔ اس کے باوجود تو آپ ﷺ کو دیکھ کر اس لیے اُٹھ کر کھڑے نہیں ہوتے تھے کہ یہ بات حضور ﷺ کو پسند نہ تھی۔ (شمائلِ ترمذی) قائداعظمؒ کی طبیعت میں عجز وانکسار بہت تھا۔

بانی پاکستان میں نہیں بلکہ ہر مسلمان

1)۔ 14 اگست 1947ء کی روح پرور شام تھی جب گورنر جنرل مسکرا کر اپنے مداحوں سے مبارکبادیں وصول کر رہے تھے۔ ایک غیر ملکی صحافی نے ان سے کہا آپ کتنے خوش نصیب ہیں کہ آپ نے آج اپنی قوم کے لیے ایک ملک حاصل کر لیا۔ آپ بانی پاکستان ہیں۔ قائداعظمؒ نے جواب دیا۔ مَیں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ پاکستان میری زندگی میں بن گیا لیکن پاکستان کا بانی نہیں ہوں۔ صحافی نے متعجب ہو کر پوچھا "اگر آپ اس مملکت کے بانی نہیں تو پھر کون ہے؟" قائداعظمؒ کا جواب تھا۔ "ہر ایک مسلمان۔"

(سید ہاشم رضا۔ کراچی مارچ 1986ء)

Marfat.com

ہاتھی کی سواری سے انکار

2)۔ قائداعظمؒ دس بجے دن جالندھر تشریف لائے تو ایک بڑا اجتماع ریلوے اسٹیشن پر جمع ہو گیا۔ جب گاڑی رکی تو ان کی ایک جھلک دیکھنے کو ہر کوئی بیتاب تھا۔ مقامی راہنماؤں نے حضرت قائداعظمؒ کی سواری کے لیے ایک شاندار ہاتھی کا انتظام کیا تھا جو کپور تھلہ کے راجہ سے مانگا گیا تھا۔ جب قائداعظمؒ کو یہ معلوم ہوا تو انہوں نے ہاتھی پر سوار ہونے سے انکار کر دیا اور فرمایا "میں کوئی راجہ یا نواب نہیں ہوں کہ ہاتھی کی سواری کروں۔"

(ڈاکٹر ابن یوسف عباسی امروز 25 ستمبر 1976ء)

نعرہ تکبیر کے بعد قائداعظمؒ زندہ باد کی ضرورت نہیں

3)۔ 12 جولائی 1946ء کو قائداعظمؒ نے حیدر آباد کی وسیع و عریض مکہ مسجد میں نمازِ جمعہ ادا کی ان کی موجودگی کی وجہ سے نمازیوں کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ صفیں سڑک پر چار مینار تک پھیلی ہوئی تھیں۔ سارا وقت پُرجوش حاضرین نعرہ تکبیر اللہ اکبر' قائداعظمؒ زندہ باد' عثمان علی خاں زندہ باد کے نعرے لگاتے رہے۔ قائداعظمؒ نے مولانا مظہر علی کامل سے پوچھا تو انہوں نے کہا عوام و خواص اپنے جوش کا اظہار کر رہے تھے۔ قائداعظمؒ نے کہا۔ مجھے جوش و ولولہ پر اعتراض نہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ نعرہ تکبیر اللہ اکبر کے بعد ان نعروں (قائداعظمؒ زندہ باد) کی نہ کوئی ضرورت ہے نہ گنجائش۔ قوم کو ان نعروں سے ہٹایئے لیکن ایک دم نہیں۔ آہستہ آہستہ۔

کہاں کی قائداعظمی؟

4)۔ جولائی 1946ء میں حیدر آباد دکن میں قیام کے دوران ایک نجی تقریب میں مسلم لیگ کے لیے چندہ کے طور پر ایک معقول رقم پیش کی گئی۔ اس موقع پر معروف مشہور محقق' عالم اور صوفی بزرگ مولانا مناظر احسن گیلانی نے ایک مختصر لیکن موثر تقریر کی جس میں لفظ "قائداعظمؒ" بار بار آیا۔ جب سب سے آخر میں قائداعظمؒ کے خطاب کی باری آئی تو انہوں نے کہا "گرامی قدر مولانا صاحب نے اپنی تقریر میں بار بار میرے لیے قائداعظمؒ کا

Marfat.com

لفظ استعمال کیا۔ قائداعظمؒ کا رتبہ اور منصب تو بہت بلند ہے۔ مَیں تو ایک طرح کا وکیل ہوں جس طرح دوسرے مقدمات لڑتا ہوں۔ اسی طرح لیگ کا مقدمہ بھی لڑ رہا ہوں۔ آپ اللہ تعالیٰ سے میری کامیابی کی دُعا فرمائیں۔"

قائداعظمؒ کے ان انکسار مگر اخلاص سے بھرپور الفاظ کا مولانا صاحب پر عجب اثر ہوا۔ ان پر رقت طاری ہو گئی اور انہوں نے قائداعظمؒ کا ہاتھ تھام لیا۔ انہوں نے مولانا صاحب کے ہاتھ کو تھپتھپاتے ہوئے کہا "مولانا آپ بزرگ ہیں۔ نہ رویئے میرے لیے دُعا کیجیے۔" اس واقعہ کی اہمیت کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو علم و فضل اور رشد و ہدایت کی دُنیا میں مولانا گیلانی کے مرتبے سے تھوڑے بہت واقف تھے۔

لوگوں کا ہاتھ چُومنا بھی گوارا نہیں؟

5)۔ 24 دسمبر 1945ء کو ڈسٹرکٹ کونسل مسلم لیگ بمبئی کے چند کارکن قائداعظمؒ کے دولت خانے پر ایک جلسے میں شرکت کی دعوت دینے گئے تو مصافحہ کرتے ہوئے جوشِ عقیدت سے مجبور ہو کر آپ کا ہاتھ چُوم لیا۔ یہ حرکت دیکھ کر قائداعظمؒ نے فرمایا "لوگوں کو چاہیئے کہ وہ مجھے معمولی آدمی تصور کریں۔ پیرومرشد نہ سمجھ لیں۔ اس طرح لوگوں میں غلط اور تباہ کُن طریقے سے سَر جھکانے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ جسے عرفِ عام میں شخصیت پرستی کہتے ہیں اور یہ مرض نقصان دہ اور مضرت رساں ہونے کے علاوہ اسلام میں ناروا اور ناجائز ہے۔ (انقلاب بمبئی 25 دسمبر 1945ء)

ابھی ایک اور قائداعظمؒ کی ضرورت ہے

6)۔ قائداعظمؒ کی بلند کرداری اور عظمت کا بچوں کو بھی احساس تھا اور وہ خُود بھی ان کے نقشِ قدم پر چلنا چاہتے تھے۔ قائداعظمؒ نے ایک بچے سے پوچھا "بیٹا! تم بڑے ہو کر کیا بننا چاہتے ہو؟" بچے نے جواب دیا "قائداعظم!" قائداعظمؒ نے فرمایا "ہاں پاکستان کو ابھی ایک اور قائداعظمؒ کی ضرورت ہے۔" اسی طرح انہوں نے طلباء سے ایک بار کہا تھا "تم میں سے کسی کو جناح بھی بننا ہے۔" اس کا مطلب یہ ہے کہ قائداعظمؒ اپنے آپ کو حرفِ آخر یا ناگزیر نہیں سمجھتے تھے۔

Marfat.com

عدل وانصاف

انصاف پسندی　　عدل گستری　　منصف مزاجی

"بے شک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے۔ انصاف اور نیکی کا۔" (النحل: ۱۴' آیت: ۹۰)

عدل و انصاف صرف شخصی اوصاف ہی نہیں۔ یہ معاشرے کے وجود کے ضامن بھی ہیں۔ کیونکہ جہاں انصاف نہ رہے امن بھی نہیں رہ سکتا اور امن نہ رہنے کا مطلب ہے قوم کی مکمل تباہی۔ ہمارے پیارے رسول ؐ سب سے زیادہ عادل اور سب سے بڑے منصف تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا تھا۔ "اور اگر ان میں فیصلہ فرماؤ تو انصاف سے فیصلہ کرو۔"

(المائدہ: ٦' آیت: ۴۱)

میں تجاوز پسند نہیں کرتا

1)۔ پنجاب کے مشہور مسلم لیگی کارکن ملک برکت علی کی دعوت پر 1946ء میں قائداعظمؒ لاہور تشریف لائے تو چائے کی دعوت میں قائداعظمؒ کے سامنے جو کیک رکھا گیا وہ ہندوستان کے نقشے کے مطابق بنایا گیا تھا اور اس میں پاکستان کے حصے میں آنے والے علاقوں کا رنگ سبز دکھایا گیا تھا۔ جب قائداعظمؒ نے کیک کاٹا تو بڑی احتیاط سے سبز حصہ الگ کر دیا۔ یہ دیکھ کر کسی نے کہا۔ "جنابِ والا! ذرا سا حصہ اور کاٹ دیجئے۔" قائداعظمؒ نے فرمایا "میں تجاوز (بے انصافی) کسی صورت پسند نہیں کرتا۔"

Marfat.com

ذاتی تحفے میں بھی برابر کا حصہ

2)۔ قائداعظمؒ کو الفانسو آم بہت پسند تھے جس زمانے میں وہ سر عبداللہ ہارون کی کوٹھی سی فیلڈ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ بمبئی سے ان کے کوئی دوست ان کے لیے روزانہ کلودو کلو تازہ الفانسو آم بھیجتے تھے۔ کھانے کی میز پر عبداللہ ہارون کی بیگم اور ان کے تینوں بیٹے قائداعظمؒ کے ساتھ بیٹھتے تھے۔ قائداعظمؒ آموں میں انہیں برابر کا شریک کرتے۔ ایک روز سعید ہارون نے کہا "جناب! ہماری تو خواہش ہے کہ ان آموں سے آپ ہی شوق فرمائیں۔ یہ خاص طور پر آپ ہی کے لیے آتے ہیں۔" قائداعظمؒ نے فرمایا "نہیں! ان پر ہم سب کا برابر کا حق ہے۔" اس چھوٹے سے واقعہ سے ان کی انصاف پسندی ظاہر ہوتی ہے۔

نہ سینکڑوں کی رعایت منظور۔ نہ پچاس پیسے چھوڑنے پر تیار

3)۔ اپریل 1944ء میں انارکلی لاہور میں کپڑے کی ایک مشہور فرم کے مالک حاجی محمد صالح نے قائداعظمؒ کو اپنی دکان پر آنے کی دعوت دی۔ لاہور میں مسلمانوں کی ایک بڑی دکان کی حوصلہ افزائی اور سرپرستی کی خاطر آپ نے یہ دعوت قبول کرلی کیونکہ اس زمانے میں ہندو تجارت پر چھائے ہوئے تھے اور یہ انہیں برداشت نہ تھا۔ حسبِ وعدہ قائداعظمؒ اس دکان پر گئے۔ خوشنودی کا اظہار کیا اور چھ سوٹ پسند فرمائے۔ مالک نے بطور تحفہ پیش کرنے کی کوشش کی تو انہوں نے انکار کردیا۔ اس شرط پر کپڑے لیے کہ اس کا بل دیا جائے۔ اس کے بعد دکان کے مالک نے خواہش کی کہ ایک شیروانی بھی ہم سے سلوائیں۔ قائداعظمؒ نے شرط لگادی کہ ناپ ڈیوس روڈ پر ان کی قیام گاہ ممدوٹ ولا پر لیا جائے گا۔ دوسرے دن جب قائداعظمؒ شیروانی کا ناپ دے چکے تھے۔ حیدرآبادی بٹنوں کے سیٹ کے انتخاب کے دوران یہ گفتگو ہوئی۔

قائداعظمؒ: یہ چار سیٹ ٹھیک ہیں۔ ان کا بل دے دیجئے اور ہاں کپڑے کا بل بھی آپ نے ابھی تک نہیں بھیجا؟

ولی بھائی: جناب بل کا کیا ہے؟ آجائے گا۔

Marfat.com

قائداعظمؒ: میں ادھار لینے کا عادی نہیں۔ ابھی بل لایئے ورنہ کپڑے واپس کر دیئے جائیں گے۔"

ولی: بہت بہتر جناب ابھی بل پیش کرتے ہیں۔۔۔ اپنے مینجر سے بل بنوا کر پیش کر دیا۔۔۔

قائداعظمؒ: یہ بل مناسب نہیں۔ اس میں جان بوجھ کر قیمتوں کو بہت کم کر کے لکھا گیا ہے۔

ولی: جناب! یہ معمول کی رعایت ہے۔

قائداعظمؒ: نہیں۔ یہ معمول کی رعایت نہیں۔ اس سے مختلف ہے اور بہت زیادہ رعایت ہے۔ مجھے اس طرح کی رعایت لینا منظور نہیں۔ اس بل کو دوبارہ بنوایئے اور دوسرا بٹنوں کا بل کہاں ہے؟"

ولی: یہ ہے جناب۔ (قائداعظمؒ نے بٹنوں کا بل دیکھا۔)

قائداعظمؒ: ایک سیٹ میں تین بٹن کم تھے ان کے آٹھ آنے (پچاس پیسے) آپ نے کم نہیں کیے۔ معاف کیجئے۔ یہ بل بھی آپ کو دوبارہ بنانا پڑے گا۔

تو یہ تھے قائداعظمؒ نہ سینکڑوں کی رعایت منظور۔ نہ آٹھ آنے چھوڑنے پر تیار پائی پائی کا حساب اور ہر بڑے چھوٹے معاملے میں انصاف اور صرف انصاف۔

Marfat.com

غریب پروری

دُنیا کے ہر مذہب میں نادار' بے سہارا اور بے وسیلہ لوگوں کی خدمت کو عبادت کا جزو قرار دیا گیا ہے۔ دین اسلام میں زکوٰۃ سے غریبوں کی مدد کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اسے بنیادی ارکان میں شامل کیا گیا ہے۔ نماز کے ساتھ ہی زکوٰۃ کا حکم ہے۔ ہمارے پیارے رسول ﷺ غریبوں کی مدد کرنے میں سب سے زیادہ فیاض اور سخی واقع ہوئے تھے۔ محمد علی جناح نے بھی اپنے آقا ﷺ سے غریب پروری کا درس سیکھا تھا۔

اوّل خویش بعد درویش

1)۔ قائداعظمؒ کی سب سے چھوٹی بہن رحمت بائی تھیں۔ وہ سب سے زیادہ غریب تھیں۔ ان کے چھوٹے بھائی بھی اسی بہن کے پاس رہتے تھے۔ وہ مالابار ہل کی پہلی بلڈنگ کی پہلی منزل میں رہتے تھے۔ قائداعظمؒ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو سوٹ اور ساڑھیوں کا ایک پارسل اور ایک لفافہ جس میں پانچ سو کے نوٹ ہوا کرتے اپنے بہن اور بھائی کو میرے ہاتھ بھجواتے تھے۔ یہ تھی ان کی اپنے نادار اور غریب بہن بھائیوں سے محبت۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اوّل خویش اور بعد درویش کے قائل تھے۔ (محمد حنیف آزاد۔ ڈرائیور)

مقدمات کی مفت پیروی' اپیل پر اخراجات بھی ذاتی جیب سے

2)۔ قائداعظمؒ اپنے مالدار موکلوں سے بے شک زیادہ فیس لیتے تھے اور اس میں کسی کمی کے روادار نہیں تھے لیکن جہاں تک غریبوں کا تعلق تھا۔ ضرورت پڑنے پر نہ صرف ان کے مقدمات کی مفت پیروی کرتے بلکہ کورٹ فیس جیسے دوسرے اخراجات بھی خُود ادا کر

Marfat.com

دیتے۔

ایک مرتبہ ایک شخص اپنا مقدمہ لے کر قائداعظمؒ کے آفس آیا اور قاعدے کے مطابق پہلے ان کے منشی سے ملا۔ منشی نے ضروری معلومات حاصل کرنے کے بعد قائداعظمؒ سے بات کی کہ ایک موکل کہتا ہے کہ وہ بڑی اُمید لے کر آیا ہے اور اتنا غریب ہے کہ فیس بھی ادا نہیں کر سکتا۔ یہی جائیداد اس کا واحد سہارا ہے۔ قائداعظمؒ نے پوچھا تو پتہ چلا کہ مقدمہ صحیح ہے اور اور کاغذات ٹھیک ٹھاک ہیں۔ قائداعظمؒ نے منشی کو کہا "فیس نہ سہی۔ کوئی بات نہیں۔ مقدمہ لے لو۔" چنانچہ منشی نے مقدمہ لے لیا مگر عدالت میں اس مقدمے کا فیصلہ اس غریب مؤکل کے خلاف ہوا۔ قائداعظمؒ کے خیال کے مطابق عدالت کا یہ فیصلہ درست نہ تھا۔ انہوں نے مؤکل سے کہا۔ "تم ہائیکورٹ میں اپیل کرو۔ جیت جاؤ گے۔" مگر اس کے پاس تو اپیل کی مطلوبہ کورٹ فیس بھی نہیں تھی۔ یہ جان کر قائداعظمؒ نے تمام ضروری اخراجات اپنی ذاتی جیب سے ادا کیے اور اپیل دائر کر دی۔ پھر مفت پیروی کی اور اس بار جیسا کہ قائداعظمؒ کا خیال تھا۔ مقدمے کا فیصلہ اس کے حق میں ہوا۔ قائداعظمؒ نے اس کو مبارکباد دی اور رخصت کیا۔

بدکردار ملازم کو ایک ماہ کی تنخواہ زائد

3)۔ قائداعظمؒ کے ہندو نوکر نے ڈرائیور کی مس فاطمہ جناح سے شکایت کی کہ وہ اپنے ہمسایوں کے لیے باعثِ زحمت بنا ہوا ہے۔ رات کو دیر سے اپنے کوارٹر میں آتا ہے اور گانے بجانے و فضول شور شرابے سے دوسروں کی نیندیں حرام کرتا ہے۔ محترمہ فاطمہ جناح نے اسے تنبیہہ کی لیکن اس نے کوئی پرواہ نہ کی۔ اسی وجہ سے قائداعظمؒ کو اسے برخاست کرنا پڑا لیکن اسے ایک ماہ کی زائد مدت دی گئی اور میرے کہنے پر قائداعظمؒ نے اسے چال چلن کا سرٹیفکیٹ بھی دیا تاکہ وہ کسی دوسری جگہ پر نوکری کر سکے۔

(قائداعظمؒ کے ساتھ چھ مہینے۔ از محمد شریف طوسی)

Marfat.com

آغاز زندگی اکثر اوقات پیدل یا بس پر

غربت کا مزہ چکھا تھا

4)۔ عطار ربانی ایئر فورس کی طرف سے قائد اعظمؒ کے پہلے اے۔ڈی۔سی تھے۔ قائد اعظمؒ اپنے اے۔ڈی۔سی کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ناشتے اور کھانے پر محترمہ فاطمہ جناح کے علاوہ وہ قائد اعظمؒ کے ساتھ میز پر بیٹھتے تھے۔ ایسے موقعوں پر قائد اعظمؒ اکثر ہلکی پھلکی باتیں کرتے۔ کبھی کبھی اپنی زندگی کے حالات اور تجربات بھی بیان کرتے۔ اسی طرح ایک مرتبہ جب عطار ربانی قائد اعظمؒ کے سامنے بیٹھے تھے تو یہ گفتگو ہوئی۔

قائد اعظمؒ: ''اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کے بعد عملی سیاست میں حصہ لینا چاہیئے۔ تمہارا کیا خیال ہے میں نے کہاں سے ابتدا کی ہوگی؟''

عطار ربانی: ''آپ ہی فرمائیں۔''

قائد اعظمؒ: مجھے یہ بتانے میں کوئی عار نہیں کہ جب میں نے بمبئی میں پریکٹس شروع کی تو ہر صبح گھر سے چیمبر تک پیدل جانا پڑتا تھا۔ بس کا کرایہ ایک آنہ (چھ پیسے) تھا۔ ہر صبح یہ فیصلہ کرنا ہوتا تھا کہ بس پر جانا چاہیئے یا پیدل۔ سو میں سے نوے دفعہ پیدل جانا پڑتا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قائد اعظمؒ نے تنگ دستی کا مزہ چکھا تھا۔ اس لیے وہ غریبوں کی مدد میں پیش پیش رہتے تھے۔

Marfat.com

فرقہ واریت سے پاک اتحاد

ذات پات 'مذہبی فرقہ بندی 'علاقائی ولسانی عصبیت 'صوبائی تعصّب

اسلام اتحاد اور اخوت و مساوات کا دین ہے جس میں ایسے امتیازات کی کوئی گنجائش نہیں۔ حضرت قائداعظمؒ ملتِ اسلامیہ کے اتحاد کے علمبردار' داعی اور نقیب تھے۔ انہیں اس کی ذات پات' مسلک' رنگ و نسل اور زبان' علاقے یا صوبے کی بنیاد پر تقسیم ہرگز گوارا نہ تھی کہ وہ اسے اس کے وجود کے لیے زہر قاتل سمجھتے تھے۔ ان کا پہلا اصول اور آخری مقصد اتحاد تھا۔

اسلام پر اتحاد

1)۔ 1942ء میں قائداعظمؒ مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کیلئے الٰہ آباد اسٹیشن پر آئے تو بے پناہ ہجوم سے مخاطب ہو کر کہا" ایک خدا' ایک رسول ﷺ' ایک کتاب' ایک اُمت۔

"متحد ہو جاؤ' متحد"

انہوں نے اس سے پہلے 1941ء کی مردم شماری کے موقع پر بھی قوم سے یہی کہا تھا کہ وہ اپنی ذات اور عقیدہ صرف مسلمان ہی لکھوائیں۔

مسلک کے امتیاز سے بالاتر

2)۔ اینگلو عربیک کالج ہال دہلی میں مسلم خواتین و طالبات سے خطاب میں فرمایا۔ "اب مسلمانوں کی نجات اس میں ہے کہ وہ متحد ہو جائیں اور شیعہ سنی اور وھابی کے امتیازات کو بالائے طاق رکھ دیں۔" (نوائے وقت' لاہور' 7 نومبر' 1946ء)

Marfat.com

نہ شیعہ نہ سنی بلکہ مسلمان اور صرف مسلمان

3)۔ ایک احراری کارکن (مسلم لیگ مخالف) نے قائداعظمؒ سے پوچھا کہ وہ شیعہ ہیں یا سنی۔ جواب دینے کی بجائے انہوں نے اُلٹا اس سے سوال پوچھ لیا "رسول پاک ﷺ کیا تھے؟" اس نے کہا "وہ تو مسلمان تھے" قائداعظمؒ نے فرمایا "تو پھر میں بھی مسلمان ہوں۔" یہی بات انہوں نے نوجوان اور مخلص کارکن حنیف منیار سے فرمائی تھی۔ شریف الدین پیرزادہ کے مطابق اسی سلسلے میں حضرت قائداعظمؒ نے ایک مرتبہ ایک واقعہ سُنایا کہ ایک ہندو بیرسٹر مشرف بہ اسلام ہوا تو کئی مسلمان اسے مبارکباد دینے گئے کچھ دنوں کے بعد لوگوں نے اس سے پوچھنا شروع کر دیا کہ آپ شیعہ ہیں یا سنی؟ اس نے جواب دیا کہ ذات پات (چھوت چھات) اور فرقے بندی سے نجات پانے کے لیے تو میں مسلمان ہوا ہوں اور آپ پھر مجھے ان جھمیلوں میں دھکیل رہے ہیں۔

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

ذات پات سے ناآشنا

4)۔ ملک برکت علی جب ملک اللہ دین بیرسٹر کو حضرت قائداعظمؒ سے ملاقات کے لیے لے گئے تو اس نے پوچھا "جنابِ عالی! اگر پاکستان بن گیا تو اس میں اعوان قوم کی کیا پوزیشن ہوگی؟ قائداعظمؒ نے فرمایا "اعوان کیا؟" تو اس نے کہا کہ اعوان مسلمانوں کی ایک قوم (ذات) ہے۔" قائداعظمؒ نے فرمایا "پاکستان تمام مسلمانوں کا قومی وطن ہوگا۔"

(قائداعظمؒ کے آخری دو سال۔ عاشق حسین بٹالوی)

برادری ازم کی مخالفت

5)۔ بمبئی کے ایک بنکار نے ایک نہایت معیاری یتیم خانے کا افتتاح حضرت قائداعظمؒ کے دستِ مبارک سے کروانا چاہا تو انہوں نے یہ جان کر انکار کر دیا کہ اس ادارے کے آئین کے مطابق یہ ایک فرقے (بنکار کی برادری) کیلئے مخصوص تھا۔ جب بنکار نے آئین میں

Marfat.com

فوری طور پر ترمیم کر کے اسے مسلم یتیم خانہ بنایا تو انہوں نے بڑے شوق سے افتتاح فرمایا۔

فرقہ بندی سے نفرت

6)۔ کوئٹہ میں ایک شیعہ وفد قائداعظمؒ سے ملا تو اس نے یہ کہا کہ آپ ہمارے فرقہ سے ہیں تو انہوں نے فرمایا "نہیں۔ میں مسلمان ہوں۔"

شیعہ نہیں لیکن حضرت علیؓ کا احترام

7)۔ 1944ء میں گاندھی نے اکیس ماہ رمضان کو قائداعظمؒ سے مذاکرات کرنا چاہے تو انہوں نے ایک اخباری بیان کے ذریعے انکار کر دیا کہ اس روز حضرت علیؓ کا یومِ شہادت ہے۔ اس پر ایک مولوی (مولانا ظفر الملک) نے اعتراض کر دیا کہ اپنے شیعہ عقیدے کو تمام مسلمانوں سے منسوب کرنی کا کوئی حق نہیں۔ قائداعظمؒ نے مختصر سا جواب دیا "یہ صرف شیعہ عقیدے کا سوال نہیں۔ حضرت علیؓ مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ تھے اور اکیس رمضان کو بے شمار شیعہ و سنی مسلمان (بلالحاظ مسلک و عقیدہ) ان کا یومِ شہادت مناتے ہیں۔
(نواب صدیق علی خاں)

علاقائی عصبیت اور لسانی تقسیم سے بیزار

8)۔ حضرت قائداعظمؒ نے فرمایا "جو لوگ پاکستان کے دشمنوں کی شہ پر لسانی (زبان) کے جھگڑے اُٹھا رہے ہیں۔ وہ بیرونی ایجنٹ اور ففتھ کالمسٹ ہیں اور اس عظیم سلطنت کو تباہ کرنے کے درپے ہیں جو لاکھوں مسلمانوں کے قربانیوں سے حاصل ہوئی ہے۔ اسلام رنگ و نسل کا دشمن ہے۔ آپ ہر عصبیت کو ترک کر کے اسلام کی وسیع برادری میں شامل ہو جائیں۔

بتان رنگ و بو کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

Marfat.com

صوبائی تعصّب۔ ایک لعنت

9)۔ قائداعظمؒ نے ارشاد فرمایا۔ صوبائی تعصب سب سے بڑی لعنت ہے۔ ایک بیماری ہے۔ میں اس سے مسلمانوں کو نجات دلانا چاہتا ہوں۔ آپ کو بنگالی‘ پنجابی‘ سندھی‘ بلوچی اور سرحدی جھگڑے ختم کر دینے چاہئیں۔ یہ جذبہ تعلیمات اسلامی کے خلاف ہے۔ جب تک آپ اپنی زندگی اس سے پاک نہ کرلیں۔ آپ ترقی نہیں کرسکتے کیونکہ قوم اس وقت تک ترقی نہیں کرسکتی۔ جب تک کہ وہ ایک عزم کے ساتھ متحد ہو کر نہ چلے۔ اب تو ہم سب پاکستانی ہیں۔ ہم نہ بلوچی ہیں‘ نہ پٹھان ہیں‘ نہ سندھی ہیں‘ نہ بنگالی ہیں‘ نہ پنجابی ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ بجائے کسی اور نام کے پاکستانی کہلائے جانے پر فخر کریں۔ ہم سب پاکستانی ہیں اور مملکت پاکستان کے لیے ہم سب کو مل کر کام کرنا ہے۔ قربانیاں دینی ہیں اور وقت پڑے تو جان بھی دے دینی ہے۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابہ خاکِ کاشغر

Marfat.com

قربانی

ایثار و قربانی کے بغیر کوئی مقصد حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ جتنا عظیم مقصد ہو وہ اتنی بڑی قربانی مانگتا ہے۔ بے لوث قربانی ہی نصرت و کامرانی کی بشارت اور ضمانت ہوتی ہے۔ بڑے آدمی پہلے خود ذاتی قربانیاں دے کر مثال قائم کرتے ہیں اور پھر قوم ان کے نقش قدم پر چل نکلتی ہے تو منزل مقصود تک پہنچ جاتی ہے۔

جان کی قربانی

قائداعظمؒ کے ایک پارسی ڈاکٹر نے ایکسرے لینے کے بعد انہیں بتا دیا کہ انکے دونوں پھیپھڑے بری طرح دق کا شکار ہیں۔ کوئی دوسرا ہوتا تو ہر کام چھوڑ کر اپنے آرام اور علاج کی طرف توجہ دے کر زندگی کے دن بڑھانے کی کوشش کرتا لیکن قائداعظمؒ کا ردِ عمل بالکل مختلف تھا۔ آپ نے فرمایا "ڈاکٹر آج کے بعد نہ تو اس بیماری کا ذکر زبان پر لانا اور نہ ہی یہ ایکسرے فلم کسی کو دکھانا۔ اسے آج ہی سر بمہر کردو۔" چنانچہ یہ ایکسرے رپورٹ قائد کی وفات کے بعد بھی ایک طویل عرصے تک ڈاکٹر کی تجوری میں محفوظ رہی اور کسی کو کانوں کان بھی خبر نہ ہوئی کہ قائد کتنی مہلک اور جان لیوا مرض میں مبتلا ہیں۔ (جنرل محمد اعظم خاں۔ نوائے وقت' 25 دسمبر 1987ء)

صحت کی قربانی

اپنی علالت کو اتنی رازداری سے چھپائے رکھنے کی وجہ صرف یہ تھی کہ اگر انگریز اور ہندو لیڈروں کو اس بیماری کا پتہ چل گیا تو وہ آزادی اور تقسیم ہند کو ملتوی کردیں گے اور ان کی وفات کا انتظار کریں گے تاکہ مسلمانوں کو ایک الگ وطن نہ دینا پڑے۔ خواہ اس کے لیے دس بیس برس بھی انتظار کرنا پڑے۔ گویا یہ اخفاء علالت بھی قوم کی خاطر تھا۔

Marfat.com

قائداعظمؒ کو اس مرض الموت میں ان کے ڈاکٹروں اور دوستوں نے علاج کے لیے لندن جانے کا مشورہ دیا مگر انہوں نے انگریز سے علاج کروانا منظور نہ کیا۔ جب وہ بہت کمزور اور نحیف و نزار ہو گئے تو انہوں نے اپنے ذاتی عملے کو حکم دیا کہ انہیں کوئی اس حالت میں دیکھے۔ خصوصاً ان پر کسی انگریز کی نظر نہ پڑے چنانچہ جب آپ کراچی واپس جا رہے تھے تو کوئٹہ کے انگریز ایس۔پی۔ اسکاٹ کو بہانے سے کوئٹے سے میلوں دُور بھیج دیا۔

(سلیم چودھری۔ برقاب۔ دسمبر 1976ء)

کھانے کی قربانی

پاکستان کا گورنر جنرل مقرر ہونے کے بعد ان کی میز پر کبھی دو سے زیادہ کھانے نظر نہیں آئے۔ وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ جب میرے لاکھوں ہم وطنوں کو ایک وقت کی روٹی میسر نہیں تو پھر مجھے طرح طرح کے کھانے پکوانا اور کھانا کب زیب دیتا ہے۔ (مس فاطمہ جناح)

آرام کی قربانی

قرارداد پاکستان 1940ء کے بعد قائداعظمؒ دن رات مسلسل کام اور انتھک جدوجہد سے کافی کمزور ہو چکے تھے۔ ان کی صحت کی ابتر حالت سے سب سے زیادہ ان کی جانثار بہن مس فاطمہ جناح پریشان رہتی تھیں اور وہ انہیں بار بار مشورہ دیتی کہ کچھ آرام بھی کر لیا جائے لیکن وہ کہتے "کیا جرنیل چھٹی چلا جائے جبکہ اس کی فوج اپنی بقا اور سلامتی کی جنگ میں مصروف ہو۔"

(فاطمہ جناح حیات اور خدمات۔ آغا حسین ہمدانی)

مال کی قربانی

قائداعظمؒ وائسرائے کی کونسل کے رکن تھے۔ انہیں بجٹ اجلاس میں کسی اہم موضوع پر تقریر کرنی تھی۔ ایک شخص ان کے پاس ایک مقدمہ لے کر آیا اور دو لاکھ روپے فیس پیش کی لیکن قائداعظمؒ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ اس تاریخ کو بجٹ اجلاس میں میری شرکت ضروری ہے۔ اس لیے یہ کیس نہیں لے سکتا۔ (سید شمس الحسن) مسٹر کے ایل گابا سے روایت کے مطابق انہوں نے مقررہ دن پر اسمبلی میں جو تقریر کی اور جس پر انہوں نے دو لاکھ روپے کی خطیر رقم قربان کر دی۔ وہ صرف دس منٹ کی تھی۔

Marfat.com

کفایت شعاری

بچت　　　　　جزرسی

کفایت شعاری، جزرسی اور بچت دراصل فضول خرچی سے گریز اور اللہ پاک کی تمام نعمتوں کے باکفایت استعمال کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ حکیم میں ارشاد فرماتے ہیں۔ "اور وہ (مومن ہیں) کہ جب خرچ کرتے ہیں نہ حد سے بڑھیں نہ تنگی کریں اور ان دونوں کے بیچ اعتدال پر رہیں۔ (الفرقان پ:۱۹، آیت:۶۷) اس سے صاف ظاہر ہے کہ اسلام اعتدال اور توازن کا دین ہے۔ ہمارے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا "خرچ میں اعتدال آدھی معیشت ہے۔" اس لیے آپ ﷺ نے ہمیشہ فضول خرچی سے پرہیز فرمایا اور ہر معاملے میں میانہ روی اختیار کی۔ کفایت شعاری محمد علی جناح کے مزاج کا حصہ تھی۔ وہ ذاتی یا قومی وسائل کا ضیاع برداشت ہی نہیں کرسکتے تھے کیونکہ انہوں نے بڑی محنت سے رزق حلال کمایا تھا۔ وہ فرماتے تھے کہ مَیں اسٹریٹ لائٹ میں پڑھا ہوں اس لیے میں پیسے کی قدر جانتا ہوں۔

بجلی کی بچت

۱)۔ قائداعظمؒ کی یہ عادت تھی کہ کمرے سے نکلتے وقت بجلی کے سارے بٹن بند کردیا کرتے تھے۔ خواہ اپنے گھر میں ہوں یا کسی میزبان کے گھر۔ جب میں ان سے پوچھتا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ تو وہ فرماتے کہ ہمیں ایک ووٹ بھی ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔

جب میں ان سے آخری بار 31 اگست 1947ء کو گورنر جنرل ہاؤس میں ملا تھا۔ وہ مجھے سیڑھیوں تک چھوڑنے کیلئے آئے تو کمرے سے نکلتے وقت انہوں نے حسبِ عادت تمام سوئچ خود ہی آف کیے۔ مَیں نے ان سے کہا کہ جناب آپ گورنر جنرل ہیں اور یہ

Marfat.com

سرکاری قیام گاہ ہے۔ اس میں تو بتیاں جلتی رہنی چاہئیں۔ قائد نے جواب دیا یہ سرکاری قیام گاہ ہے۔ اس لیے تو مَیں اور بھی محتاط ہوں۔ یہ سرکاری خزانے کا پیسہ ہے اور مَیں اس پیسے کا امین ہوں۔ تم زینے سے اُتر جاؤ گے تو مَیں یہ بٹن بھی بند کر دوں گا۔"

(مضمون بے مثال لیڈر۔ ابو الحسن اصفہانی)

2)۔ قائداعظمؒ زیارت میں ڈاکٹر الٰہی بخش کے زیرِ علاج تھے۔ جولائی 1948ء کے آخر میں جب زیارت میں سردی زیادہ ہو گئی تو انہوں نے انہیں سردی سے بچانے کے لیے محترمہ فاطمہ جناح کی اجازت سے گرم کپڑوں کے لیے کراچی آرڈر دے دیا اور اگلے دن قائداعظمؒ کو بتایا کہ وہ جو پاجامے پہنتے ہیں وہ بہت پتلے ہیں۔ انہیں ڈر ہے کہ کہیں سردی نہ لگ جائے۔ قائداعظمؒ نے فرمایا کہ کھدر کے پاجامے بنوا لیے جائیں۔ ڈاکٹر نے کہا انہیں سوتی کپڑے کی نہیں بلکہ اُونی کپڑوں کی ضرورت ہے اور میں نے تیس گز وائیلا کا آرڈر دے دیا ہے۔ اس پر قائداعظمؒ نے نصیحت کی کہ یہ ایک غریب ملک ہے۔ اس کا ایک روپیہ بھی ضائع نہیں ہونا چاہیئے خواہ میری ذات پر ہی کیوں نہ ہو۔

قومی بچت کی خاطر جان کا خطرہ مول لے لیا

3)۔ قیامِ پاکستان کے وقت گورنر جنرل کے حصے میں ایک پُرانا دقیانوسی ڈکوٹا طیارہ آیا۔ جب قائداعظمؒ مشرقی پاکستان کے دورے پر تشریف لے جانے لگے تو پتہ چلا کہ اس جہاز کو پالم پور انڈیا کے ہوائی اڈے پر تیل لینے کے لیے لازمی اُترنا پڑے گا۔ دشمن کی سرزمین پر قدم رکھنا انہیں گوارا نہ تھا۔ دوسری صورت یہ تھی کہ کے۔ ایل۔ ایم کا طیارہ چارٹر کروایا جائے۔ انہوں نے فرمایا "پہلے اس کا کرایہ دریافت کیا جائے۔" آمد و رفت کا خرچہ تقریباً سات لاکھ تھا۔ خالی خزانے پر اتنا بوجھ ڈالنا مناسب نہیں سمجھا۔ بڑی سوچ بچار کے بعد قائداعظمؒ نے ایک ترکیب نکالی کہ ڈکوٹا جہاز میں ہی پیٹرول کی ایک زائد اضافی ٹینکی لگا دی جائے تاکہ اسے تیل لینے کے لیے راستے میں رکنا نہ پڑے۔ اتنی پر خطر تجویز پر ماہرین چیختے اور سر پیٹتے رہے لیکن قائداعظمؒ انتہائی خطرہ مول لے کر اسی فرسودہ طیارے سے مشرقی پاکستان کے پہلے اور آخری دورے پر تشریف لے گئے اور بخیریت واپس تشریف لے آئے۔

(بے تیغ سپاہی از نواب صدیق علی خاں)

Marfat.com

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عشق و محبّت رسول ﷺ دینِ اسلام کی بنیاد ہے۔ رسولِ پاک ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اس کے ماں باپ بہن بھائی بیوی بچے بلکہ خود اس کی جان سے بھی پیارا نہ ہو جاؤں۔ محمد علی جناح کو محبت و عقیدتِ رسول ﷺ ورثے میں ملی تھی کہ وہ ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے تھے۔ گھر میں پاکیزہ تربیت کے بعد انہوں نے سندھ "مدرسۃ الاسلام" اور "انجمن اسلام" جیسے اداروں میں تعلیم پائی جس سے ان کا جذبہ عشقِ رسول ﷺ اور بھی نکھرا اور بڑھا۔ حتیٰ کہ انہیں یقینِ کامل ہو گیا کہ رسولِ پاک ﷺ ہی سارے زمانوں کے عظیم ترین انسان۔ اکمل ترین راہبر اور ساری انسانیت کے ممتاز ترین راہنما ہیں۔ وہ اللہ کے برگزیدہ ترین اور آخری نبی ہیں جن کا لایا ہوا دین اسلام ہی اللہ کی طرف سے دینِ برحق ہے۔ ان پر نازل کردہ قرآن پاک ہی آخری الہامی کتاب ہے جو آفاقی و ابدی آسمانی ہدایت کی حامل ہے اور ان کی سیرت و سنت ہی کی تقلید و اطاعت میں ہم سب کی نجات ہے۔ محمد علی جناح اپنے آپ کو رسولِ پاک ﷺ کا ادنیٰ غلام سمجھتے تھے اور ان کا اُمتی ہونے پر فخر کرتے تھے کہ ان کو ساری عزت و شہرت اور نصرت اسی در سے ملی تھی۔ اس لیے ان کی ذات پر یہ شعر صادق آتا تھا۔

پاپوش میں لگی کرن آفتاب کی
دہلیز پہ کھڑا تھا رسالت مآب کی

بچوں پہ شفقت۔ رسولِ پاکؐ کی سنت

1)۔ کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر احسان رشید نے اپنے بچپن میں علی گڑھ میں اپنی

Marfat.com

آٹوگراف بک قائداعظمؒ کے سامنے رکھی تو وہ بڑی شفقت سے مسکرائے اور دستخطوں کی اس کتاب میں اپنے دستخط ثبت کرنے سے پہلے لکھا "ہمارے پیارے رسولؐ بچوں سے بہت محبت کرتے تھے۔ بڑے ہو کر اس بات کو یاد رکھنا۔"

(قائداعظمؒ کی شگفتہ مزاجی۔ سمیع اللہ قریشی)

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک قانون سازوں میں سرفہرست ہونے کی بدولت لنکنز ان میں داخلہ لیا

2)۔ محمد علی جناح اپنی نوجوانی کے آغاز میں (1892ء) میں جب قانون کی تعلیم حاصل کرنے انگلستان گئے تو سب سے مشہور بیرسٹری (وکالت) کے چار اداروں کا مطالعہ اور معائنہ کیا۔ لنکنز ان میں داخل ہوئے تو ان کی نظر اس تعلیمی ادارے کی دیوار پر ایک خوبصورت تحریر پر پڑی۔ انہوں نے اپنے گائیڈ سے پوچھا "یہ کیا ہے؟" اس نے جواب دیا۔ "دُنیا میں جتنے بھی قانون عطا کرنے والے گزرے ہیں۔ ان سب کے نام درج ہیں۔" انہوں نے پوچھا "سب سے اُوپر سرفہرست کس کا نام درج ہے؟" گائیڈ نے جواب دیا۔ "مقنن اعظم۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ہے۔" محمد علی جناح نے اسی لمحے یہ فیصلہ کر لیا کہ وہ اسی درسگاہ میں تعلیم حاصل کریں گے۔ ان کا یہ فیصلہ "رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے پناہ محبت اور گہری عقیدت کا روشن ثبوت ہے۔"

نذرانہ عقیدت بحضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

3)۔ 25 جنوری 1948ء میں محمد علی جناح نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں نذرانہ عقیدت پیش کیا "آج ہم یہاں دُنیا کی عظیم ترین ہستی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و تکریم کروڑوں عام انسان ہی نہیں کرتے بلکہ دُنیا کی تمام شخصیتیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سر جھکاتی ہیں۔ مَیں ایک عاجز ترین انتہائی خاکسار بندہ' اتنی عظیم، عظیموں کی بھی عظیم ہستی کو بھلا کیا اور کیسے نذرانہ عقیدت پیش کر سکتا ہوں۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عظیم مصلح تھے۔ عظیم راہنما تھے۔ عظیم

Marfat.com

قانون ساز تھے۔ عظیم سیاستدان تھے۔ عظیم حکمران تھے۔

کی محمد ﷺ سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

تقلیدِ اکبر بادشاہ نہیں۔ تقلیدِ رسول ﷺ

4)۔ 14 اگست 1947ء کو لارڈ ماؤنٹ بیٹن آزادی کی تقریبات میں حصہ لینے کراچی آئے تو انہوں نے اپنی تقریر میں کہا "مجھے اُمید ہے کہ اقلیتوں کے سلسلے میں پاکستان میں شہنشاہ اکبر کی تقلید کی جائے گی۔" حضرت قائد اعظمؒ نے دوٹوک جواب دیا "ہمیں اکبر بادشاہ کی تقلید کی کیا ضرورت ہے؟ ہم اپنے رسول پاک ﷺ کے نقشِ قدم پر چلیں گے جنہوں نے تیرہ سو سال پہلے صرف الفاظ سے ہی نہیں بلکہ عملی طور پر عیسائیوں اور یہودیوں سے انتہا درجے کی رواداری کا سلوک کیا اور اُن کے عقیدے اور مذہب کا بے حد احترام کیا۔

خراجِ عقیدت بحضور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

5)۔ ایک عید میلاد کے موقع پر قائد اعظمؒ نے فرمایا "آج ہم کروڑوں انسانوں کے قائد اور عظیم ترین انسانوں کے ممدوح (محبوب راہنما) کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کیلئے جمع ہوئے ہیں جو ایک بزرگ ترین معلم، مدبر اور قانون ساز تھے اور اسکے ساتھ ساتھ ایک عظیم حکمران بھی۔ اسلام صرف چند رسومات، روایات اور مذہبی اصولوں کا نام نہیں بلکہ مسلمانوں کے سیاسی، معاشی و دیگر مسائل کی راہبری کیلئے ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اسلام کی بنیاد صرف ایک خُدا پر ہے۔ انسان انسان میں کوئی فرق نہیں۔ مساوات، بھائی چارہ اور آزادی اسلام کے مخصوص اصول ہیں۔ حضورؐ کی زندگی اس زمانے کے لحاظ سے نہایت سادہ تھی۔ کاروبار سے لے کر حکمرانی تک ہر معاملے میں انہیں کامیابی حاصل ہوئی اور سچی بات تو یہ ہے کہ رسول پاکؐ جیسا انسان دُنیا نے کبھی پیدا نہیں کیا۔"

پیروی سیرت و سنت رسول ﷺ باعث نجات

6)۔ 14 فروری 1947ء کو قائد اعظمؒ نے ایک تقریر میں فرمایا "میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات

Marfat.com

اسوہ حسنہ پر چلنے میں ہے جو ہمیں قانون عطا کرنے والے پیغمبرِ اسلام ﷺ نے ہمارے لیے بنایا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی جمہوریت کی بنیادیں صحیح معنوں میں اسلامی تصورات اور اصولوں پر رکھیں۔

پاکستان جناح کا کارنامہ نہیں۔ یہ محمد ﷺ کا روحانی فیض ہے۔ (قائداعظمؒ)

7)۔ آج سب لوگ حصولِ پاکستان کو قائداعظمؒ کا تاریخی کارنامہ اور ملت پر ان کا احسانِ عظیم بتاتے ہیں لیکن خود محمد علی جناح اسے اپنا کارنامہ نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ آخری وقت فرمایا کہ "یہ مشیت ایزدی ہے (تقدیر الٰہی ہے۔) یہ حضرت محمد ﷺ مصطفٰے ﷺ کا روحانی فیض ہے کہ جس (مسلمان) قوم کو برطانوی سامراج اور ہندو سرمایہ دار نے سفید کاغذ پر سے حرف غلط کی طرح مٹانے کی سازش کر رکھی تھی۔ آج وہ قوم آزاد ہے۔ اس کا اپنا ملک ہے۔ اپنا جھنڈا ہے۔ اپنی حکومت ہے اور اپنا سِکّہ ہے۔ اپنا آئین ہے اور اپنا دستور ہے۔ کیا کسی قوم پر خدا کا اس سے بڑھ کر کوئی انعام ہو سکتا ہے۔ یہی وہ خلافت ہے جس کا وعدہ کیا گیا تھا۔"

الحمدللّٰہ ربِ العالمین۔

سیاست میں امانت۔ رسولِ پاک ﷺ کی سنت

8)۔ قائداعظمؒ نے فرمایا: "سیاست میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے رسولِ پاک ﷺ کی نقشِ قدم پر چلنا ضروری ہے اور اس کامیابی کی کنجی رسول پاک ﷺ کی بتائی ہوئی دیانتداری کا راستہ ہے۔"

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دھر میں اسم محمدؐ سے اُجالا کر دے

Marfat.com

محنت

ریاضت' مشقت' مساعی' جہد مسلسل' کوشش' سعی' جدوجہد

محنت و مشقت ایسے بنیادی اوصاف ہیں کہ جن کے بغیر زندگی کا کوئی مقصد بھی حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ قرآنِ حکیم میں اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں "اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش کے سوا۔" (النجم' پ:۲۷' آیت:۳۸) اسی لیے انہوں نے ہاتھ سے کام کرنے والے دستکار کو اپنا دوست قرار دیا اور محنت کو عظمت عطا کر دی۔ ہمارے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا کہ وہ مومن سراسر خسارے میں ہے جس کا آج اس کے (گزرے ہوئے) کل سے بہتر نہیں۔ آپ ﷺ کو اپنے ہاتھ سے کام کرنے میں کوئی عار نہ تھا۔ قائداعظمؒ کی ساری زندگی بھی جہد مسلسل سے عبارت ہے۔ انہیں پوری زندگی آرام کا کوئی لمحہ یا وقفہ نصیب نہیں ہوا۔

بڑا آدمی بننے کی شرط' محنت

1)۔ جناح بڑا اچھا اور تیز لڑکا تھا۔ گھر کی بالائی منزل پر ہم آٹھ افراد دو کمروں میں رہا کرتے تھے۔ رات کو جب بچے سو جاتے تو محمد علی جناح گتے کا ایک تختہ لیمپ کے ساتھ کھڑا کر دیتے تھے تاکہ روشنی سوئے بچوں کی آنکھوں میں نہ پڑے اور پھر وہ رات گئے تک پڑھتے رہتے۔ ایک رات میں ان کے پاس گئی اور کہا "بچے! اتنا نہ پڑھا کر' بیمار ہو جائے گا۔" جناح نے جواب دیا۔ "بائی! اگر میں محنت نہ کروں گا تو بڑا آدمی کیسے بنوں گا۔"

ساری عمر محنت و مشقت

2)۔ پچاس برس پہلے جب وہ رسل روڈ لندن کے ایک مکان میں رہتے تھے۔ محنت اور یک

Marfat.com

جہتی میں بے مثل تھے۔ مطالعہ کے علاوہ انہیں کوئی کام نہ تھا اور اولپیاء کی رنگ برنگی روشنیاں بھی انہیں عیش و عشرت کی طرف مائل نہ کر سکیں۔ انہیں اس کا صلہ بھی ملا کہ انہوں نے بیرسٹری کا امتحان ریکارڈ وقت میں پاس کر لیا۔ کسی ہندوستانی نے اس سے کم وقت میں بیرسٹری کی سند نہیں لی تھی۔ سخت اور مسلسل محنت کی یہ عادت ساری عمر نہ چھوٹی اور اب چھیاسٹھ برس کی عمر میں بھی وہ جوانوں کی طرح محنت کرتے تھے۔ وہ مسلم لیگ کو زیادہ مضبوط بنانے کے لیے تفصیلی اور پیچیدہ منصوبے تیار کرتے اور پھر ضروری ہدایات' مختصر اور سیدھے سادے انداز میں لکھ کر لیگ کے کارکنوں کو بھیجتے' جیسے فوج کا جرنیل میدانِ جنگ میں اپنے ماتحت افسروں کو احکام بھیج رہا ہو۔ (بولا یتھو)

لیاقت اور محنت

3)۔ ایک مرتبہ ایک آدمی اپنے بیرسٹر بیٹے کو لے کر قائداعظمؒ کے پاس آیا' اور عرض کی "یہ میرا بیٹا ہے۔ اس کو اپنے جیسا لائق بنا دیجیے۔" قائداعظمؒ فوراً بولے "یہ خوشی سے آکر میرے دفتر میں کام کرے لیکن لیاقت انہیں خود اپنی محنت سے پیدا کرنی ہو گی۔" (بولا یتھو)

پہلے کام۔ بعد میں طعام

4)۔ مجھے یاد ہے کہ جب قائداعظمؒ کسی مسئلے پر بحث کر رہے ہوتے یا خط لکھوا رہے ہوتے اور ان کے ملازم انہیں دوپہر یا رات کے کھانے کو کہتے تو وہ ان کی بات کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتے تھے۔ ان کی بہن مس فاطمہ جناح کھانے کی میز پر ان کا انتظار کرتے کرتے تھک جاتیں تو وہ بہت اخلاق سے جواب دیتے "بس چند منٹ اور۔" انہیں پہلے اپنا کام کرنا ہوتا تھا اور بعد میں کھانے یا کسی اور چیز کا خیال کرنا۔

(قائداعظمؒ میری نظر میں۔۔۔از ایم۔ اے۔ ایچ اصفہانی)

کام' کام اور بس کام

5)۔ مس فاطمہ جناح کہتی ہیں کہ جب اپنے بھائی کے ہر وقت کے بخار اور کھانسی نے مجھے بہت

Marfat.com

پریشان کر دیا تو میں نے کرنل رحمٰن سے ان کا معائنہ کرایا۔ انہوں نے تشخیص کی کہ قائداعظمؒ کو ملیریا ہو گیا ہے۔ جب ان سے کہا گیا کہ وہ آرام کریں۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ "لیکن مجھے تو ابھی بہت کام کرنا ہے۔"

محنت اور زیادہ محنت

6)۔ قائداعظمؒ نے اپنے لیے جو مقام پیدا کیا وہ ان کی اپنی ذاتی کاوش اور محنت کا نتیجہ تھا۔ وہ کسی امیر خاندان سے تعلق نہیں رکھتے تھے اور ان کو اپنے والد سے کوئی وراثت نہیں ملی تھی۔ ان کی زندگی کا نچوڑ صرف ایک فقرے میں بیان کیا جا سکتا ہے یعنی محنت اور زیادہ محنت۔ (افتخار علی ملک 'نوائے وقت' لاہور 16 ستمبر 1980ء)

تفریح کیلئے کوئی وقت نہیں

7)۔ 1942ء میں سر ایولن رنچ نے بمبئی میں گفتگو کے دوران ان سے پوچھا کہ ان کا ذریعہ تفریح کیا ہے؟" جناح صاحب نے جواب دیا "میرا پیشہ اس نوعیت کا ہے کہ مجھے تفریح کے لیے وقت ہی نہیں ملتا۔" (ہیکٹر بولا یتھو)

زندگی کے آخری لمحات میں بھی سرکاری کام کی فکر

8)۔ ان دنوں میری کوشش یہ ہوتی تھی کہ جہاں تک ممکن ہو میں قائداعظمؒ کی خدمت میں نہ جاؤں اس لیے کہ وہ جونہی مجھے دیکھتے انہیں کوئی نہ کوئی سرکاری کام یاد آ جاتا۔ 10 ستمبر کو کوئٹہ میں انہوں نے مجھے طلب فرمایا اور پوچھا "کیا سب کچھ تیار ہے۔ فرض کرو میں آج ہی کراچی جانا چاہتا ہوں۔" مَیں نے عرض کی "جی ہاں۔" اس پر تھوڑے وقفے کے بعد فرمایا۔ "کیا مجھے کوئی ضروری کاغذات دکھانا چاہتے ہو؟" میں نے عرض کیا "جی نہیں! قائداعظمؒ ---- کچھ نہیں؟" لیکن میں اس بات سے اتنا متاثر ہوا کہ میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ مَیں سوچ رہا تھا کہ ان کی حالت اتنی نازک ہے پھر بھی ان کے دل سے مملکت کے کاموں کا خیال نہیں جاتا۔ (فرخ امین)

Marfat.com

مساوات

اخوت　　　بھائی چارہ　　　برابری

انسانیت اور دینِ اسلام دونوں کی بنیاد مساوات' اخوت اور بھائی چارے پر ہے۔ رسول پاک ﷺ تو تشریف ہی اس لیے لائے تھے کہ رنگ و نسل کے تمام بتوں کو توڑ کر آدمی کو احترام انسانیت کا درس دیں۔ ہمارے قائداعظمؒ بھی اسی انسانی مساوات کے قائل تھے اور مذہبی فرقہ بندی' علاقائی و لسانی عصبیت' طبقاتی امتیاز اور صوبائی تعصب سے بالاتر تھے۔ حتیٰ کہ ذات پات کی بھی کوئی تمیز روا نہ رکھتے تھے۔

سارے بچے میرے بچے ہیں

1)۔ مَیں نے زیارت میں ایک بار اپنی غربت کی وجہ سے کہا کہ آپ ہمارے بچے کی فیس معاف کروانے کے لیے خط لکھ دیں تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارے بیٹے کا ماہوار خرچہ کتنا ہے؟ میں نے کہا کہ میرے بیٹے کا خرچہ تیس روپے ماہوار ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ تیس روپے میں اپنی جیب سے دیا کروں گا کیونکہ اگر میں فیس معاف کرنے کا خط لکھوں گا تو پھر سب کی فیس معاف کرنی ہوگی اور پاکستان کے سب بچے میرے بچے ہیں۔"

(قائداعظمؒ کے ملازم۔ میر محمد خاں)

غریب کا عطیہ زیادہ قیمتی ہے

2)۔ مسلم لیگ کے لیے یا مصیبت زدگان کی امداد کے لیے جتنی بھی بڑی یا چھوٹی رقوم وصول

Marfat.com

ہوتیں۔ حضرت قائداعظمؒ ان کی رسیدات پر دستخط کرنے کے لیے اپنی انتہائی مصروفیات کے باوجود وقت نکال لیتے۔ انہیں ایک روپیہ کی ہزاروں رقمیں موصول ہوئی ہوں گی جن کی رسیدیں وہ خُود کاٹتے تھے۔ جب ان سے کہا گیا کہ یہ کام تو کسی اور کے سپرد کر دیں تو آپ نے جواب دیا نہیں ہرگز نہیں۔ ہر رسید پر مجھے خُود ہی دستخط کرنے چاہئیں۔ ایک غریب مسلمان جو مجھے چار آنے بھیجتا ہے۔ اس کے لیے یہ رقم ایسی ہی ہو گی جیسے کسی امیر کے لیے دس ہزار۔ میری نظروں میں آنوں کی بھی وہی قیمت ہے جو دس یا بیس ہزار کی۔ چار آنے (پچیس پیسے) بھیجنے والے کو معلوم ہونا چاہیئے کہ میں اس کی مدد کی قدر کرتا ہوں اور اس کے عطیے کو بیش قیمت سمجھتا ہوں۔"

صرف ایک سردار سے مصافحے سے انکار

3)۔ حضرت قائداعظمؒ ایک مرتبہ بلوچستان میں ایک دعوت میں شریک ہوئے۔ وہاں ایک بوڑھے قبائلی سردار نے ان سے ہاتھ ملانا چاہا تو جناح صاحب نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا اور کہا "اگر میں آپ سے مصافحہ کروں تو پھر باقی تمام مہمانوں سے بھی ہاتھ ملانا پڑے گا اور اس کے لیے میرے پاس وقت نہیں۔" ظاہر ہے کہ وہ کسی سے امتیازی سلوک کے قائل نہیں تھے۔

(بیگم رعنا لیاقت علی خاں)

صرف ایک رئیس سے مصافحے سے انکار

4)۔ قائداعظمؒ علی گڑھ تشریف لے گئے تو اسٹیشن پر ان کے استقبال کے لیے ہزاروں کا اجتماع تھا کہ ایک رئیس آدمی آگے آئے اور انہوں نے قائداعظمؒ سے ہاتھ ملانے کے لیے آگے بڑھایا لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ مَیں نے عرض کی کہ یہ فلاں شخص ہیں۔ صاحبِ حیثیت آدمی ہیں۔ کئی میل (کلومیٹر) سے چل کے آئے ہیں۔ آپ ان سے مصافحہ کیوں نہیں کر لیتے۔ فرمانے لگے "یہ سب کچھ درست لیکن اگر میں اس سے ہاتھ ملاؤں تو مجمع کے دس بیس ہزار آدمیوں میں سے ہر ایک سے مجھے ہاتھ ملانا چاہیئے۔ میں فرق نہیں برتنا چاہتا۔

(پروفیسر اے۔ بی۔ حلیم، وائس چانسلر علی گڑھ یونیورسٹی)

Marfat.com

مذاکرات لیکن برابری کی سطح پر

11 مارچ 1948ء کو ایک جرمن میگزین کا نمائندہ صحافی قائداعظمؒ سے انٹرویو کے لیے آیا۔ اس نے کہا کہ اس وقت پاکستان اور ہندوستان کے درمیان چند شدید اختلافات و تنازعات چل رہے ہیں۔ کیا ان اختلافی امور میں امن تصفیہ کی اُمید کی جاسکتی ہے؟

حضرت قائداعظمؒ نے فرمایا:

"کیوں نہیں۔ بشرطیکہ حکومتِ ہند اپنے احساس برتری کے خول سے باہر آجائے اور جو حقائق ہیں ان کا اعتراف کرتے ہوئے۔ پاکستان سے برابری کی سطح پر مذاکرات کرلے۔"

Marfat.com

مشاورت

باہمی صلاح مشورے کرنا

باہمی صلاح مشورے کی دینِ اسلام میں بڑی اہمیت ہے۔ رسول پاک ﷺ نبی آخرالزماں ہونے کے باوجود ہر کام میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ فرماتے حالانکہ ان کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسمانوں سے راہنمائی کی جاتی تھی۔ آپ ﷺ نے یہاں تک فرمادیا کہ اگر کوئی مومن موجود نہ ہو تو کسی درخت یا جھاڑی سے مشورہ کرلیا کرو۔ اگر کوئی بھی نہ ہو تو اپنے دل سے ہی پوچھ لیا کرو۔ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ قائداعظمؒ خود رائی اور نخوت کا شکار تھے یا کسی سے مشورہ نہیں کرتے تھے۔ وہ لوگ کسی غلط فہمی یا کم فہمی کا شکار ہیں۔ قائداعظمؒ کی مشاورت کی چند مثالیں حاضر ہیں۔

قائداعظمؒ کو آغا خاں کا مشورہ

1)۔ حضرت قائداعظمؒ کو جوانی میں سر آغاخان نے ایک نصیحت کی اور وہ یہ کہ "کسی کو بھی کسی سے ملنے سے انکار نہیں کرنا چاہیئے۔ خواہ وہ اسے کتنا ہی ناپسند کیوں نہ کرتا ہو۔" آغا خان نے ان سے کہا "جناح! اگر شیطان خود بھی تم سے ملنا چاہے تو تمہیں اس کی ملاقات سے انکار نہ کرنا چاہیئے۔ اس کی بات سن لو۔ یہ ضروری نہیں کہ تم اس کے خیالات سے اتفاق کرو یا اس کی نصیحت قبول کرو۔ تمہیں کیا معلوم کہ شاید وہ تمہیں کوئی ایسی بات بتا سکے جو تمہارے فائدے کی ہو یا بہت عمدہ نصیحت و ہدایت ثابت ہو۔" حضرت قائداعظمؒ نہ صرف اس قیمتی مشورے پر ساری عمر کاربند رہے بلکہ دوسروں کو بھی اس کی نصیحت کرتے رہے۔" لہٰذا مسٹر جناح نے مجھ سے کہا کہ تمہیں بھی یہی حکمتِ عملی اختیار کرنی

Marfat.com

چاہیئے۔ بلکہ اسے اپنی زندگی کا ایک زریں اصول بنالو۔ میں نے یہ نصیحت قبول کی اور اس کی وجہ سے نفع میں ہی رہا۔ مجھے اس کی بدولت بہت کچھ ملا۔

(قائداعظمؒ میری نظر میں۔ایم۔اے۔ایچ اصفہانی)

ہرانسان سے مشورہ طلب

2)۔ ایک بار اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مَیں بھی انسان ہوں۔ مجھ سے بھی غلطی ہو سکتی ہے۔ لہٰذا ہر شخص کو اختیار ہے کہ وہ میرے کام کے بارے میں مشورے دے اور اس پر تنقید کرے۔ یقین کیجئے کہ ہر تار اور خط جو مجھے بھیجا جاتا ہے۔ مَیں خُود پڑھتا ہوں اور میرا زیادہ تر وقت اسی میں گزرتا ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان زبانی باتوں کی بجائے جو کچھ محسوس کرے۔ مجھے لکھے۔ میں غور کروں گا اور مناسب ہوا تو اس کا مشورہ قبول کروں گا۔

(تقریب عید۔دہلی 1946ء)

قائداعظمؒ کو تانگے والے کا مشورہ

3)۔ ایک دفعہ قائداعظمؒ کو چھ صفحے کا ایک خط آگرہ سے موصول ہوا۔ یہ خط اردو میں تھا۔ مَیں نے خط ان کو پڑھ کر سُنایا اور بتایا کہ لکھنے والا ایک تانگہ چلانے والا ہے۔ وہ بہت خُوش ہوئے اور کہا: کمال ہے۔ اس آدمی کو سیاست میں اتنی سُوجھ بوجھ ہے۔ جب چھ صفحے ختم ہو گئے تو مَیں نے آخری جملہ پڑھ کر سُنایا وہ جملہ یہ تھا "قائداعظم! اب میرے پاس ایک سواری آگئی ہے۔ لہٰذا باقی خط کل لکھوں گا۔ قائداعظمؒ اس پر بہت ہنسے اور کہا اچھا اس خط کا انگریزی ترجمہ کرکے مجھے دے دو۔ جو مَیں نے کردیا اگلے روز حسبِ وعدہ اس تانگے والے کا بقیہ مضمون بھی وصول ہو گیا۔ دونوں خطوط میں بڑا ربط معلوم ہوتا تھا۔ اس خط کی اہمیت اس طرح معلوم ہوئی کہ قائداعظمؒ نے اسے اسمبلی کی تقریر میں استعمال کیا اور اس طرح وہ خط بڑا مشہور ہوا۔ یہ ایک مثال ہے ان لوگوں کے لیے جو یہ کہتے ہیں کہ قائداعظمؒ کو مشورے سے نفرت تھی۔

(مطلوب الحسن سید)

ایک طالبعلم کا مشورہ بھی قبول

4)۔ حضرت قائداعظمؒ نے 11 جولائی 1947ء کو ملاقات کے لیے آنے والے جموں و کشمیر مسلم

Marfat.com

کانفرنس کے قائمقام صدر چودھری حمید اللہ خاں اور ایک سیاسی کارکن پروفیسر اسحاق قریشی کو بتایا کہ میرے خیال میں فہم و فراست اور دانائی مخصوص آدمیوں کی میراث نہیں اس لیے سیاسی امور میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کے ساتھ مشورہ کرنا اور ہر طرح اور ہر طبقے کے لوگوں سے مشورہ کرنا مفید ہوتا ہے۔ بعض اوقات بظاہر ایک غیر اہم گمنام آدمی بھی کوئی کام کی بات سمجھا دیتا ہے۔ اس کی مثال انہوں نے یوں دی 1939ء میں کانگریس وزارتوں کے خلاف یوم نجات منانے کی تجویز دسویں کلاس کے ایک گمنام طالب علم نے مجھے خط کے ذریعے لکھ کر بھیجی تھی۔ میں نے اسے فوراً قبول کر لیا۔ مسلم لیگ کی اسی تحریک نے کانگریس کو پہلی شکست دی تھی جس نے ہمیں اپنی قوت کا احساس دلایا اور ہم عزم و اعتماد کے ساتھ آگے بڑھ سکے۔ یہ کرشمہ اسکول کے طالب علم کے مشورے کیا تھا۔

بات چیت کے نتائج تحریر کرنے کا مشورہ

5)۔ ایک مرتبہ قائداعظمؒ نے فیروز خاں نون سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص بات چیت کرنے کے بعد بھول جائے تو اس کا علاج کیا ہو۔ نون صاحب نے کہا کہ جب کسی شخص کے ساتھ آپ کی سیاسی بات چیت ختم ہو جائے تو آپ کو اس پارٹی کے نام اس مضمون کا ایک خط ضرور لکھنا چاہیئے جس میں بات چیت کے نتائج درج ہوں۔ اگر وہ تحریری طور پر تردید نہیں کرتا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس بارے میں آپ کا بیان صحیح ہے۔" میرا خیال ہے کہ قائداعظمؒ ہمیشہ اس طریقہ پر کاربند رہے۔

آج شام کی تقریر میں کیا کہا جائے

6)۔ حیدر آباد کی صنعت گاہ کی ایک تقریب میں جاتے ہوئے قائداعظمؒ نے نواب صدیق علی خاں سے مشورہ طلب کیا کہ آج شام کی تقریب میں کیا کہا جائے۔ انہیں حیرت زدہ دیکھ کر فرمایا "میں تمہیں سوچنے کا کافی وقت دیتا ہوں۔ جب میں جلسہ گاہ جانے لگوں تب بتا دینا۔" شام کو پھر پوچھا جو بھی عرض کیا اس پر خوشنودی کا اظہار کیا۔

(نواب صدیق علی خاں)

Marfat.com

وقار

خُودداری خُودی عزتِ نفس

قائداعظمؒ خدا کے سوائے کسی کے آگے جھکنے کو شرفِ انسانیت کے خلاف سمجھتے تھے۔ ان کا کردار آئینے کی طرح شفاف تھا۔ اس لیے وہ کسی کے آگے نہیں جھکتے تھے۔

کسی کے آگے نہ جھکنے والے

1)۔ ایک دفعہ قائداعظمؒ کسی کانفرنس میں تقریر کر رہے تھے کہ ان کا مونوکل (عدسہ) جو وہ آنکھ پر لگاتے تھے۔ گر گیا۔ وہاں پر موجود انگریز اور ہندو بڑے خُوش ہوئے اور کہنے لگے کہ آج تو جناح صاحب اپنا مونوکل اُٹھانے کے لیے ہمارے آگے جھکیں گے۔ سب انتظار میں تھے کہ وہ جھک کر اپنا مونوکل اُٹھائیں گے لیکن اس وقت ان سب کے مُنہ حیرت سے کھلے کے کھلے رہ گئے جب انہوں نے اپنی جیب سے نکال کر دوسرا مونوکل آنکھ پر لگالیا۔

(فاران قائداعظمؒ نمبر دسمبر 1976ء)

سیکرٹری ہو تو میرے سیکرٹری سے بات کرو

2)۔ تحریکِ پاکستان کے آخری دنوں میں وائسرائے کی لاج سے فون آیا تو حضرت قائداعظمؒ نے فرمایا "اگر وائسرائے کو بات کرنی ہے تو مجھ سے کریں۔ تمہیں بات کرنی ہے تو میرے سیکرٹری سے کرو۔" یہ کہہ کر قائداعظمؒ نے فون بند کر دیا۔ ان کا کردار یہی تھا کہ وہ فرعونوں سے کبھی جھک کر نہیں ملے۔ ہاں عام لوگوں سے عاجزی اور خاکساری تھی اور

Marfat.com

بہت تھی۔(قاضی محمد عیسیٰ)

جج کو ترکی بہ ترکی جواب

3)۔ قائداعظمؒ کی ہائیکورٹ کے ججوں سے بھی کئی بار نوک جھونک ہوئی مثلاً ایک مرتبہ کسی مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوئے۔ اس مجسٹریٹ نے دورانِ مقدمہ ان کو خطاب کرتے ہوئے کہا۔ "آپ کسی تھرڈ کلاس مجسٹریٹ سے خطاب نہیں کر رہے۔" قائداعظمؒ نے اس کا فقرہ ختم ہوتے ہی فوراً جواب دیا۔ "معاف کیجئے! آپ بھی کسی تھرڈ کلاس وکیل سے مخاطب نہیں۔"

لاٹ صاحب بڑے آدمی تو میں بھی بڑا آدمی

4)۔ ہیکٹر بولا یتھو اپنی تصنیف محمد علی جناح میں لکھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک دن بمبئی کے گورنر کے سیکرٹری نے انہیں فون پر بلایا اور گورنر کا ایک پیغام ان تک پہنچانا چاہا۔ تو انہوں نے بات سنے بغیر اسے جھڑک دیا۔ "اگر لاٹ صاحب اتنے بڑے آدمی ہیں کہ وہ خُود فون پر تشریف نہیں لا سکتے تو مَیں بھی بڑا آدمی ہوں۔" یہ کہہ کر انہوں نے فوراً فون بند کر دیا۔

توہین آمیز رویئے پر قطع تعلق

5)۔ مسٹر سٹرینگ مین بمبئی بار کے ایک سینئر اور قابلِ حوالہ انگریز رکن تھے۔ ان دونوں کو ایک مقدمے کے سلسلے میں مشترکہ طور پر وکیل مقرر کیا گیا۔ اس سلسلے میں میرے بھائی کو اس انگریز وکیل کے چیمبر میں اسی کیس پر صلاح مشورے کے لیے جانا پڑا۔ تو اس نے انگریزوں کا دیسی لوگوں کے ساتھ روایتی توہین آمیز رویہ اختیار کیا۔ اس روز کے بعد قائداعظمؒ دوبارہ کبھی اس کے چیمبر نہیں گئے۔ حتیٰ کہ عدالتوں کے اندر یا باہر وہ ان کے سامنے آیا تو اس کے ساتھ رسمی علیک سلیک بھی نہ کی۔ (میرا بھائی۔ مس فاطمہ جناح)

Marfat.com

یقینِ کامل ایمان

خدا پر بھروسہ　　ایقان　　یقین محکم

ایقان و ایمان اور یقین کامل ایک ایسا وصف ہے کہ اسکے بغیر کوئی بھی بڑا کام نہیں کیا جا سکتا۔ اسکے برعکس تذبذب بے یقینی اور ہچکچاہٹ یا پریشان خیالی سے تو بنا بنایا کام بگڑ جاتا ہے۔ رسول پاک ﷺ حق پر تھے اور حق آپ ﷺ کے ساتھ اس حقیقت پر یقین کامل کی بدولت آپ ﷺ سارے زمانے کی اصلاح و فلاح کے مشکل ترین کام میں کامران و کامیاب ہوئے۔ اسی لیے محمد علی جناح نے اتحاد اور تنظیم کے ساتھ ایمان و یقین کو نصرت کے لیے لازمی قرار دیا۔

خدا پر یقین

1)۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے قائداعظمؒ پر سب سے پہلے جو نفسیاتی حملہ کیا وہ یہ تھا کہ قیام پاکستان کے پہلے روز سکھ ان پر قاتلانہ حملے کریں گے اور ان کے پاس حفاظت کا کوئی انتظام نہیں۔ لہٰذا انگریزوں کی مدد درکار ہو گی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ حکومتِ پاکستان کی سالمیت کے سارے اختیارات انگریزوں کے ہاتھ میں رہیں لیکن اسے قائداعظمؒ نے ٹھکرا دیا کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر مکمل بھروسہ تھا۔

خدا ہر جگہ موجود

2)۔ دہلی میں مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کا جلسہ امپیریل ہوٹل میں ہو رہا تھا۔ خاکساروں نے گڑبڑ کی۔۔۔ یہ سارا ہنگامہ قائداعظمؒ کے خلاف تھا لیکن اس سارے ہنگامے میں جو شخص

Marfat.com

سب سے پُرسکون رہاوہ خود قائداعظمؒ تھے۔ جب میٹنگ انتشار کا شکار ہو کر ختم ہو گئی اور وہ بڑے اطمینان سے تنہا باہر جانے لگے تو پیر صاحب مانکی شریف نے کہا "آپ اس طرح باہر نہ جائیے۔ آپ کو کہیں کچھ ہو نہ جائے۔ ہم آپ کے ساتھ چلتے ہیں۔" قائداعظمؒ نے کہا "نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں۔ کیا خدا وہاں نہیں ہے؟"

(محمد علی جناح' معمار پاکستان از خلیفہ ڈاکٹر عبدالحکیم صفحہ: 51)

عوام پر یقین

3)۔ جب پاکستان بن رہا تھا تو کانگریس کے مقابلے میں جنگِ آزادی کو فروغ دینے کیلئے قائداعظمؒ نے اپیل کی تھی کہ مسلمان صرف اس کو ووٹ دے جس پر مسلم لیگ کا لیبل لگا ہوا ہو۔ خواہ وہ بجلی کا کھمبا ہی کیوں نہ ہو۔ مسلمانوں نے اپنے قائد کا حکم سر آنکھوں پر لیا اور مسلم لیگ کو اتنے زیادہ ووٹ دیئے کہ پاکستان بن گیا۔ قائداعظمؒ نے کھمبے کو ووٹ دینے کا اس لیے کہا تھا کہ انہیں پختہ یقین تھا کہ وہ کانگریس کے مقابلے میں جس کو کھڑا کریں گے۔ عوام اس کو ضرور جتادیں گے۔ (ڈپٹی کمشنر کی ڈائری۔ از قدرت اللہ شہاب)

قرآن پر یقین

4)۔ ممدوٹ ولا لاہور میں بیٹھے بیٹھے رانا نصر اللہ خاں سے باتوں باتوں میں قائداعظمؒ نے فرمایا۔ مَیں نے قرآنِ حکیم کا انگریزی ترجمہ بھی پڑھا ہے۔ مجھے اس کی بعض سورتوں سے بڑی تقویت ملتی ہے۔ مثلاً وہ چھوٹی سی سورۃ جس میں ابابیل کا ذِکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح کفار کے بڑے لشکر کو ابابیلوں کے ذریعے شکست دی۔ اسی طرح ہم لوگوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ انشاءاللہ کفار کی قوتوں کو شکست دے گا۔

(قائداعظمؒ انسائیکلوپیڈیا' زاہد حسین)

قوم پر اعتماد

5)۔ قائداعظمؒ اور ان کے ملٹری سیکرٹری کرنل برنی کے درمیان صرف ایک معاملے پر اختلاف پیدا ہوا۔ اس نے قائداعظمؒ سے اجازت چاہی کہ گورنمنٹ ہاؤس کی دیوار اُونچی کرائی جائے۔ اس پر قائداعظمؒ نے فرمایا۔ "یہ بہت اچھی بات ہے کہ آپ کو میری

Marfat.com

حفاظت کا اتنا خیال ہے لیکن آپ نے اس سے پہلے جو گورنر جنرل دیکھے ہیں۔ میری حیثیت ان سے بہت مختلف ہے۔ مَیں اس ملک کا باشندہ اور اسی قوم کا ایک فرد ہوں۔ مَیں اپنی ہی قوم کے لوگوں کے درمیان ہوں اور مجھے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

(مذہبی اور سیاسی فرقہ بندی از اشرف ظفر)

خُود پر اعتماد اور یقین

6)۔ دہلی میں ایک دعوت تھی۔ قائداعظمؒ اس میں شریک تھے۔ ایک مہاراجہ صاحب بھی موجود تھے۔ انہوں نے قائداعظمؒ سے پوچھا "موجودہ سیاسی حالات کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟" قائداعظمؒ نے مسکراتے ہوئے فرمایا "مہاراجہ صاحب عرصہ گزر گیا جب مَیں رائے کا اظہار کرتا تھا۔ اب میں جو کچھ کہتا ہوں ہو کر رہتا ہے۔"

(فرحت شاہجہانپوری)

علماء کا قائداعظمؒ پر یقین

7)۔ سردار عبدالرب نشتر نے ایک بار آپ سے پوچھا "قائداعظمؒ! آپ کی نہ تو لمبی داڑھی ہے۔ نہ جامہ تقدس۔ انگریزی بولتے ہیں۔ انگریزی لباس پہنتے ہیں اور ہیٹ بھی لگا لیتے ہیں۔ اس کے باوجود بڑے بڑے جبے والے علماء و مشائخ آپ کے پیچھے پیچھے مُریدوں کی طرح کیوں پھرتے ہیں۔" قائداعظمؒ نے فرمایا۔ "ان لوگوں کو یقین ہے کہ مَیں بک نہیں سکوں گا۔"

(محمد جعفر شاہ پھلواروی)

دعاؤں پر یقین

8)۔ تحریکِ پاکستان آخری مراحل میں تھی گو ابھی کامیابی یقینی نہیں ہوئی تھی۔ قائداعظمؒ بعض سیاسی کارکنوں کے ساتھ شاہی مسجد میں نمازِ جمعہ ادا کرنے گئے۔ مسجد کے صحن کا فرش اتنا گرم ہو چکا تھا کہ قائداعظمؒ ننگے پاؤں چلنے میں تکلیف محسوس کر رہے تھے۔ اس لیے وہ ذرا آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔ دوسرے ساتھی بھی پاس ادب سے آہستہ آہستہ قدم اُٹھا رہے تھے۔ اس موقع پر قائداعظمؒ نے فرمایا۔ "آپ لوگوں کے پاؤں بھی میری وجہ سے جلے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزا دے۔ پاکستان ہماری دعاؤں کا حاصل ہے۔ ہمیں

Marfat.com

صرف پاکستان چاہیئے۔ آپ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ سے کوئی اور دُعا نہ مانگیں۔"

پاکستان کے روشن مستقبل پر یقین

9)۔ یہ مشیت ایزدی نہیں تو اور کیا ہے کہ وہ قوم جس کو برطانوی سامراج اور ہندو بنیئے نے ہندوستان سے مٹانے کی سنگین سازش کر رکھی تھی۔ آج وہ قوم آزاد ہے۔ اس کا اپنا ملک ہے۔ اس کا اپنا پرچم ہے۔ اپنی حکومت ہے۔ اپنا سکّہ ہے۔ اپنا دستور ہے۔ کیا کسی قوم پر اس سے بڑھ کر خُدا کا کوئی انعام ہو سکتا ہے؟ خُدا کے اس انعام کی حفاظت اب مسلمانوں کا فرض ہے۔ یہ خُدا کا تحفہ ہے۔ انسان آتے جاتے رہیں گے لیکن اللہ کا شکر ہے کہ پاکستان اب مضبوطی سے قائم ہو چکا ہے اور ان شاء اللہ ہمیشہ قائم و دائم رہے گا۔

قائداعظمؒ زندہ باد۔ پاکستان زندہ باد

Marfat.com

EXTRACTS FROM APPRECIATION LETTER by THE PRIME MINISTER

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Prime Minister's Secretariat (Public)
Islamabad.
No.2(2)/PSO(PM)/2004
Dated: 30 Jan 2004

Dear Mr. Muhammad Nawaz Vohra Sahib,

I refer to the letter of January 20, 2004 which we received alongwith a book on the life of **Quaid-e-Azam**, Father of the Nation, by **Mian Nadeem Bari**. The **Prime Minister** has been **pleased** to receive a copy of this book and **appreciated** the **efforts** of the writer who very **candidly** presented various aspects of the personality of the **Quaid**. The **Prime Minister** has desired to convey his gratitude for a copy of **Akhlaq-e-Quaid** and convey his **feelings** to the writer.

With Regards,

Yours sincerely,

(Mian Waheed-ud-Din)
PSO to Prime Minister

Marfat.com

- THE BEST of Humanity
- BEST of the Best
- TRUTH in Stories

- اخلاقِ رسول محمد ﷺ
- معلمِ اخلاق ﷺ
- محمد ﷺ سب سے اچھے
- محبتِ رسول ﷺ
- ادبِ رسولِ پاک ﷺ
- اخلاقِ صدیق اکبرؓ
- روشن باتیں
- اخلاقِ بتول فاطمہؓ
- اخلاقِ حسینؑ
- اخلاقِ قائدِ اعظم

فقیر محمد ندیم باری

1984 2002 2004

- سیرت نگار صدارتی ایوارڈ یافتہ
- صدائے اول فیصل آباد ریڈیو
- پریذیڈنٹ مجلس اربابِ قلم سرگودھا
- سیکرٹری ثقافت جشن فیصل آباد
- ممتاز کمپیئر
- چیف ایڈیٹر اسوہ
- مقبول افسانہ نویس
- شعلہ نوا خطیب
- فری لانس کالم نگار
- سیکرٹری حلقہ احباب ذوق فیصل آباد
- اے وی پی یونائیٹڈ بینک فیصل آباد
- ممبر دی چناب کلب (جی) لمیٹڈ فیصل آباد